U920 P -19-170

Title – ISRAR-E-HAQ.

Creator – Mulattiba Mohd. Iliyas Barny.

Publisher – Matba Muslim University (Aligarh).

Date – 1921

Pages – 372+6.

Subjects –

سلسلۂ دعوتِ صدق

وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ ۝ لَهُم مَّا يَشَاءُونَ عِندَ رَبِّهِمْ

(محمدؐ) جو صدق لے کر آیا اور جس نے اس کا صدق مانا وہی لوگ متقی ہیں وہ جو چاہیں ان کے رب کے ہاں ان کے لیے موجود ہے

الرَّحْمَٰنُ فَاسْأَلْ بِهِ خَبِيرًا

وہی (خدا ہے) رحمٰن ہے سو اس کی بابت کسی باخبر سے دریافت کرو

اسرارِ حق

وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّن دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ

اس سے بہتر بھلا کس کی بات ہوگی جو لوگوں کو اللہ کی طرف بلائے نیک کام کرے اور خود اپنے آپ کو بھی اللہ کا فرمانبردار بندہ بتائے

آیاتِ قرآنیہ، احادیثِ نبویہ، ارشاداتِ صدیقین و اکابرِ دین

رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

مرتبہ

محمد الیاس برنی۔ ایم اے۔ ایل ایل بی (علیگ)

باہتمام محمد مقتدی خاں شروانی

بمقام مطبع مسلم یونیورسٹی انسٹی ٹیوٹ علی گڑھ میں طبع ہوئی ۱۳۳۹ھ ۱۹۲۱ء

بار اوّل ۵۰۰ جلد

قیمت فی جلد تین روپیہ

علاوہ محصول ڈاک

سلسلۂ دعوات صدق

الیاس سنی
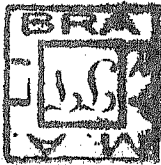
اِس کتاب کے ملنے کا پتہ :-

(۱) محمد مقتدی خاں شروانی منیجر مسلم یونیورسٹی انسٹی ٹیوٹ پریس علی گڈھ

(۲) اختر دکن پریس افضل گنج حیدر آباد دکن.

(۳) محمد الیاس برنی جام باغ. ترپ بازار. حیدر آباد. دکن.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید

علم و فضل کی حد کوئی کیا جانے۔ نرفع[1] درجٰت من نشاء وفوق کل ذی علم علیم (۱۳/۳) علم سے بڑھکر بھلا کیا نعمت ہوگی۔ یوتی[2] الحکمۃ من یشاء ومن یوت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا (۳/۵) چنانچہ یہی علم ہی کے طفیل سے انسان کو تمام مخلوق حتیٰ کہ فرشتوں پر فضیلت نصیب ہوئی۔ وعلم[3] ادم الاسماء کلھا (۴/۱) اللہ جل شانہ نے جو خاص دعا حضور خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تلقین فرمائی وہ بھی عظمت

---

[1] ہم جس کو چاہیں اس کے درجے بلند کر دیتے ہیں۔ ہر دانا سے بڑھکر دانا موجود ہے۔

[2] جس کو چاہے حکمت عطا کرتا ہے اور جس کو حکمت ملی تحقیق اس کو بہت بڑی خوبی حاصل ہوئی۔

[3] اور آدم کو تمام اسما بتا دیئے۔ حقیقت اسما بعد از توحید آثار و افعال و صفات پیش آتی ہے۔ ما یہ کائنات اور تقدیر کے راز کھلتے ہیں اسما کے علم ہی نے آدمؑ سے کہلایا۔ ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفرلنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین (۸/۹) اے ہمارے پروردگار ہم نے اپنے تئیں آپ تباہ کیا اگر تو ہم کو معاف نہ کرے اور ہم پر رحم نہ کھائے تو ہم برباد ہو جائیں گے۔ انہی اسما کی لاعلمی سے شیطان کہہ اٹھا فبما اغویتنی الخ (۸/۹) جس طرح تو نے میری راہ ماری الخ۔ حقیقت کا یہ بہت اعلیٰ اور نازک مقام ہے۔ جس کا علم کائنات میں انسان کے واسطے مخصوص ہے اور اسی سے یہ خلافت و امانت کا اہل بنا (المؤلف)

علم ہی کی حامل ہے۔ وقل رب زدنی علما (۱۵/۱) [1] مگر ساتھ ہی حدود علم کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے
واللہ بکل شیئ علیم (۲۸/۱۶) [2] ولا یحیطون بشیئ من علمہ الا بما شاء (۳/۲) [3] وما
اوتیتم من العلم الا قلیلا (۱۵/۱) [4] اور جوں جوں حقیقی جہل رفع ہوتا ہے خود دیگر مدارج
علم کی پوری پوری تصدیق ہو جاتی ہے ؎

علمے کہ نہ ماخوذ ز مشکوٰۃ نبی است
واللہ کہ سیرابی ازاں تشنہ لبی است (شاہ ولی اللہ قدس سرہٗ)

انسان اوّل نگاہِ عقل سے چیزوں کو دیکھتا بھالتا ہے اگر سرسری واقفیت سے اس کا
دل نہ بھرے اور وہ اشکال و خواص سے بڑھکر بطن و ماہیت تک پہنچنا چاہے تو باذن اللہ
تعالیٰ اس کو ایسی دانش و بینش عطا ہوتی ہے کہ وہ حقایق جو عقل کی نظر سے سرتاپا مخفی ہیں
اظہر من الشمس ہو جاتے ہیں چنانچہ انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام کی تعلیم اس طرح
انجام پاتی ہے۔ انا اوحینا الیک کما اوحینا الیٰ نوح والنبیین من بعدہٖ (۳/۶) [5]
وعلمناہ من لدنا علما (۱۵/۲) [6] واتقوا اللہ ویعلمکم اللہ واللہ بکل شیئ علیم (۳/۷) [7]

---

[1] اور کہہ اسے (محمدؐ) کہ اے میرے رب میرے علم کو زیادہ کر۔
[2] اللہ کو سب چیزوں کا علم ہے۔
[3] لوگ اس کی معلومات میں کسی چیز پر دسترس نہیں رکھتے مگر جتنی وہ چاہے۔
[4] اور نہیں دیا گیا تم کو علم مگر بہت تھوڑا۔
[5] (اے نبی محمدؐ) ہم نے تمہاری طرف اس طرح وحی بھیجی جس طرح ہم نے نوحؑ اور اس کے بعد پیغمبروں کی طرف بھیجی تھی۔
[6] اور ہم نے اس کو (خضرؑ کو) علم لدنی سکھایا تھا۔
[7] اللہ سے ڈرو اور اللہ تم کو تعلیم دیتا ہے اور اللہ کو سب چیزوں کا علم ہے۔

اور نبی امی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چشمۂ علم تو عین حقیقت سے جاری ہے۔ فاوحیٰ[۱] الیٰ عبدہٖ ما اوحیٰ (۵۳/۱۰) علوم نبوی میں خارجی آمیزش کا نام نہیں۔ سبحان اللہ کس قدر منزہ اور منزّہ ہیں۔ اللّٰھم[۲] ارزقنا۔ ذالک[۳] فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم

علم کے بیشمار مدارج ہیں بلحاظِ وسعت و بلحاظِ عمق۔ تنگ نظری اور سطحیت سے وہی مدارج اختلافات بلکہ اضداد کی شکل اختیار کر لیتے ہیں حالاں کہ وہ سب ایک ہی زینہ کی سیڑھیاں اور ایک ہی راستہ کی منزلیں ہیں۔ اللہ جل شانہٗ صداقت قرآنِ مجید کی ایک بڑی علامت یہ بیان فرماتا ہے کہ اس میں از اوّل تا آخر ذرا سا بھی اختلاف نہیں البتہ غور کرنا اور سمجھنا شرط ہے۔ افلا[۴] یتدبرون القرآن ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا (۴/۸۲) پھر کس قدر غفلت ہے اگر لوگ بزعم خود بڑے بڑے اختلافات قائم کر کے اسی کلام اللہ سے استدلال کریں اقرار لاعلمی نفس کو کیسے گوارا ہو۔ تحقیق کی ہمت و استعداد کہاں۔ اعلیٰ علوم کا انکار اور کاملین سے تکرار۔ اس سے بڑھکر سہل مگر لاحاصل کام اور کیا ہو سکتا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

از خدا خواہیم توفیقِ ادب ٭ بے ادب محروم گشت از فضلِ رب

۱۔ اپنے عبد (محمدؐ پر) جو وحی کرنی تھی کر دی ع کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے۔

۲۔ اللہ ہم کو بھی نصیب کرے۔

۳۔ یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہے عطا کرتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

۴۔ لوگ قرآن میں غور و فکر کیوں نہیں کرتے (کہ کہیں سر مُو فرق نہیں) اور اگر قرآن اللہ کے سوا کسی اور کے پاس سے آیا ہوتا تو ضرور اس میں بہت کچھ اختلاف پاتے۔
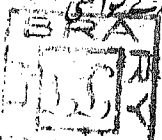
یا ایھا النبی[۱] انا ارسلنٰک شاھدا و مبشرا و نذیرا و داعیا الی اللہ باذنہ
وسراجا منیرا و بشر المؤمنین بان لھم من اللہ فضلا کبیرا (۳۳/۴۲) اللہ
جل شانہ جس نبی کو یہ رتبہ عطا فرمائے اس کی تعلیم کی کیا انتہا ہو گی۔ اور اس سے کیسے کیسے
ثمرات حاصل ہونے چاہئیں چنانچہ اللہ جل شانہ اپنا سب سے اعلیٰ عطیہ اسی رحمۃ للعالمین
کی معرفت ہی نوع انسان کے پاس بھیجتا ہے۔ اکملت[۲] لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی
پھر کیا عجب جو انبیا علیہ السلام کو بھی اُمتِ محمدی میں شمار ہونے کا ارمان ہو۔ اللّٰھُمَّ
صَلِّ علیٰ سَیِّدِنا مُحَمَّدٍ و بارک وسلم ؕ

اللہ اللہ زمانہ کے شعبدوں نے مسلمانوں کو اسلام سے کس قدر غافل بلکہ بیگانہ
بنا دیا۔ نوجوان کیسے کچھ حیران نظر آتے ہیں خدا ہی جانے کیا کیا وسوسے اور خطرات
دلوں کو بہکاتے اور ستاتے ہیں۔ گرچہ شکوک سے ایمان ڈگمگاتے ہیں تاہم غنیمت ہے کہ
عقیدتاً اور اداً اسلام ہی کی خیر مناتے ہیں حیف صد حیف کتابِ مبین کے ہوتے ہوئے
یوں محروم رہیں۔ کہاں ہیں وہ صادقین جو صدق کی شمعیں لے کر گروہ کے گروہ ظلمات
سے نکال لاتے اور حقیقت کی ترنگ میں سفل سے اُٹھا کر علو تک پہنچاتے تھے ؎

کہاں ہیں وہ جذبِ الٰہی کے پھندے
کہاں ہیں وہ اللہ کے پاک بندے

---

[۱] اے نبیؐ ہم نے تم کو گواہی دینے والا اور بشارت دینے والا اور ڈرانے والا اور لوگوں کو اللہ کی طرف
اللہ ہی کے اذن سے بلانے والا اور ہدایت کا روشن چراغ بنا کر بھیجا اور ایمان والوں کو خوشخبری سُنا دو کہ ان پر
اللہ کا بڑا فضل ہے [۲] تمہارا دین تمہارے واسطے مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی۔

زمانہ نے پلٹا کھایا اور دُنیا رنگ بدلا چاہتی ہے۔ تن پروری سے دل اُکتا چلے مادیات کی قید سے پھر خلاص چاہتے ہیں دبی زبان سے روحانیات کے چرچے سننے میں آتے ہیں۔ باطنی کرشمے اچھے اچھوں کے دل لبھاتے ہیں حالانکہ کاملین ان کو بھی محض لہو و لعب بتاتے ہیں۔ حقیقت کہیں ارفع و اعلیٰ ہے۔ وجوب میں احدیت اور امکان میں عبدیت۔ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيَانِ[1] (۲۷/۱۱) اگر اس کی طلب ہو تو اسلام کا بول بالا ہے۔ سبحان اللہ تعلیم نبوی کا کرشمہ، حقیقت منکشف ہو جائے تو انشاء اللہ۔

پھر دلوں کو یاد آ جائے گا پیمانِ سجود
پھر جبیں خاکِ حرم سے آشنا ہو جائے گی

اللہ اکبر حقیقت کے انوار کیا ہی جگمگا رہے ہیں۔ يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ۚ نُّورٌ عَلَىٰ نُورٍ ۗ يَهْدِي اللَّهُ لِنُورِهِ مَن يَشَاءُ[2] (۱۸/۱۱) مگر آنکھیں چندھیا جاتی اور نگاہیں تھرّاتی ہیں۔ حیران و مایوس کیوں ہوں طالبِ حق کو اللہ جل شانہٗ خود اُمید دلاتا ہے۔ يَجْتَبِي إِلَيْهِ مَن يَشَاءُ وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَن يُنِيبُ[3] (۲۵/۳) وَالَّذِينَ[4]

---

[1] نکالے دو دریا جو مل کر بہتے ہیں۔ پھر بھی درمیان میں پردہ رہتا ہی خلط ملط نہیں ہوتے۔
[2] قریب ہی کہ روغن خود بخود جل اُٹھے گرچہ اس کو آگ نہ چھوئے نور ہی نور ہے اللہ جس کو چاہتا ہے اپنے نور کی طرف ہدایت کرتا ہی۔
[3] اللہ جس کو چاہتا ہے اپنے لئے چُن لیتا ہے اور اس کی رہنمائی کرتا ہے اپنی طرف جو جھکتا ہے۔
[4] جو لوگ ہمارے لئے کوشش کرتے ہیں انھیں ہم ضرور اپنی راہیں دکھلا دیتے ہیں۔

جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا (۳۲/۲۱) اس کے علاوہ۔ داعیاً الی اللہ[۵۱] باذنہ وسراجاً منیرا (۲۲/۳) مازاغ البصر وما طغیٰ لقد رای من آیات[۵۲] ربہ الکبریٰ (۲۷/۵) ایک طرف تو اپنے نبیؐ کی سروجی فلا الا یہ شان اور دوسری طرف حضور علیہ السلام کا یہ احسان کہ حریص علیکم بالمومنین رؤف[۵۳] الرحیم (۱۱/۵) وائے برحال ما اگر اپنی غفلت اور پست ہمتی سے ہمیشہ ہمیشہ کو محروم رہیں۔ من کان فی ھٰذہ اعمیٰ فھو فی الاٰخرۃ اعمیٰ واضل سبیلا[۵۴]

عاشق کہ شد کہ یار بحالش نظر نہ کرد
ای خواجہ درد نیست وگرنہ طبیب ہست

اللہ جل شانہٗ۔ اللہ کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام صدیقین واکابر دین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ ان کے اشارات وارشادات ٹھنڈے دل سے سنو غور کرو جہل کی وجہ سے بلا تحقیق انکار نہ کر بیٹھو بلکہ الرحمٰن فسئل[۵۵] بہ خبیراً ۵

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد
بسا کیں دولت از گفتار خیزد

---

[۵۱] (محمدؐ) اللہ کی اجازت سے اللہ کی طرف بلانے والا اور روشن چراغ۔
[۵۲] نہ نگاہ جھجکی اور نہ بہکی تحقیق (محمدؐ نے) اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھ لیں ہیں۔
[۵۳] تمہاری بہبودی کے لئے بیچین ہی ایمان والوں پر نہایت درجہ شفیق و مہربان ہی۔
[۵۴] جو اس دنیا میں بے بصیرت ہو وہ آخرت میں بھی بے بصیرت اور گم کردہ راہ ہوگا۔
[۵۵] وہی خدائے رحمٰن ہے ہر سو اس کی بابت تو کسی باخبر سے پوچھو۔

الحمد للہ حمداً کثیراً کہ کسی کی نظر کیمیا اثر مشغولِ کار رہی ے

آناں کہ خاک را بنظر کیمیا کنند

آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب (ع[1]) امین ثم امین ٥

ع[1] اے ہمارے رب ہمارے دلوں کو نہ پھیر جب کہ ہم کو ہدایت دے چکا اور رحم کو اپنے ہاں سے رحمت عطا کر۔ بیشک تو ہی بڑا دینے والا ہے۔

احقر العباد

محمد الیاس برنی

جام باغ
حیدرآباد
جنوری ۱۹۲۱ء

فہرستِ مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فصل اوّل

دینیات و عقلیات

(اس فصل کا تمام تر مضمون پروفیسر عبد الباری ندوی کے رسالہ "مذہب و عقلیات" سے ماخوذ ہے۔ مولف فاضل پروفیسر کا بدل ممنون احسان ہے)

دینیات کی غرض و غایت تیقن اور تقرب باری تعالیٰ ہے۔ اس سے وہ حقایق معلوم ہوتے ہیں جو بوجہ اپنی رفعت اور نزاکت کے عقل کی رسائی سے بالاتر ہیں اور بالعموم فوق الفطرۃ کہلاتے ہیں۔ وحی و الہام دینیات کا سرچشمہ ہیں اور یقین و ایمان اسکے حاصل کرنے کا ذریعہ۔ عقلیات کی موشگافیاں اور کارگزاریاں بھی کافی حیرتناک اور قابل داد ہیں لیکن یہ مسلم ہے کہ اس کا دور و دورہ تحتانی مادی طبقات تک محدود ہے

روحانیات[۱] کے اعلےٰ طبقات میں اسکے پرجلتے ہیں۔ عقلیات کے دو خاص شعبے ہیں۔ حکمت (سائنس) و فلسفہ (للمولف[۱])

مذہب وعقل کی معرکہ آرائیوں کی داستان یوں تو ہمیشہ کہی اور سنی گئی ہے، لیکن پچھلی صدی میں عقلیات نے جو ترقی کی ہے اُس کی بنا پر کہا جاتا ہے کہ مذہب آخری شکست کھاکر اکھاڑہ سے نکل چکا ہے، "ہم (اہل سائنس) نے خدا کی عارضی خدمات کا شکریہ ادا کرکے اس کو سرحد پر پہنچا دیا ہے[۱]" عجائب سائنس سے ہیبت زدہ اور تقلیدی پرستاران یورپ کے حلقوں میں پہنچکر یہ آوازیں اور زیادہ پرشور بن جاتی ہیں۔

ہندوستان میں انگریزی حکومت کے ساتھ ساتھ یورپ کی سائنٹفک ایجادات بھی آئیں جن میں سے ہر ایک ریل، تار، الکٹرسٹی وغیرہ اچھے اچھوں کی عقل کو حیران بنا دینے کے لئے کافی تھی۔ اس سے بھی بڑھکر یہ کہ سائنس نے زمین کو تول کر وزن معلوم کرلیا، روشنی کی شرح رفتار بتادی، مریخ میں دریا پہاڑ اور آبادی کا سراغ لگا لیا۔ اب جو اسکول اور کالجوں میں ہمارے فرزندانِ تعلیم جدید نے کہیں یہ سن پایا

سرجیمز کا مقولہ ہے

کہ سائنس نے "خدا کو سرحد باہر کر دیا" تو بیچارے سمجھے کہ جو چیز ایسی حیرت انگیز دفصل اور سمجھ میں نہ آنے والے معجزے دکھا سکتی ہے، جب اسی نے خدا و مذہب کو باطل ٹھیرا دیا تو پھر اب کیا رہا۔ اس مرعوبیت کا آج تک عالم ہے کہ نفس یورپ یا سائنس کا نام لے لینا، کسی بات کے منوانے کے لئے سب سے موثر استدلال ثابت ہوتا ہے۔

غرض برادران اسکول و کالج کو سنجیدگی کے ساتھ "دینیات و عقلیات" کے مطالعہ اور ان کے باہمی تعلق پر کبھی غور و فکر کی فرصت تو میسر نہ ہوئی، اور نہ یہ سوچا کہ دونوں ایک میدان میں اتر بھی سکتے ہیں یا نہیں، لیکن عقل و سائنس کی فتح کے نقارچی بن گئے۔ اگرچہ مصر اور ہندوستان وغیرہ میں یہ وبا زیادہ تر اسی طرح پھیلی، تاہم اسکی ذمہ دار ہمارے نئے تعلیم یافتہ احباب کی تنہا مرعوبیت و نادانی نہیں ہے اور اسباب بھی ہیں جنھوں نے اس خیال کو عالمگیر بنا دیا۔

۱۔ اولاً تو بعض ذمہ دار اور سائنس کے اکابر رجال مثلاً لاپلاس ٹنڈل، ہکسلے وغیرہ کی زبان و قلم سے ایسے الفاظ نکلے کہ عوام کا تو کیا ذکر خواص تک اس دہوکے اور غلط فہمی میں مبتلا ہو گئے کہ مذہب

فصل وسائنس کی دشمنی کا خیال کوئی بازاری گپ نہیں ہے۔ لاپلاس نے
جب اپنی کتاب (میکانیک) نپولین کو
کو پیش کی تو اس نے کہا کہ "لوگ کہتے ہیں کہ تم نے یہ کتاب نظام عالم
پر لکھی ہے، اور پھر بھی اسکے خالق کا نام نہیں لیا ہے"۔ اس پر لاپلاس نے
خشونت کے ساتھ جواب دیا کہ "جناب والا مجکو اس قسم کے کسی فرض
کی ضرورت نہ تھی[1]"۔

ہکسلے نے کہدیا کہ "مادہ اور قوانین مادہ نے عقیدہ خلق
(جنیسس) اور روح کے وجود کو باطل کردیا ہے"
اس طرح کی باتوں نے سائنس کی حقیقت سے ناواقفوں کے دل
میں اور بھی مذہب کی نسبت وسوسے پیدا کر دئے۔ اور ان کی مرعوبیت
کو گویا ایک مستند بات آگئی۔

۲۔ لیکن حقیقت میں غلط فہمی کا سب سے بڑا منشا اہل سائنس
اور علماء مذہب کی عداوت کا مغالطہ ہے، جس کا بہت کچھ ذمہ دار
یورپ کا محکمۂ احتساب (انکوئیزیشن) ہے

[1] (نیچرلزم انڈ اگناسٹسزم) فطرت و لا ادریت از وارڈ صفحہ اول جلد ۱

جس کی قربان گاہ پر قرون وسطی میں پاپاؤں کے ہاتھ بیسیوں محققین فضل
سائنس انکشافات علمی کے گناہ میں نذر چڑھ گئے - پادری سمجھتے
تھے کہ زمین کا گول کہنا بھی مذہب کی تردید ہے -
کوپرنیکس نے حرکت ارض و مرکزیت شمس کے
اثبات یا نظام فیثاغورس کی تائید میں کتاب لکھی تو اس کا پڑھنا
کفر قرار پایا - گلیلیو نے دوربین کی ایجاد سے
کوپرنیکس کے اکتشافات کی تائید کی، تو اس کو
قید کی سزا ملی اور قید ہی میں مر گیا برونو
اس جرم میں جلا دیا گیا کہ "تعدد عوالم" کا قائل تھا -
غرض اس محکمہ نے سینکڑوں آدمیوں کو مذہب کے نام سے
ستایا اور برباد کیا - اس کا لازمی نتیجہ یہی ہونا تھا کہ لوگ علم و مذہب
کو حریف سمجھنے لگے - اس مغالطہ نے اتنا تسلط حاصل کیا کہ
ڈریپر نے ایک کتاب ہی "معرکۂ مذہب و سائنس"
کے نام سے لکھ ڈالی، حالانکہ اُس کا ماحصل تمام تر وہی اہل سائنس
اور علماء مذہب کا معرکہ ہے -

فصل

۳- تیسرا بڑا سبب خود مذہب کے نادان دوست ہمارے
متکلمین ہیں انھوں نے اس پر تو غور نہ کیا کہ مذہب و عقلیات
میں اصولاً کوئی تصادم ہے یا نہیں، اور ان دونوں کی تطبیق و مصالحت
کی الجھن میں پڑ گئے، یا پھر حکمت و فلسفہ کی زبان سے جو بات بھی
نکلی اس کی تردید اپنا فرض مذہبی قرار دے لیا۔

مسلمانوں میں جس شے نے عقل و مذہب کی باہمی منافرت
کے خیال کو سب سے زیادہ پھیلایا اور راسخ کیا وہ یہی علم کلام کی
زیانکار ایجاد ہے، جس نے ایک طرف مذہب کو شدید صدمہ پہنچایا،
اور دوسری طرف ذہنی قوتوں کو بادپیمائی اور سطح آب پر نقش آرائیوں
میں رائگاں کیا۔

مذہب و سائنس کی بے تعلقی کو پوری طرح سمجھنے کے لئے
پہلے ان کے باہمی فرق اور بعدِ حقیقت کو اچھی طرح ذہن نشین کر لینا
چاہیئے۔ ریل کی دو گاڑیاں ٹکرا سکتی ہیں اور ٹکراتی ہیں، لیکن ریل
گاڑی اور جہاز میں تصادم ناممکن ہے، اس لئے کہ ریل سمندر
میں چل ہی نہیں سکتی ہے، اور نہ جہاز خشکی پر۔ یہی حال سائنس

اور مذہب کا ہے۔ سائنس کا مذہب کی حد میں داخل ہونا اس سے مشکل
زیادہ محال ہے، جتنا ریل کا پانی یا جہاز کا خشکی پر چلنا ہے۔ مذہب
جہاں سے شروع ہوتا ہے، سائنس کی رسائی وہاں ختم ہو جاتی ہے
سائنس کا جو منتہائے پرواز ہے، مذہب کا وہ نقطہ آغاز ہے۔ سائنس
کی بحث و تحقیق کا تعلق تمام تر فطرۃ (نیچر) کے واقعات، مشاہدات
اور تجربات سے ہے۔ مذہب کی بنا یکسر فوق الفطرت اور تجربہ و مشاہدہ
کی دسترس سے ماورا چیزوں پر ہے، مثلاً خدا، روح، حشر و نشر وغیرہ

ایک عامی آدمی اور سائنٹسٹ کے تجربہ اور مشاہدہ میں اتنا
فرق ہوتا ہے کہ موخر الذکر اپنے مشاہدات و تجربات کو تفتیش اور مختلف
قسم کے اختبارات (ایکسپریمنٹس) سے وسیع کر کے استقرائی (
انڈکٹیو) کلیات بناتا ہے، اور ان کی توجیہ و تشریح
(ایکسپلینیشن) کے لئے اصول وضع کرتا ہے۔

ایک راہ گیر بھی سیب کو درخت سے زمین پر گرتے دیکھتا ہے
لیکن نیوٹن کا ذہن اس واقعہ سے ایک وسیع اصول کی طرف
منتقل ہو جاتا ہے۔ وہ اپنے تجربہ کو پھیلاتا ہے، طرح طرح کے

فصل اختیارات سے اپنے انتقال ذہنی کو مصدق و مستحکم بناتا ہے، مختلف واقعات کو ایک سلسلہ میں جوڑتا ہے۔ اور بالآخر اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ سمندر کے مد و جزر، سیارات کی گردش، نظام شمس کے قیام جیسے عظیم الشان اور مختلف واقعات میں بھی وہی علتہ و قوۃ کارفرما ہے، جو سیب کے زمین پر گرنے میں اس قوت کا نام وہ کشش رکھتا ہے جس سے عالم جسمانیات کا ایک ایک ذرہ بندھا ہوا ہے۔ آگے چل کر یہی قانون کشش دنیائے سائنس کا عظیم ترین اکتشاف قرار پاتا ہے۔

لیکن خود یہ قانون کشش کیا ہے؟ کیسے وجود میں آیا ہے؟ ازلی ہے یا کسی کا مخلوق؟ یہ وہ سوالات ہیں جن کے جواب میں علمائے سائنس کی زبانیں گنگ ہیں۔ خود نیوٹن کو اپنی اُسی کتاب (پرنسیپیا) کے خاتمہ میں جس میں سائنس کے اس مایہ ناز اکتشاف پر بحث ہے یہ کہنا پڑا کہ "عالم فطرت کی یہ نیرنگیاں واجب الوجود کے ارادہ کے علاوہ کسی اور شے سے نہیں ظاہر ہو سکتیں وہ واجب الوجود جو ہمیشہ اور ہر جگہ موجود ہے، یعنی خدا سے برتر،

فضل

نامحدود قادر مطلق، سمیع و بصیر اور کمال بحت ہستی۔

مشہور حکیم (سائنٹسٹ) پروفیسر ٹنڈل نے سائنس کی اس حقیقت اور محدود رسائی کو ایک عام فہم تمثیل سے یوں سمجھایا ہے کہ اگر تم گھڑی دیکھو، تو اس میں گھنٹے اور منٹ، سکنڈ کی سوئیاں پھرتی نظر آئینگی۔ یہ سوئیاں کیوں پھرتی ہیں؟ اور انکی حرکات کی یہ خاص باہمی نسبت جو ہم کو نظر آتی ہے کیونکر قایم ہے؟ ان سوالات کا جواب بے گھڑی کو کھولے، اس کے مختلف پرزوں کو اچھی طرح دیکھے اور ان کا ایک دوسرے سے تعلق معلوم کئے بغیر نہیں دیا جا سکتا۔ جب یہ سب کچھ ہو لیتا ہے، تو ہم کو معلوم ہو جاتا ہے کہ سوئیوں کی یہ خاص حرکت گھڑی کی اس اندرونی ساخت اور مشین کا نتیجہ ہے، جو کوک کی قوت سے چل رہی ہے سوئیوں کی یہ حرکت صنعت انسانی کا ایک واقعہ یا حادثہ (فنامنن) کہا جا سکتا ہے، لیکن بعینہ یہی حال واقعات و حوادث فطرت کا ہے، ان کے اندر بھی ایک مخفی مشین کارفرما ہے اور ایک خزانہ قوت ہے، جو اس مشین کو چلا رہا ہے۔ حکمت طبعی

مضن (فزیکل سائنس) کا انتہائی کام اسی مشین اور ذخیرہ قوت پر سے پردہ ہٹاکر یہ بتانا ہے کہ یہ واقعات و حوادث انہی دونوں کے فعل و انفعال کا لازمی نتیجہ ہیں۔"

لیکن کارخانہ عالم کی یہ اندرونی مشین خود کیا ہے اور کیسے بنی؟ اس گھڑی کو کس نے کوکا؟ اس کی چلانے والی قوت (انرجی) کہاں سے آئی؟ یہ وہ سوالات ہیں جن کا جواب سائنس کے بس سے باہر ہے۔ علمی زبان میں یوں کہو کہ سائنس صرف ثانوی اور قریبی علل و اسباب پر سے پردہ اُٹھا کر واقعات عالم کی ایک گونہ توجیہ و تشریح کرسکتی ہے، علل اولیٰ کا پتہ لگانا سائنس کے دائرہ بحث سے قطعاً خارج ہے۔ حکمیات (سائنس) کے ایک بڑے امام ہکسلے نے اس عجز کا اعتراف "سائنس کی پرائمر" میں جو بچوں کے پڑھنے کے لئے ہے، اس طرح کیا ہے کہ "کسی شے کی بھی کامل توجیہ و تعلیل نہیں ہوسکتی، کیونکہ انسان کا اعلیٰ سے اعلیٰ علم بھی سلسلہ توجیہ میں آغاز اشیا کی جانب چند قدم سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔" اب تم ہی سوچو کہ خدا یا علت اولیٰ کے ابطال

و اثبات کا بوجھ سائنس پر ڈالنا کیا سائنس کی حقیقت سے جہل فصل
اور "بما لا یرضیٰ بہ القائل" نہیں ہے؟

کیا بوالعجبی ہے کہ جس ذمہ داری سے سائنس کی کتاب ابجد اس صراحت کے ساتھ ابا و انکار کرتی ہے اُسی کا ہم اپنے جہل سے اُس کو مدعی بتاتے ہیں! عقل و دانش کے مدعی انسان کی بے عقلی اور گمرہی کا سب سے زیادہ حسرت ناک منظر وہ ہوتا ہے کہ بعض خارجی اتفاقات و حالات کی بنا پر وہ بہت سی ایسی چیزوں کو مسلم سمجھ بیٹھتا ہے، جو واقفیت کے لحاظ سے اُسی قدر بے سر و پا ہوتی ہیں، جس قدر کہ مشہور و مقبولِ عام ہوتی ہیں۔

سائنس کے ہزاروں طلبہ، اُس کے مختلف شعبوں کی تحصیل کرتے ہیں، اور ایک ایک شعبہ پر بیسیوں کتابیں نظر سے گزرتی ہیں جن میں ایک باب بھی ایسا نہیں ہوتا، جس میں خدا، روح، حشر و نشر وغیرہ کے ابطال و اثبات سے ایک سائنٹفک واقعہ و حقیقت کی حیثیت سے بحث ہو۔ پھر بھی یہ غوغا ہے کہ "بے اعتقادی نے اعتقاد کی جگہ لے لی ہے، عقل نے صحیفۂ آسمانی کی سیاست

فضل نے مذہب کی، زمین نے آسمان کی، عمل نے عبادت کی۔ مادّی احتیاج نے دوزخ کی، اور انسان نے دیندار کی"[۱]۔

بے شک ایک عالم ہیئت اجرام سماوی اُن کی باہمی کشش اور قوانین حرکت سے بحث کرتا ہے اور کرسکتا ہے، لیکن کیا وہ اس کشش و حرکت کی ماہیت اور انتہائی علت بھی بتاتا ہے یا بتا سکتا ہے؟ ریاضیات کا ماہر عدد اور مکان (اسپیس) کے علائق کا پتہ لگا سکتا ہے، لیکن کیا وہ مکان کی اصل حقیقت کا بھی کوئی نشان دے سکتا ہے۔ اتنا بھی تو معلوم نہیں کہ یہ کوئی ذہنی شے ہے یا خارجی۔ علم الحیات کے اکتشافات سے یہ معلوم ہوگیا ہے کہ جاندار اجسام کاربن، آکسیجن، ہائڈروجن، و نائٹروجن سے مرکب ہوتے ہیں لیکن کیا کوئی حیاتیات کا محقق اس کا سراغ لگا سکتا ہے، کہ ان مختلف مواد کی کیمیاوی ترکیب و تعامل سے زندگی اور اُس کے افعال احساس و شعور وغیرہ کیونکر اور کیسے پیدا ہو جاتے ہیں۔ عالم کیمیا و طبیعات، سالمات (ایٹمس)، برق، برق پارو

[۱] "مقدمہ فلسفہ" از پاکسن صفحہ ۳۱۷۔

(الکٹرنس) اور ایتھر کے وجود کا دعویٰ کرسکتا ہے، لیکن کیا وہ بجلی، مفصل
اور ایتھر کی حقیقت کے علم کا بھی دعویدار بن سکتا ہے؟ الحاصل
علم و حکمت کی جس صنف کو بھی دیکھو، بہ یک نظر معلوم ہو جاتا ہے
کہ "توجیہ و تعلیل کا سلسلہ آغاز اشیاء کی طرف چند قدم سے آگے
نہیں بڑھ سکتا" انسانی لاعلمی اور جہل کی تاریکی کے مقابل میں
علم کی روشنی کا اتنا حصہ بھی نہیں، جتنا گھنگھور گھٹا کے عالم ظلمات
میں بجلی کی ایک آنی چمک کا ہوتا ہے۔

مذہب اسی ظلمات میں اعتقاد و ایمان بالغیب کی مشعل
سے رہنمائی کرنا چاہتا ہے۔ کیونکہ عقل و حکمت (ریزن و سائنس)
کی چمک تاریکی کے ان بادلوں کو چھانٹ ہی نہیں سکتی، اس کا
چراغ ہدایت اس بحر ظلمات میں داخل ہوتے ہی گل ہو جاتا ہے
مگر انسان کی فطرت میں کرید ہے، اُس کو بال کی کھال نکالے
بغیر کل نہیں پڑتی ہے۔ اس لیئے وہ صرف حوادث و ظواہر
(اپیرنسز) کے جان لینے پر قناعت نہیں کرسکتا تھا۔ فکر ہوئی
کہ عالم بہ حیثیت مجموعی کیا ہے؟ اُس کی ابتدا کیسے ہوئی؟ انتہا کیا

نسل ہوگی؟ ذہن اور موجودات خارجی کی اصل حقیقت کیا ہے؟ ہم کیا ہیں؟ کہاں سے آئے ہیں؟ کہاں جانا ہے؟ غرض کائنات فطرت (نیچر) سے نکلکر فوق الفطرۃ اسرار پر سے پردہ اٹھانے کی خلش پیدا ہوئی، جو عقل انسانی کے لئے شجر ممنوع تھا۔

ان سوالات کے پیدا ہوتے ہی آدمی سائنس کی چار دیواری سے نکل کر فلسفہ یا صحیح معنی میں ما بعد الطبعیات (میٹا فزکس) کی نامحدود فضا میں داخل ہوجاتا ہے۔ یہاں پہنچکر علوم طبعیہ (فزیکل سائنس) کے یقینیات وقطعیات کا سررشتہ ہاتھ سے چھوٹ جاتا ہے۔ یہ ظن وقیاس کا عالم ہے، جہاں کسی بات کی قطعیت ویقینیت کا دعویٰ نہیں کیا جاسکتا ؎

ہر کس زسر قیاس چیزے گفتند
معلوم نگشت وقصہ کوتاہ نہ شد

مذہب انہی الہیاتی (میٹا فزکل) مسائل سے ٹکراتا ہے، اور جنگ وصلح کا جو کچھ امکان ہے وہ "مذہب وفلسفہ" میں ہے، نہ کہ "مذہب وسائنس" میں۔ اس لئے اصل بحث "فلسفہ ومذہب"

کے باہمی تعلقات کی توضیح و تنقیح ہے جس کے سمجھنے کے لئے تین حسبِ ذیل باتوں کو پیش نظر رکھنا چاہیئے۔

(۱) فلسفہ اور مذہب کی منزل مقصود بے شک ایک کہی جا سکتی ہے، لیکن دونوں کی راہیں اس قدر مختلف اور الگ ہیں کہ اگر غلط فہمیوں اور خلط مبحث کو صاف کر دیا جائے، تو تصادم کا کوئی احتمال و اندیشہ نہیں رہ جاتا۔ مذہب کی بنیاد تمام تر ایمان و اعتقاد پر ہے، اور فلسفہ کی تعمیر قیاس و استدلال سے ہوتی ہے۔ مذہب کے اندر جہاں عقل آرائیوں کو راہ دی گئی، وہ اپنی قوت و حقیقت گم کر کے فلسفہ بن جاتا ہے۔ (تفصیل آگے آئیگی)

(۲) بحث کا اہم نکتہ یہ ہے کہ اگر تصادم ہو بھی، تاہم یہ کہنا یا سمجھنا سخت جہل ہوگا کہ فلسفیانہ قیاسات و دلائل مذہب کو آخری اور قطعی طور پر باطل یا ثابت کر سکتے ہیں۔ فلسفہ و الٰہیات خود اتنے متناقض آرا و خیالات کے مجموعہ کا نام ہے کہ نہ تو وہ معیار حق بن سکتا ہے، نہ اُس کی بناء پر عقل و مذہب میں سے کسی کی فتح و ہزیمت کا اعلان کیا جا سکتا ہے۔ اس کی غرض انسان کی صرف اُسی

فصل فطری کرید و موشگافیوں کی تسکین ہے، جو اُس کی عقل کو باوجود اعتراف نارسائی، مابعد الطبیعیات کی ارض ممنوعہ میں قدم رکھنے پر مضطر و بے اختیار کر دیتی ہے۔

(۳) سب سے آخری بحث یہ ہے کہ فلسفہ کی ڈھائی ہزار سال کی تاریخ ہمارے سامنے موجود ہے دیکھنا یہ ہے کہ واقعیت کے لحاظ سے اس طویل مدت میں فلسفہ کس حد تک مذہب کا حریف و عنید رہا ہے؟ اس کا صحیح جواب بیکن نے دیا ہے، جس کی تصدیق و شہادت میں قدیم و جدید فلسفہ کے مجلدات ہم آہنگ ہیں کہ فلسفہ قلیل و سطحی علم الحاد کی طرف مائل کر دیتا ہے، لیکن اُس کا گہرا علم مذہب سے قریب کر دیتا ہے۔"

تاریخ فلسفہ کا دفتر یوں تو بے پایان ہے۔ لیکن اس کا نچوڑ چار مذاہب (اسکول) ہیں۔

(۱) ثنویت یا دوئی (۲) تصوریت یا روحیت (۳) مادیت اور (۴) ارتیابیت۔ ان میں سے دونوں اول الذکر تو بلا واسطہ یا بالواسطہ مذہب کے مؤید و حامی ہیں۔ تیسرا معاند ہے، اور چوتھا

فصل

نہ دوست نہ دشمن۔

ثنویت کا ماحصل یہ ہے کہ کائنات میں دو بالکل مختلف
ومتضاد چیزیں موجود ہیں، جسم و روح ایک قطعاً بے حس وحرکت
مادہ کا ڈھیر ہے، دوسری مجرد اور عقل وشعور کا مصدر ہے۔ عہدِ قدیم
کے سب سے بڑے فلسفی وحکیم ارسطو کا مسلک یہی تھا۔ دورِ جدید کے
آغاز تک دنیا کے فلسفہ کا بیشتر حصہ اُسی کا پیرو رہا ہے۔ فلسفہ جدید
کا ابوالآباء ڈیکارٹ بھی ارسطو ہی کا ہم مسلک ہے۔ تمام مذاہب
کی ظاہری تعلیمات کا بھی یہی خلاصہ ہے بلکہ سچ پوچھو تو روح ہی
کا عقیدہ مذہب کی جڑ ہے۔ باقی جزا وسزا، حشر ونشر وغیرہ اسی کی
تفریعات ہیں۔

دوئی کے ماننے والوں کے خلاف ایک طرف تصوریہ
(آئیڈیلسٹس) کا یہ دعویٰ ہے کہ اصل الاصول ایک ہی شے
ہے، اور وہ روح، عقل یا ذہن ہے۔ باقی تمام عالم جسمانیات اسی کا
تصور، پرتو، یا اور کسی نہ کسی طرح سے اسی سے پیدا و مستنبط ہے۔
مادیات کا مستقل وجود محض ایک قسم کا فریب (الیوژن) ہے

فصل اس مسلک کا پرانا رہبر فلاطون مانا جاتا ہے جس کی جگہ خالص فلسفہ کی بزم میں آرسطو سے بھی بلند تر ہے۔ اور عہد حاضر کے تو کہنا چاہیئے کہ تمام اساطین فلسفہ اسی ایک علم کے نیچے جمع ہو گئے ہیں۔ اسپنوزا، لبنز، برکلے، افختے، شیلنگ، ہیگل، برگسن سب کے سُر اسی ایک تان پر آکے ٹوٹتے ہیں۔ مذہب میں صوفیہ اور ارباب باطن سے ان قائلین تصوریت کے ڈانڈے اس قدر ملجاتے ہیں کہ صرف حال اور قال کا پردہ رہ جاتا ہے۔

دوسری طرف طبل مادیت کی یہ صدا ہے کہ بے شک اصل الاصول ایک ہی شے ہے لیکن یہ روح نہیں ہے بلکہ مادہ ہے عقل وشعور وغیرہ جن کو تم افعال روح خیال کرتے ہو، یہ ذرات مادی ہی کے اجتماع، ترکیب اور تعامل کے نتائج ہیں۔ یہ مادہ اور اس کی قوت یا انرجی دونو ازلی اور غیر مخلوق ہیں۔ اور اس لحاظ سے دونو ایک ہی ہیں کہ ایک کا دوسرے سے انفکاک یا جدا ہونا ناممکن ہے۔ مادہ یا قوت ہی کے بندھے ہوئے مقررہ طریق عمل اور اصول عمل کا نام فطرت (نیچر) اور قوانین فطرت (لاز آف نیچر)

ہے۔ ساری کائنات ارضی وسماوی، اسی فطرۃ اور مادہ سے منفصل
پیدا ہے۔ کسی خارج مستقل الوجود، صاحب الامر خالق یا خدا کی
احتیاج نہیں ہے۔ "فطرت خود بخود خداؤں کی مداخلت کے بغیر
سب کچھ کرلیتی ہے[۱]" "مادہ خالی ہیولیٰ یا محض منفعل ذات نہیں
ہے، جیساکہ فلاسفہ اُس کی تصویر کھینچتے ہیں۔ بلکہ وہ مادر کائنات
ہے جو خود اپنے ہی رحم سے تمام نتائج برآمد کرتی ہے[۲]"

پس فلسفہ کے مذاہب اربعہ میں یہی ایک مذہب ہے جو الحاد
اور بے دینی کے نتائج پیدا کرسکتا ہے یہ اسکول اگرچہ اتنا ہی قدیم
ہے، جتنا کہ خود فلسفہ" اور آج سے تقریباً ڈہائی ہزار پہلے دیمقراطیس
کے ہاتھ مستقل نظام (سسٹم) کی صورت اختیار کرچکا تھا،
لیکن قدیم زمانہ میں اس کی تعلیمات کو کچھ زیادہ رواج اور قبولیت
نہ حاصل ہوسکی۔ دیمقراطیس کے مشاہیر اتباع میں، اپیکورس
لیوکریٹس۔ وغیرہ کے دو چار ناموں سے زیادہ نہیں ملتے۔
قرون وسطیٰ میں مدرسیت کے نقارخانہ کی صدا اس قدر

---

[۱] [۲] علی الترتیب لیوکریٹس اور برنو کے مقولے ہیں

فصل فلسفہ کی فضا میں گونجی ہوئی تھی کہ کوئی اور آواز سنائی نہیں پڑتی
تھی اور "مادیت" کی ہستی تو بس طاق نسیاں کے نقش و نگار
سے زیادہ نہیں رہ گئی تھی۔ سولھویں صدی کے آخر میں برونو
نے ان فراموش نقش و نگار کو یاد کیا، تو اس جرم میں مجلس احتساب
کی آتش غیظ و غضب نے اس کو آگ میں جھکوادیا۔

اس عاشق علم کے ستی ہو جانے کے بعد سترھویں صدی میں
جہاں سے اور چیزوں کے ساتھ، فلسفہ کا بھی "عصر جدید" شروع
ہوتا ہے، گسنڈی نامی ایک شخص نے دیمقراطیس کو پھر زندہ کیا
اور سچ یہ ہے کہ دنیائے سائنس میں اب وہ زندہ جاوید بن گیا ہے۔
اور اس کا نظریہ سالمات مسلمات حکمۃ میں داخل ہو گیا ہے،

لیکن اس نظریہ، مادیت کو الحاد و انکار مذہب کا سرچشمہ
بنانے میں سب سے زیادہ حصہ جس چیز کا ہے، وہ پچھلی دو صدیوں
میں سائنس کے عظیم الشان انکشافات و تحقیقات کے نتائج ہیں۔
ان میں سے چار ہماری موجودہ بحث کے لئے زیادہ اہم ہیں (۱)
استمرار مادہ و قوت (۲) نظریہ اصل الانواع یا ارتقا (۳) کیمیاوی

مواد حیات کا علم (۴) افعال ذہنی و جسمی کا تعلق۔

یہاں ان مسائل سائنس کی تائید یا تضعیف مقصود نہیں نہ ان کی واقعیت و قطعیت میں شک اندازی، بلکہ محض اُن مغالطہ آمیز نتائج پر سے پردہ اُٹھا دینا ہے، جن پر عوام کیا خواص تک کی نظر نہیں پڑتی، اور جو محض غلط فہمی اور خلط بحث کی بدولت مذہب کے خلاف سمجھے جاتے ہیں۔

(۱) سب سے پہلے آخر الذکر کو لو، یعنی افعال ذہن و جسم کا تعلق۔ ثنویہ کی طرح اہل مذہب کا بھی یہ اعتقاد ہے کہ روح جسم سے ایک بالکل مختلف بلکہ متضاد حقیقت و ہستی ہے اور جسم اُس کے لئے محض ایک آلۂ عمل ہے۔ افعال ذہنی اسی روح کے افعال ہیں۔ اس باب میں سائنس کی تحقیقات یا علم "افعال الاعضا" (فزیالوجی) کے انکشافات کا ماحصل یہ ہے کہ ہر ذہنی یا روحی فعل کے مقابل میں کوئی نہ کوئی جسمی تغیر بھی پایا جاتا ہے۔ اگر افعال ذہن میں کچھ خلل واقع ہوتا ہے تو ساتھ ہی دماغ یا اعصاب میں بھی کوئی نہ کوئی فتور ملتا ہے۔ یہاں تک کہ مختلف افعال ذہن

فصل ا شعور، حافظہ، ادراک وغیرہ کے لئے، دماغ میں الگ الگ خانے

یا حصے ہیں، اور ایک ہوشیار عالم عضویات ان حصوں میں سے
جس کو چاہے علیحدہ کرکے ذہن کے اس فعل کو باطل کرسکتا ہے
مثلاً اگر حافظہ کا حصہ دماغی کاسہ سر سے کسی طرح نکال لیا جائے تو
پھر اس آدمی کو کوئی بات یاد نہ رہے گی۔ کتوں وغیرہ پر اس قسم
کے تجربات کئے بھی گئے ہیں۔ غرض تجربہ و استقرار سے یہ اچھی
طرح ثابت ہوگیا ہے کہ افعال ذہن و تغیرات جسمیہ ساتھ ساتھ چلتے ہیں
اس نتیجہ استقرائی کے تسلیم میں عذر نہیں لیکن اس سے
آگے بڑھکر اہل مادیت کا یہ نتیجہ اخذ کرنا کہ افعال ذہن ان تغیرات
جسمیہ ہی کے پیدا کئے ہوئے یا معلول ہیں، نہ استقرا پہ مبنی ہے،
اور نہ یہ فزیالوجی کی کوئی سائنٹفک تحقیقات ہے۔ ماہر عضویات
اتنا اور صرف اتنا جانتا ہے کہ جب شعور و ادراک کا فعل واقع ہوتا
ہے، تو ساتھ ہی ساتھ کاسہ سر کے اندر جو بھورے رنگ کا مادہ
بند ہے، اس میں بھی ایک خاص تغیر واقع ہوتا ہے۔ اب اس کی
تحلیل کے لئے جس طرح یہ صورت ممکن ہے کہ شعور و ادراک اس

بجز ورے مادہ کا آفریدہ و معلول ہو، اس سے کسی طرح کم درجہ کا امکان فضل یہ نہیں ہے کہ شعور و ادراک کسی اور غیر مادی ہستی کا فعل ہو جو اعصاب دماغ و نظام عصبی کو بطور ایک آلہ کے استعمال کرتی ہو۔

یہ بحث مابعد الطبیعیات کی دنیا کے ظنیات و قیاسات کی ہے سائنس نہ اسکو ہاتھ لگا سکتی ہے نہ کسی سائنٹفک واقعہ کی طرح تجربہ و مشاہدہ سے اس کا کوئی قطعی و یقینی فیصلہ کر سکتی ہے۔ اس بنا پر اب محققین و کبار علمائے سائنس کا صرف اتنا ہی دعویٰ ہے کہ افعال ذہن و تغیرات جسم ساتھ ساتھ اور ایک دوسرے کے متوازی[1] واقع ہوتے ہیں، اور بس۔ باقی ان کے باہمی تعلق کا (کہ کون علۃ ہے اور کون معلول) نہ علم ہے اور نہ اس کے جاننے کا کوئی ذریعہ ہے۔ پروفیسر ٹنڈل جو اپنے خطبہ بلفاسٹ کی بدولت ملحد و مادہ پرست سب کچھ کہا جاتا ہے، اور جس کا شمار رجال سائنس ہی میں ہے اُس کا اعتراف سنو:۔

"اگر ہمارے ذہن و حواس کی وسعت، قوت اور روشنی اس

---

[1] اسی بنا پر اس نظریہ کا نام متوازیت (پیرلیلزم) ہے

مفصل درجہ بڑھ جاتی اور تیز ہوتی کہ ہم دماغ کے خورد بینی ذرات (مالی کیولز
جسم کے غیر مرئی ذرات) کو اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتے اور محسوس
کر لیتے، ان کے تمام حرکات مختلف اجتماعات اور برقی اعمال
کو اگر ایسا ہوتا، ایک ایک کر کے جان لیتے اور ان کے مقابل کی
کیفیات فکر و ادراک سے پوری طرح آگاہ ہوتے، جب بھی اس
معمہ کے حل کرنے سے ہم اتنے ہی دور پڑے رہتے، جتنا کہ ہمیشہ
رہے ہیں کہ یہ جسمی تغیرات واقعات شعور سے کیونکر وابستہ ہیں یا ان میں
کیا تعلق ہے، ؟ ان دو قسم کے واقعات کے درمیان، جو خندق
حائل ہے، وہ اب بھی عقل کے لئے ناقابل عبور ہی رہتی۔ فرض
کرو کہ شعور محبت کا تعلق دہنی جانب کے مکسرات دماغ کی ایک
پیچدار حرکت سے ہے اور شعور نفرت بائیں جانب کی اسی قسم کی ایک
پیچیدہ حرکت سے وابستہ ہے۔ لہٰذا اس سے ہم کو یہ معلوم ہو سکتا ہے
کہ جب ہمارے اندر محبت کا شعور پیدا ہوتا ہے تو حرکت کا رخ ایک
طرف ہوتا ہے اور شعور نفرت کے وقت دوسری طرف لیکن "کیوں"؟
اس کا جواب ہمیشہ اسی طرح ناممکن رہیگا جیسا کہ پہلے رہا ہے"......

"..... میں نہیں سمجھتا کہ کوئی مادی یہ کہنے کا حق رکھتا ہے کہ اس کے فصل
ان منکسرات کی حرکات و اجتماعات (گروپس) سے ہر شئے کی توجیہ
و تشریح ہو جاتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان سے کسی شئے کی بھی توجیہ
نہیں ہوتی۔ زیادہ سے زیادہ جو کچھ دعوی کر سکتا ہے، وہ صرف
ان دو قسم کے واقعات کی باہمی وابستگی کا ہے، جن کے حقیقی
رشتہ اتحاد و وابستگی سے وہ مطلق جاہل ہے۔ جسم و روح کے تعلق
کا مسئلہ آج بھی اپنی موجودہ صورت میں اسی طرح نا قابل حل ہے،
جس طرح عصر حکمت و سائنس سے پہلے تھا[1]۔ ہم نظام عصبی کے ارتقا
کا پتا لگا سکتے ہیں، اور احساس و فکر کے متوازی واقعات کو اس سے
وابستہ بتا سکتے ہیں۔ اتنا ہم غیر مشتبہ یقین کے ساتھ جانتے ہیں
کہ دونوں ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ لیکن جب ہم ان کی باہمی وابستگی
کی حقیقت کو سمجھنا چاہتے ہیں تو وہ محض ہوا ناپنے کی کوشش
ہوتی ہے[2]۔"

---

[1] خطبات و مقالات از ٹنڈل صفحہ ۹۵ آر پی سیریس

[2] خطبہ بالفاسٹ صفحہ ۴۰۔

فصل (۲) روح ہی کی طرح "حقیقت حیاۃ" کا راز بھی سربستہ ہے۔ کوئی نہیں بتا سکتا کہ زندگی کیا ہے؟ کہاں سے آئی؟ کیونکر پیدا ہوئی یا ہوتی ہے؟ یہاں بھی سائنس کا قدم اپنی رسائی کی حد تک جا کر رک جاتا ہے۔ اور تجربہ و استقرا سے صرف اتنا دریافت ہو سکا ہے کہ حیاۃ کی سب سے ابتدائی اور انتہا سے انتہا بسیط شکل کیا ہے اس کا نام علم الحیاۃ کی اصطلاح میں پروٹوپلازم ہے جو بہ قول ہکسلے کے مادّی یا جسمی اساس حیاۃ" اور تمام معلوم اصناف زندگی کی بنیاد ہے۔ معمورۂ حیات اسی پروٹوپلازم کے چھوٹے بڑے مختلف الانواع اجتماعات و مرکبات کی آبادی ہے۔

کیمسٹری نے ایک گرہ اور کھولی ہے اور یہ پتہ لگایا ہے کہ یہ بسیط اساس حیاۃ کاربن، ہائڈروجن، آکسیجن اور نائٹروجن کے بسائط عناصر سے بنا ہوتا ہے۔ ان کیمیاوی اجزا یا "مواد حیاۃ" کے معلوم ہو چکنے کے بعد سے اہل سائنس کے حلقوں میں یہ امید بھی باندھی جانے لگی ہے کہ کیا عجب ہے، کہ وہ دن بھی آ کر رہے جبکہ لیبوریٹری میں ان عناصر کی ترکیب سے ہم زندگی اسی طرح

پیدا کر لیا کرینگے، جس طرح آج آکسیجن اور ہائڈروجن ملا کر پانی بنا فصل لیتے ہیں اُس دن گویا رازِ زندگی کھل جائیگا ۔

بلاشبہ ایسا ہونا کچھ ناممکن نہیں ہے۔ اور اس حد تک رازِ زندگی کھل بھی سکتا ہے کہ سائنس کے ہفتخواں کی یہ آخری منزل ہوگی۔ لیکن کیا اس سے حقیقت حیاۃ کا آخری عقدہ بھی کھل جائیگا کہ زندگی بالذات کیا شے ہے؟ ان بیجان عناصر کے خالی اجتماع سے جان کہاں سے اور کیونکر آجاتی ہے؟ یہ وہ سوالات ہیں جن کے جواب سے سائنس کی زبان اسی طرح عاجز ہے جسطرح یہ بتلانے سے بے بس تھی کہ " داہنی جانب کے مکسرات دماغ کی حرکت سے شعور محبت اور بائیں جانب کے مکسرات کی حرکت سے شعور نفرت کیونکر اور کیسے پیدا ہو جاتا ہے" ؟

(۴) روحِ حیات اور اصل الانواع سے متعلق سائنس کے ان اکتشافات کو زیادہ سے زیادہ مویدات مادیت کہا جا سکتا ہے۔ لیکن اصل جڑ جس کے یہ سب برگ و بار ہیں، انحصار مادہ و قوۃ کا ادعا ہے جس کا ماحصل یہ ہے کہ مادہ اور اُسی کی

قوت دونوں ازلی اور ابدی ہیں - ان کو نہ کسی نے پیدا کیا، نہ کوئی فنا کرسکتا ہے ان کا وجود ایک دوسرے کے ساتھ غیر منفک طور پر وابستہ ہے - عالم کی تمام نیرنگیاں، زمین و آسمان کی ساری عجائب کاریاں اور جسم و روح کے سراپا مظاہر، یکسر و کلیۃً بلا استثنا ان ہی دو کے خلق و امر کا تماشہ گاہ ہیں -

اولاً تو "استمرار مادہ" کا نظریہ، محض ایک نظریہ اور مابعد الطبعیاتی نظریہ ہے - یہ قول ایک حال کے عالم سائنس (الگزنڈر اسمتھ) کا کہ اس کا تعلق ایسے "مفروض واقعات سے ہے جو گویا یکسر ہمارے تجربہ کی حد سے باہر ہیں - اس لئے یہ ایک فوق الفطرۃ نوعیت کا مسئلہ ہے جس کی اصلی جگہ مابعد الطبعیات میں ہے" - یہ کوئی ایسی سائنٹفک حقیقت نہیں ہے، جس کی نفی نہ کی جاسکتی ہو بلکہ ہمارے زمانہ کا مشہور و مسلم سائنٹسٹ "سر آلیور لاج تو علی رؤس الاشہاد کہتا ہے کہ "مادہ کا فنا و تکوین اچھی طرح تخیل سائنس کے اندر داخل ہے اور امکان تجربہ کی حد میں آسکتا ہے"

لیکن ہمارے مقصد کے لئے اس باب میں اہم المباحث،

نفس مادہ کی حقیقت و ماہیت کا مسئلہ ہے.. مادہ کیا ہے؟ اس کی نفسِ
نسبت انسان کیا جانتا ہے یا جان سکتا ہے؟ قوت سے اس کا
کیا تعلق ہے؟

اختیار و تجربہ کی مدد سے حقیقت مادہ کے متعلق، سائنس
جن قیاسی نتائج تک پہنچ سکی ہے اُن کا خلاصہ یہ ہے کہ کسی قسم کے
بھی مرکب خواہ مفرد اجسام اگر تم تحلیل و تقسیم کرتے چلے جاؤ تو
بالآخر وہ ایسے چھوٹے سے چھوٹے اجزا یا ذرات پر جا کر ٹھہر جائینگے
جن کی اب آگے تقسیم و تجزی نہیں ہو سکتی۔ ان ہی کا نام سالمات
(ایٹم) ہے۔ ہر دو سالموں کے بیچ میں کچھ نہ کچھ فصل یا
دوری ہوتی ہے جو ایک اور لطیف تر ناقابل وزن مادّہ سے پُر
رہتی ہے، اس کا نام ایتھر ہے۔ یوں سمجھو کہ کائنات کی ساری فضا
ایتھر کا ایک سمندر ہے جس میں سالمات تیرتے پھرتے ہیں۔ زیادہ
حال کی تحقیقات یہ ہے کہ ان سالمات کی تعمیر ایک اور قسم کے
ناقابل تصور چھوٹے چھوٹے ذرات سے ہی جو بجلی کے ہیں۔
انکو (الکٹرنس یعنی ذرات کہربائی یا برق پارہ) کہا جاتا ہے۔ ان

فصل قیاسات کو صحیح مان کر، جو حقیقت میں صرف ساخت مادہ پر روشنی ڈالتے ہیں، ماہیت مادہ سے کوئی سروکار نہیں رکھتے، اب سوال یہ ہے کہ خود سالمات یا الکٹرنس کیا ہیں؟

اس کے جواب میں سائنس والے چیستاں بجھاتے ہیں کوئی کہتا ہے کہ جسم کے یہ آخری و انتہائی اجزائے ترکیبی مراکز قوت (سنٹرلائزڈ فورسس) ہیں۔ کسی کا ادعا ہے کہ "نہیں ان کی اصل مابعد الطبیعیاتی نقطوں (میٹافزیکل پوائنٹس) سے زیادہ نہیں ہے، جو سکون سے حرکت میں آکر قابل حس مادہ کی صورت اختیار کرتے ہیں"، اور کوئی سالمہ کی جگہ فقط اقلیدسی یا ہندسی نقطہ کا قائل ہے جو مبدء قوت ہے (خواص مادہ از پی جی ہیٹل) الکٹرنس کی نسبت یہ کہا جاتا ہے کہ وہ بحر ایتھر کے گرداب، اس کے تموجات کی گرہیں یا اس کی سطح کی شکنیں ہیں۔ غرض ع

چوں ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند

بات یہ ہے کہ جس طرح نفس مادیت ایک خالص فلسفیانہ مسلک ہے جس پر بحث دائرہ سائنس سے خارج ہے۔ اسی طرح عقلیات میں

ماہیت مادہ کی نسبت موشگافیوں کا حق بھی تنہا ما بعد الطبیعیات ہی فصل کو حاصل ہے، اور سائنس کا وظیفہ ماہیت اشیا کی تحقیق نہیں ہے، لہذا اس بحث کی تصفیہ کے لئے سائنس کے بجائے فلسفہ کی عدالت کی جانب رجوع کرنا چاہئیے۔

فلسفہ قدیمہ کے دور اول میں دیمقراطیس نے جب پہلے پہل مادیت کی صدا بلند کی، تو اس وقت تک کسی کو (کہنا چاہئیے) یہ وہم تک نہ تھا کہ خود مادہ کی حقیقت بحث طلب ہے یا اُسکے اصل وجود سے انکار ممکن ہے۔ چند دن بعد فلاطون نے اس کی جرائت کی۔ مگر اس کی بغاوت کا علم خود اُس کے شاگرد ارسطو ہی نے بلند کر دیا۔ اور آنے والی نسلوں پر وہ اپنے استیلاؤ تسلط سے اس قدر چھا گیا کہ صدیوں تک دنیائے فلسفہ کا وہ خدائے غیر مسئول بنکر چھایا رہا۔ اس لئے اگر عہد قدیم اور قرون وسطیٰ میں پیروان دیمقراطیس کی زبانوں سے یہ کلمات نکل گئے تو کوئی محل استعجاب نہیں کہ "مادہ ساری کائنات کا رحم مادر ہے، تمام چیزیں صرف اسی کے نتائج ہیں" لیکن انیسویں صدی میں

فصل کسی ذمہ دار عالم فلسفہ و سائنس کا یہ کہہ گزرنا کہ "مادہ اور قوانین مادہ نے وجود روح اور عقیدہ تکوین کو باطل کر دیا" موجب صد حیرت ہے۔

لوگ سمجھتے ہیں کہ قدیم زمانہ میں مادیت کی بنیاد کمزور تھی، جدید تحقیقات و انکشافات نے اس کو مستحکم بلکہ اٹل بنا دیا ہے لیکن واقعہ بالکل برعکس ہے۔ جدید تحقیقات و انکشافات ہی نے مادیت کا قدم ہمیشہ کے لئے اکھاڑ دیا ہے۔

مادیت میں گھن تو آج دو سو برس پہلے ہی لگ چکا تھا، جب لاک نے صفات اوّلیہ اور ثانویہ کی تقسیم کر کے یہ ثابت کر دکھایا تھا کہ رنگ، مزہ، بو وغیرہ صفات ثانویہ محض ذہن کے احساسات ہیں اور خارج میں ان کا یا ان کے مماثل کسی شے کا کوئی وجود نہیں برکلے نے صفاتِ اوّلیہ شکل (فیگر) و امتداد (اکسٹنشن) وغیرہ کو بھی اسی حکم میں داخل کر دیا اور اس طرح چھت سے لیکر نیو تک ساری عمارت ہی ڈھا دی۔

آدمی براہِ راست جو کچھ جانتا ہے، وہ اپنے ہی احساسات

ہوتے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ کسی احساس کا وجود احساسات فصل
کرنے والے ذہن یا نفس سے باہر نہیں موجود ہوتا۔ تمہارے
پاؤں میں کانٹا چبھ جاتا ہے، جس سے درد محسوس ہوتا ہے
کون کہہ سکتا ہے کہ درد کی یہ خاص کیفیت یا اس کے مماثل کوئی
چیز تم سے باہر کانٹے وغیرہ میں کہیں پائی جاتی ہے کنین زبان
پر رکھتے ہی جس تلخی کے احساس سے تم منہ بنا لیتے ہو، کیا یہ
احساس یا کیفیت خود کنین میں پائی جاتی ہے؟ اگر ایسا ہے، تو
اس کے معنی یہ ہونگے کہ انسان کی طرح کنین میں بھی حاسۂ ذوق
موجود ہے۔ غرض اسی طرح سامعہ و باصرہ، لامسہ وشامہ
وغیرہ کے تمام محسوسات رنگ، مزہ، بو، آواز، سردی گرمی شکل
وامتداد سب کی سب صرف احساس کرنے والی ذات کے اندر
پائے جاتے ہیں، باہر کوئی وجود نہیں ہوتا، مثال کے لئے ایک
آم لو۔ اس میں سے رنگ وبو، شکل وصورت، وزن وذائقہ
وغیرہ کے تمام احساسات نکال ڈالو، اور پھر بتاؤ کہ تمہارے پاس
کیا رہ جاتا ہے، جس کے براہ راست معلوم ہونے کا تم دعوے

وصول کر سکتے ہو؟ کچھ نہیں - ان احساسات ذہنیہ کو مادہ کہا نہیں جا سکتا۔ ان کے ماورا کسی چیز کا علم نہیں[۱]

پر وہی گر پڑا کبوتر کا

جس میں نامہ بندھا تھا دلبر کا

اس بنا پر برکلے نے کسی موجود فی الخارج، قائم بالذات شے یا مادہ کا سرے سے انکار ہی کر دیا۔ ہیوم بھی دبی زبان سے برکلے ہی کا ہم آواز ہے۔ کینٹ[۲] نے البتہ ذرا ہٹ کر یہ کہا کہ ہاں اس میں تو شک ہی نہیں کہ ہم جو کچھ جانتے ہیں، وہ اپنے ہی احساسات ہوتے ہیں، ان کے ماورا ذات اشیا کا علم نہ ہوتا ہے، نہ ہو سکتا ہے، نہ ان احساسات کے مماثل کوئی چیز ذہن سے باہر موجود ہوتی ہے۔ لیکن ایک ایسی نامعلوم شے کوئی ہے (جسے تھنگ ان ٹون) جو ان احساسات نفسی کی علت ہے - وہ خارج از ذہن پائی جاتی ہے اور وہی مادہ ہے،

---

[۱] مزید تفصیلات ورفع شکوک کے لئے "برکلے" (مطبوعہ شبلی اکاڈمی اعظم گڑھ) دیکھو

[۲] ۱۷۲۴ء تا ۱۸۰۴ء

کینٹ کی اس انجانی کوئی چیز (اسم تھنگ ان نو ن) کا فرض چونکہ کسی مضبوط استدلال پر مبنی تھا اسلیئے فلسفہ اور مابعد الطبعیات کی دنیا میں، تو اس کو بہت زیادہ فروغ نہ نصیب ہو سکا - خود کینٹ کی زندگی، اور اسکے وطن (جرمنی) ہی میں بعد کو جو نامور فلاسفہ و متالہین (میٹا فزیشنز) گزرے، یعنی فختے، شلنگ، ہیگل وغیرہ وہ سب کی سب آئیڈلیسٹ (تصوریہ) یا منکرین مادہ تھے -

لیکن اہل سائنس، جن کی کائنات ہی عالم جسمانیات ہے وہ اس سررشتہ کو بالکل کیسے چھوڑ سکتے تھے اُن کو "انجانی کوئی چیز" کا کچا دھاگا ہی غنیمت معلوم ہوا، جس کو آخری سہارا سمجھ کر اُنہوں نے مضبوط پکڑ لیا - اور اب کینٹ کے بعد سے تقریباً تمام حکما کا یہی مذہب ہے کہ ذہن کے باہر کچھ نہ کچھ ہے تو ضرور، مگر ہم اُس کے متعلق نام سے زیادہ کچھ نہیں جانتے ہیں - خود ہکسلے جو ایک جلیل القدر امام سائنس ہے اور جسکی زبان سے نکل گیا تھا کہ "مادہ اور قوانین مادہ نے روح و خلق

فصل کو باطل کردیا" اُس کا اعتراف سنو۔

"آخر کار ہم اس ہیبت ناک مادہ کی نسبت اس سے
زیادہ کیا جانتے ہیں کہ وہ ہماری کیفیات شعور کی ایک
انجانی اور فرضی علّت کا نام ہے؟ ....
.... اسی طرح ہم اُس روح کی نسبت بھی جس کے بارہ میں
تہدید ہے کہ مادہ نے اس کو فنا کر دیا ہے اس سے زیادہ کیا
جانتے ہیں کہ وہ بھی ہمارے احوال وکوائف شعور کی
نامعلوم و فرضی علت کا ایک نام ہے؟ دوسرے الفاظ میں
یوں کہو کہ مادہ اور روح دونوں حوادث طبعی (نیچرل
فنامنا) کے خیالی محل دہیولی کے محض نام ہیں"[1]۔

اتنا ہی نہیں، بلکہ حقیقت مادہ کا طلسم ٹوٹ جانے کے
بعد اب سائنس کو انتساب مادّیت سے عار آنے لگی ہے، اور
آج کل سائنس اس سے زیادہ کسی بات کو نفرت وحقارت کی نگاہ
سے نہیں دیکھتی کہ اُس کی جانب مادیت کا انتساب ہو۔ اسلئے

---

[1] "خطبات ومضامین" ہکسلے صفحہ ۵۵ آر پی سیریز۔

کہ یہ بھی بہر حال اسی طرح کا ایک فلسفیانہ ادعا (ڈاگما) ہے، مفصل
جس طرح کی تصوریت۔ مادیت مدعی ہے آغاز کائنات سے چلنے
کی، جو سائنس کے حس سے باہر ہے ۱ اور مذہب کی بناء "آغاز و
انجام کائنات" ہی کے معمہ پر ہے۔ جب سائنس کے ناخن سے
یہ گرہ نہیں کھل سکتی، تو اس کو مادیت کا حلیف اور مذہب کا حریف
سمجھنے یا کہنے کی جو بساط ہے ظاہر ہے! ؎

تھی خبر گرم کہ غالب کے اڑینگے پرزے
دیکھنے ہم بھی گئے تھے پہ تماشا نہ ہوا

غرض اٹھارہویں صدی کے اواخر سے، جب سے عقل
سائنس کو اپنی پرواز کا سدرۃ المنتہیٰ معلوم ہوگیا، اس سے آگے
نارسائی پوری طرح متحقق ہوگئی، اور جہل مرکب کا پردہ آنکھوں
پر سے اُٹھ چکا ہے۔ اُسی وقت سے اہل سائنس کا فلسفیانہ مسلک
مادیت نہیں بلکہ وہ لاادریت ہے، جو "مابعد الطبیعیات" کے
مذاہب اربعہ کا آخری نمبر ہے جس کی نسبت ہم کہہ آئے ہیں کہ وہ

---

۱ "فطرت و لاادریت" (نیچرلزم اینڈ آگناسٹیزم) جز ۱ صفحہ ۱۰

مفصل نہ مذہب کی دوست ہے نہ دشمن ۔

لاادریت کا خلاصہ اعتراف لاعلمی ہے۔ یہ اسکول بھی اگرچہ فلسفہ کے دوسرے اسکولوں کی طرح زمانہ قدیم ہی میں پیدا ہو چکا تھا اور تشکیک یا ارتیابیت (اسکیپٹزم) کے نام سے پکارا جاتا ہے، مگر پرانے زمانے میں اس کا مفہوم اس قدر مطلق و وسیع تھا کہ خود شک میں بھی شک کیا جاتا تھا۔ عصر جدید میں اسکو ہیوم نے زندہ کیا اور کینٹ نے تو اس کی بنیاد کو اس قدر مستحکم بنا دیا، کہ فلسفہ کیا علمائے سائنس کو بھی سرتابی کی مجال نہ رہی لیکن اب مفہوم کی وہ پرانی وسعت اور اطلاق نہیں باقی ہے بلکہ واقعات و حوادث (فنامنا) ظواہر اشیا (اپیرنسز) اور مسائل طبیعیہ کو عالم شک و لاعلمی سے نکال لیا گیا ہے البتہ ذوات و اعیان (نامنا) حقایق اشیا (ریلٹیز) اور ما بعد الطبعیاتی مسائل کے دروازوں کو انسانی عقل و علم کے لئے ہمیشہ کے واسطے مقفل سمجھ لیا گیا ہے ۔

لاادریت (اگناسٹزم) کے لقب کا موجد ہکسلے ہے،

اس لیئے خود اسی کی زبان سے سنو کہ روح، خدا وغیرہ الہیاتی مسائل مفصل کی نسبت ایک لا ادری کی کیا پوزیشن ہے۔ چارلس کنگ سلے کو ایک خط میں لکھتا ہے کہ

"میں انسان (روح) کے غیر فانی ہونے کا نہ مدعی ہوں نہ منکر۔ میرے پاس اس کے یقین کے لیئے کوئی دلیل نہیں۔ لیکن ساتھ ہی دوسری طرف اس کے ابطال کا بھی میرے پاس کوئی ذریعہ نہیں"

ایک اور موقع پر "اصول و نتائج" (میتھڈس اینڈ رزلٹس) لکھتا ہے کہ

"وجود کی علت اولی کا مسئلہ میرے حقیر قوٰی کی دسترس سے باہر ہے جتنی لایعنی ہرزہ سرائیوں کے پڑھنے کا موقع مجکو ملا ہے ان میں سب سے بدتر اُن فلاسفہ کے دلائل ہوتے ہیں جو خدا کی حقیقت کے بارے میں موشگافی کرتے ہیں۔ مگر ان فلاسفہ کے مقابلہ ان سے بھی بڑھ جاتے ہیں، جو یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ کوئی خدا نہیں"

ایک اور جگہ کہتا ہے کہ

فصل "چاہے حوادث ووافعات مادہ کو روح کی اصطلاحات
میں بیان کرو اور چاہے حوادث روح کو مادہ کی اصطلاحات
سے تعبیر کرو، یہ بجائے خود کوئی اہمیت نہیں رکھتا، ہاں
اتنا ہے کہ سائنس کے لئے مادیانہ اصطلاح تعبیر زیادہ موزوں
اور قابل ترجیح ہے"

بعض غلط فہمیوں سے بچنے کے لئے لاادریت کی
حقیقت و مدعا کی ذرا اور توضیح ضروری ہے۔ علمائے سائنس
کے اس فلسفیانہ مسلک کا منشا صرف اس قدر ہے کہ ہماری
سائنٹفک تحقیقات وعقلی استدلالات کا گزر واقعات وظواہر
اشیا سے آگے نہیں یعنی جس قسم کے استقرائی تجربات، وعقلی
دلائل وقیاسات سے ہم علوم طبعیہ کے مسائل کو قطعی طور پر ثابت
کرسکتے ہیں اور طرح طرح کے انکشافات تک پہنچ سکتے ہیں،
ان کے وسیلہ سے حقایق اشیاء اور مابعد الطبعیات کے مسائل
کو ثابت یا باطل نہیں کیا جاسکتا ہے، نہ ان رموز کو بے نقاب
کیا جاسکتا ہے۔

لیکن اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے، اور نہ نکالنا چاہیئے کہ جو فصل
شئے انسان کی عقل وفہم سے خارج ہے وہ اس کی زندگی سے
بھی خارج ہے یا انسان فقط انھیں چیزوں کو مانتا اور قبول کرتا
ہے، جو سائنٹیفک دلائل سے ثابت ہو چکی ہیں۔ اس لئے
کہ عقل ودانش کے مدعی انسان کی عملی زندگی کا اکثر بلکہ کل حصہ
ایسی ہی نادانیوں کا پروگرام ہے جن میں سے کسی ایک کو بھی
عقل وحکمت سے ثابت نہیں کرسکتا ہے۔ آدمی سمجھتا ہے کہ
وہ ہر قدم عقل کی روشنی میں اُٹھاتا ہے، حالانکہ اس کا سارا سفر
زندگی جذبات ومرغوبات کی تاریکی میں طے ہوتا ہے۔

اس کے سارے اعمال زندگی کا محور زندگی اور عیش و
آرام کی زندگی ہے۔ اس کا ایک فعل بھی نیک نامی، شہرت
وعزت کے جذبات اور نفس کی لذت طلبیوں سے خالی نہیں
ہوتا۔ لیکن کیا کوئی شخص دعویٰ کرسکتا ہے کہ ان جذبات کی
حقیقت وصداقت کو عقل نظری اور سائنس سے ثابت کیا جاسکتا
ہے۔ آدمی جینے کے لئے مرتا ہے، مگر کیا وہ اپنی زندگی کی

فصل ضرورت کو کسی سائنٹفک دلیل سے ثابت کرسکتا ہے صبح سے
شام تک وہ ہزار چیزوں کو برا بھلا کہتا ہے لیکن کیا ان میں
سے وہ ایک کی برائی کو بھی خالص عقلی نقطہ نظر سے متعین
کرسکتا ہے ۔ علمائے اخلاق آج تک خیر و شر کا حقیقی معیار
نہ بتا سکے مگر انسان کی زندگی سے اگر یہ امتیاز نکال لیا جائے تو
دفعتہً ساری مشین بے حرکت ہوکر رہ جائے ۔ انسان کو خود مختار
اور صاحب ارادہ کون ثابت کرسکتا ہے بلکہ نفسیات و افعال
الاعضا سے اس کا مجبور محض اور قطعاً بے بس ہونا ثابت ہوتا
ہے ۔ مگر بتاؤ کہ تم صبح سے شام تک کتنے سکنڈ اپنے کو بااختیار
و بے ارادہ سمجھتے ہو ۔ کیا اگر انسان خود مختاری کے اس غیر
سائنٹفک اعتقاد کو ذہن سے نکال دے، تو پھر بھی عمل کے ہاتھ
پاؤں میں کچھ جنبش باقی رہ جائے گی ؟ کیا اولاد کی موت پر
والدین کے غم و ماتم کو کوئی شخص خلاف عقل کہہ کر روک سکتا ہے؟
جب تک ثواب آخرت یا صبر و تحمل کے خراج تحسین کا کوئی اور
زبردست جذبہ موجود نہ ہو ۔

غرض انسان استدلالات نہیں، اعتقادات اور عقل فضل
نہیں، جذبات کا بندہ ہے اور مذہب کی بنا اعتقادات وجذبات
ہی پر ہے۔ اس لئے جب تک امید وبیم، محبت ونفرت، یاس
بے بسی، انعام وانتقام، احترام، وتعظیم، حیرت واستعجاب
اور جمال پرستی وغیرہ کے جذبات انسان کے خمیر میں داخل ہیں،
اُس وقت تک مذہب بھی انسانی وجود کا جز ہے۔ صورتیں بدل
سکتی ہیں۔ لیکن اس کی جڑ کو کوئی قوت دل سے اکھاڑ کر نہیں
پھینک سکتی۔ بقول پروفیسر ٹنڈل کے کہ "میرا دعویٰ ہے
کہ کوئی ملحدانہ استدلال انسان کے دل سے مذہب کو خارج
نہیں کرسکتا۔ منطق ہم کو زندگی سے محروم نہیں کرسکتی اور مذہب
اہل مذہب کی زندگی ہے۔ مذہب انسان کے ذاتی یا وجدانی
تجربہ کی حیثیت رکھتا ہے، جہاں منطق کا گزر نہیں[۱]۔ "جذبۂ مذہب
کی جگہ انسان کے سویدائے قلب میں ہے اور آغاز تاریخ سے قرنوں
پہلے سے تمام مذاہب عالم کا خمیر ہے، تم نے جو اس مذہب سے

---

[۱] صفحہ ۵۸ خطبات ومقالات ٹنڈل آر پی سیریز

فضل بھاگ کر عقل کی بلند وخشک روشنی میں پناہ لی ہے، اور اس کی ہنسی اوڑاتے ہو تو یاد رہے کہ ایسا کرنے سے تم صرف اعراض اور ظاہری صورتوں کو ہدف بنا سکتے ہو، لیکن احساس مذہب کے اُس غیر متزلزل اساس کو ہاتھ نہیں لگا سکتے، جس کی جگہ فطرت انسانی کی گہرائی[1] میں ہے۔“

زمین اور پہاڑوں کو کھود کر طبقات الارض کے اسرار جانے جا سکتے ہیں، سمندروں کی سطح پر جہاز اور آبدوزی کشتیاں چلائی جا سکتی ہیں، لیکن کیا اس سے اُس عظمت وہیبت کے احساس میں فرق آ سکتا ہے جو ہمالیہ کی ہزارہا فٹ بلند چوٹیوں کے نیچے کھڑے ہونے سے، اور جہاز کی چھت پر کھڑے ہو کر ناپیدا کنار سمندر پر نظر دوڑانے سے پیدا ہوتا ہے؟ کیا علم حیوانات ونباتات پڑھ لینے سے جمالِ فطرت کی پرستش کا وہ ذوق فنا ہو جاتا ہے، جو عالم بہار میں نظر کو ایک ایک پھول پتی سے حاصل ہوتا ہے اور جو کوئل کی کوک اور بلبل کی نغمہ سرائی سے سامعہ نوازی

[1] صفحہ ۱۲۱ خطبات ومقالات، ٹنڈل آر پی سیریز

کرتا ہے؟ شاعر و مصور پر تو یہی پر کیف موسم رقص طاری کردیتا فصل ہے۔ ایک فن طب کا ماہر اپنے زمانے کا سب سے مشہور معالج جس کے ہاتھ سے ہزاروں مریض شفا پا چکے ہیں، وہ ایک معمولی مرض سے اپنی اکلوتی، ہونہار جوان اولاد کو نہیں بچا سکتا اور اپنی آنکھوں سے اس کے دم توڑنے کا تماشا دیکھنا پڑتا ہے دوسری طرف ایک فاقہ کش کا بچہ دق میں مبتلا ہوتا ہے، دوا علاج تفریح و آرام کا کوئی سامان نہیں مگر پھر بھی اچھا ہو جاتا ہے کیا ان روزمرہ کے واقعات سے آدمی پر اپنی بے بسی و بیچارگی اور انسانی عقل و تدبیر کی ناکامی کا اثر نہیں پڑتا؟ ایک صاحب علم دانشمند اور نیکوکار کی ساری زندگی مایوسیوں اور ناکامیوں میں گزرتی ہے، سونے کو ہاتھ لگاتا ہے، تو مٹی ہو جاتا ہے، ہر تدبیر الٹی پڑتی ہے۔ بخلاف اس کے اپنے پڑوس ہی میں ایک احمق، جاہل و بدکار کو دیکھتا ہے کہ دولت و خوش حالی اس کی غلام ہیں اور کامیابیاں ہاتھ باندھے کھڑی رہتی ہیں۔ کیا اس عالم یاس میں اس کو ایک اور زندگی اور عالم جزا و سزا سے

ڈھارس اور تسکین نہیں حاصل ہوتی ؟

غرض ہر ادنیٰ و اعلیٰ کو اپنی روزانہ زندگی میں ایسے تجربات و حالات سے دو چار ہونا پڑتا ہے، جو بلا منطقی استدلال و سائنٹفک تحقیقات کے کسی نہ کسی صورت میں اس اعتراف واعتقاد پر بے بس کر دیتے ہیں، کہ انسانی ہاتھوں کے اوپر بھی کوئی اور ہاتھ ہے " یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْہِمْ " اور اس عالم شہود کے پردے میں کوئی نہ کوئی عالم غیب ہے۔ یہی اعتقاد و ایمان بالغیب مذہب کی جان ہے۔

خود اہل سائنس اور مادہ پرست ملاحدہ جو اپنے زعم میں عقل کی فضائے خشک و بلند" میں پرواز کرتے ہیں، کیا اس ایمان بالغیب پر مضطر نہیں ہیں ؟ کیا کوئی سائنٹسٹ یا مادی، قوت، انرجی، نیچر، قانون فطرت، مادہ وغیرہ کے الفاظ استعمال کئے بغیر ایک قدم بھی چل سکتا ہے ؟ لیکن کیا کوئی پرستار عقل بتا سکتا ہے کہ مادہ، قوت، یا نیچر کیا ہے، ان کی کیا حقیقت ہے؟ سوا اس کے کہ واقعات معلوم و ظواہر کی نامعلوم علت کے لئے

چند مختلف تعبیری الفاظ وضع کر لئے گئے ہیں، جن کی حقیقت (فصل
معنوی کی تشریح سے ایک حکیم اس طرح عاجز ہے، جس طرح
ایک اہل مذہب خدا کی تحدید و توصیف سے۔ دونوں اپنی اپنی
جگہ پر ایک نامعلوم الحقیقت علت کائنات پر غیبی ہی اعتقاد
و ایمان رکھتے ہیں۔

مثال کے لئے ایک قانون فطرت (لا آف نیچر) ہی
کو لو جو آج کل سائنس اور لٹریچر میں اس طرح استعمال کیا گیا ہے
کہ گویا واقعات عالم اور حوادث کائنات کی انتہائی علت اور اصل
کنہ کو ہم نے پالیا۔ حالانکہ تجربۃً واقعات و حوادث سے ہمارا علم
ایک انچ بھی آگے نہیں جاتا۔ اور "قانون فطرت" کے دو لفظی مرکب
کا مفہوم اس سے زیادہ کچھ بھی نہیں، کہ ایک ہی قسم کے مختلف
تجربات، و مشاہدات کا وہ ایک مجموعی یا کلی نام ہوتا ہے، اور بس
جس طرح زید، عمر، بکر وغیرہ ایک ہی قسم کے افراد کا کلی نام انسان
ہے۔ قانون فطرت ہم کو یہ مطلق نہیں بتاتا کہ فلاں واقعہ کیوں
واقع ہوا یا اس کو لازماً اسی طرح واقع ہونا چاہیئے۔ لزوم و وجوب کا

فصل ۱ راز اب بھی ویسا سربمہر رہتا ہے، جیسا کہ کسی قانون فطرت کی دریافت سے پہلے تھا۔ ہم اس کی مزید تشریح کی بجائے خود ایک نامور سائنٹسٹ کا بیان پیش کئے دیتے ہیں۔

"وہ ڈراونا لزوم و وجوب اور 'آہنی' قانون کیا ہے جس نے لوگوں کو اس قدر خائف اور دہشت زدہ کر رکھا ہو؟ سچ پوچھو تو یہ ہمارے ہی واہمہ کا گڑھا ہوا محض ایک بھوت ہے۔ میرے خیال میں اگر کوئی 'آہنی' قانون ہو سکتا ہے، تو وہ قانون کشش ہے، اور اگر طبعی لزوم و وجوب کوئی چیز ہے، تو وہ یہی ہے کہ جس پتھر کے لئے کوئی روک اور مزاحمت نہ ہو وہ زمین پر گر پڑیگا۔ لیکن اس واقع کی نسبت جو کچھ ہم جانتے ہیں یا جان سکتے ہیں اس کی کیا حقیقت ہے؟ صرف اتنی ہی کہ انسانی تجربہ ہمیشہ یہ رہا ہے کہ اس خاص حالت میں، یعنی جب کوئی سہارا نہ ہو، تو پتھر زمین پر گر پڑتا ہے اور ہمارے پاس اس یقین کی کوئی وجہ نہیں ہے، کہ ایسی حالت میں کوئی پتھر زمین پر گر پڑیگا

ففصل

بلکہ بخلاف اس کے ہم معقول طور پر یقین کرسکتے ہیں کہ یہ
گر ہی پڑیگا۔ البتہ یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ صورت مذکورہ
میں یقین کے تمام شرائط موجود ہیں، اس بیان کا
کہ بے سہارے کا پتھر زمین پر گر پڑے گا، قانون فطرت
نام رکھ دینا نہایت مناسب و برمحل ہے۔ لیکن جب
"گا" کو ہم "چاہیئے"، (یعنی گر پڑیگا کی جگہ پر یہ کہنا
کہ ضرور بالضرور گر پڑنا ہی چاہیئے) سے بدل دیتے ہیں،
جیسا کہ علی العموم کیا جاتا ہے، تو ہم لزوم و وجوب
کی ایک ایسی زاید شے کا اضافہ کر دیتے ہیں، جس کا نہ
تو مشاہدۂ واقعات میں نشان ملتا ہے، اور نہ کہیں اور
سے پتہ چل سکتا ہے، جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے
میں ایسے زبردستی کے دخل در معقولات دینے والوں
سے قطعاً اپنی بیزاری اور تبری ظاہر کرتا ہوں بیشک
میں واقعہ جانتا ہوں اور اس قانون کا علم رکھتا ہوں
مگر یہ لزوم خود اپنے ہی ذہن کے گڑھے ہوئے، غول

فصل ۱ بیابانی کے سوا اور کیا ہے ؟"[1]

غرض جس طرح اہل مذہب، واقعات و حوادث کائنات کی ایک معلوم الاسم و نا معلوم المسمیٰ آخری علت (خدا) پر ایمان رکھتے ہیں جس میں چون و چرا کی گنجایش نہیں، اُسی طرح مشرکین سائنس بھی "انرجی" (نیچر) "لا آف نیچر" وغیرہ بیسیوں دیوتاؤں کے سامنے خمیدہ سر ہیں، جن کی نسبت چون و چرا کا جواب نہیں دے سکتے۔

لا ادری تک جو زباں سے کہتے ہیں کہ ہم کو حوادث محسوسہ یا ظواہر اشیاء کے ماورا چیزوں سے نفیاً و اثباتاً کوئی سروکار نہیں کیا ان کی خود اس تبری میں اعیان و حقایق کا اعتراف، راز آشکارا کی طرح نمایاں نہیں ہے ؟ بقول اسپنسر کے کہ "یہ تصور کرنا ہی سرے سے ناممکن ہے، کہ ہمارا علم صرف ظواہر (اپیپیر نیسیز) تک محدود ہے، بے اس کے کہ ان ظواہر کے پس پردہ کوئی حقیقت تسلیم کیجائے۔ کیونکہ ظاہر بلا باطن ناقابل تخیل ہے"

---

[1] مضمون "فزیکل بیسس آف لائف" از ہکسلے

"کائنات کے ان محسوس ظواہر کی تہ میں جو قایم الذات مفصل
اور متغیر الصفات ہستی پنہاں ہے، وہ انسانی علم وتخیل سے مافوق
ایک نامعلوم وناممکن العلم قوت ہے جس کی نسبت ہم اس
اعتراف پر بے بس ہیں، کہ وہ زمان ومکان کے قیود سے برتر ہے"
اسپنسر کے اس قول کو نقل کرکے سیمول لینگ لکھتا ہے کہ:۔
"یہ بلند ترین فلسفہ لا ادریت ہے۔ دیکھو کہ یہ الحاد سے
ایک بالکل ہی جداگانہ شے ہے، کیونکہ یہ علانیہ ایک پس پردہ
قوت کی معترف ہے، جو اگرچہ "نامعلوم وناممکن العلم" ہے،
پھر بھی اُن ہی جذبات واحساسات کی صدائے بازگشت ہے
جو تمام مذاہب کا سرچشمہ ہیں......"

"مثلاً لا ادریت میں کوئی ایسی شے نہیں ہے، جس کی
بنا پر حیات مستقبل کے امکان سے انکار کیا جاسکے۔ پردہ کے
پیچھے کون جانتا ہے، کہ کیا ہوتا ہے اور کون کہہ سکتا ہے کہ آدمی
کا حس شعور موت کے بعد نہیں باقی رہتا، یا اُس کا حشر ونشر نہیں
ہوسکتا، اور ہماری آیندہ حالت موجودہ اعمال کے مطابق بہتر

و بدتر نہیں ہو سکتی[1]۔

معلوم ہوا کہ فلسفہ کا وہ اسکول بھی، جو آج کل کی دنیائے سائنس میں سب سے زیادہ مقبول ہے، حریفِ مذہب تو کسی طرح بن ہی نہیں سکتا اور اگرچہ لاادریت کی زبان نفی و اثبات رد و قبول اور اقرار و انکار دونوں سے ساکت ہے تاہم تم نے دیکھ لیا کہ شیوہ ہائے چشم و ابرو سے اقرارِ پنہاں ٹپکا پڑتا ہے ع

پرسش ہے اور پائے سخن درمیاں نہیں

بلکہ لاادریت کے مخترعِ اول ہکسلے کو اتنا تو اعتراف ہی کرتے بن آیا، کہ لاادری مادہ پرست کبھی نہیں ہو سکتا۔ کہتا ہے کہ "اگر مجھ کو خالص مادیت و خالص روحیت میں سے کسی ایک کو اختیار ہی کرنا پڑے، تو میں روحیت ہی کے قبول پر مجبور ہونگا"۔

حاصل کلام یہ کہ:۔

(۱) عقلیات کی دو مختلف اور اہم تقسیمات ہیں:۔

---

[1] صفحہ ۸۰ آر. پی. سیریز

فصل

(۱) سائنس اور (۲) فلسفہ

(۲) مذہب وسائنس کی باہمی نزاع اور اختلاف کا خیال اصل میں علمائے مذہب واہل سائنس کی معرکہ آرائیوں اور اسی طرح کی بعض اور غلط فہمیوں سے پیدا ہوا ہے، ورنہ

"حقیقت یہ ہے کہ مذہب وسائنس کے حدود بالکل الگ الگ ہیں۔ سائنس کا جو موضوع ہے مذہب کو اس سے کچھ واسطہ نہیں، اور مذہب کو جن چیزوں سے بحث ہے سائنس کو ان سے کچھ سروکار نہیں۔ فلسفہ البتہ کہیں کہیں مذہب سے ٹکراتا ہے لیکن اس کا شمار قطعیات اور یقینیات میں نہیں" (الکلام صفحہ ۱۱)

(۳) فلسفہ اور مذہب میں بے شک تصادم ہوسکتا تھا، لیکن دونوں کی حیثیت بالکل جداگانہ ہے۔ فلسفہ کا منشا فوق الفہم چیزوں کے متعلق عقلی موشگافیوں کی تسکین بخشی ہے۔ مذہب جہاں عقل کی رسائی نہیں ایمان واعتقاد پر بس کرتا ہے اس قسم کا ایمان واعتقاد کسی نہ کسی صورت میں داخل فطرت ہے۔

فصل (۴) اس کے علاوہ فلسفہ کے اصولی مذاہب اربعہ میں اگر کسی کو مذہب کے مخالف کہا جاسکتا تھا، تو وہ صرف مادیت تھی۔ لیکن مادیت کی بنا اُسی وقت تک اُستوار تھی، جب تک خود ماہیتِ مادہ کے بارے میں گفتگو نہیں چھڑی تھی مگر اب جبکہ مادہ کی حقیقت کیسی اس کا وجود ہی مشتبہ ہوگیا، تو تو لازماً مادیت کی ساری عمارت زمین دوز ہوگئی۔

(۵) اس کشمکش سے بچنے کے لئے دَورِ جدید کے بہت سے حکمائے فلاسفہ نے فوق الفطرت (سپر نیچرل) مباحث سے کنارہ کش ہوکر لاعلمی اور لاادریت کی آڑ میں پناہ لینا چاہی۔ لیکن عدمِ علم عدمِ وجود کو مستلزم نہیں بلکہ سچ یہ ہے کہ ماوراے ظواہر (اسپنسر) کی نسبت اعتراف لاعلمی ہی میں کسی باطنی حقیقت کا اعتقاد جھلک رہا ہے جس سے حکیم وفلسفی، عالم وجاہل کوئی اپنا دامن نہیں چھڑا سکتا۔

یہ قول اسپنسر کے "اگرچہ اس ہستی مطلق کا علم ممکن نہیں، لیکن اس کا ایجابی اور قطعی وجود ہمارے احساس وشعور کا لازمہ ہے،

جب تک شعور قایم ہے، اس سے ایک لمحہ کے لئے بھی ہم فصل رہائی نہیں حاصل کر سکتے۔ لہذا یہ یقین جس پر نفس شعور کا دارومدار ہے، ہر طرح کے یقین سے ارفع اور بڑھ کر ہے۔"

اسی بنا پر جرمنی کا مشہور فلسفی شاعر گیٹے پکار اُٹھا کہ "ذی عقل ہستی (انسان) کی انتہائی سعادت یہی ہے کہ اپنی عقل اُن ہی چیزوں میں دوڑائے جہاں وہ چل سکتی ہے، اور جس شے کی توصیف و تشریح نہیں ہو سکتی، اس کے سامنے خاموشی کے ساتھ سر عبودیت جھکا دے۔"

چنانچہ[۵] قرآن پاک سے رہنمائی حاصل کرنے کی اوّلین شرط یہ قرار دی گئی کہ ذالك الكتاب لا ريب فيه هدى للمتقين الذين يومنون بالغيب یعنی یہ وہ کتاب ہے جس (کے کلام الٰہی ہونے) میں کچھ شک نہیں۔ یہ انہی پرہیزگاروں کی رہنما ہے جو غیب پر ایمان لاتے ہیں اور ایمان بھی ایسا قوی کہ انما المومنون اذا ذکر الله وجلت قلوبهم یعنی ایمان والے وہی ہیں جن کے دل خدا کے ذکر سے دہل جاتے ہیں استقامت

[۵] للمؤلف

فضل ایمان کے بعد بفضلہ بیڑا پار ہے۔ ومن یؤمن با للہ یھد قلبہ اور جو خدا پر یقین رکھے گا خدا اس کے قلب کی خود ہدایت کر دے گا سبحان اللہ وبحمدہٖ ۔

جو نادان خدا کے بارے میں حجّت کریں قل اتحاجوننا فی اللہ وھو ربنا و ربکم ولنا اعمالنا ولکم اعمالکم ونحن لہ مخلصون۔ (اے پیغمبران سے) کہو کہ کیا تم اللہ کے بارے میں ہم سے جھگڑتے ہو حالانکہ وہی ہمارا (بھی) پروردگار ہے اور وہی تمہارا (بھی) اور ہم کو ہمارے عمل اور تم کو تمہارے عمل۔ ہم تو اسی کو خلوص سے مانتے ہیں تبلیغ وہدایت میں بھی ذرا حجت اور جبر نہیں۔ قل یا ایھا الناس قد جاءکم الحق من ربکم فمن اھتدی فانما یھتدی لنفسہ ومن ضل فانما یضل علیھا ط وما انا علیکم بوکیل ط واتبع مایوحیٰ الیک واصبر حتی یحکم اللہ ج وھو خیر الحاکمین ۱۱/۱۶

فصل دوم

علم باطن

آیات قرآنی

(۱) انا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح و النبیین من بعدہ ۳/۶

اے نبی (محمدؐ) ہم نے تمہاری طرف اسی طرح وحی بھیجی جسطرح ہم نے نوح اور اسکے بعد کے پیغمبروں کی طرف بھیجی تھی

(۲) فاوحیٰ الیٰ عبدہٖ مآ اوحیٰ ۵/۲۷

پس اللہ نے اپنے بندہ (محمدؐ) کی طرف جو وحی کرنی تھی سو کی

(۳) وانزل اللہ علیک الکتاب والحکمۃ وعلمک مالم تکن تعلم ۱۴/۵

اور اللہ نے تمپر (محمدؐ) کتاب اتاری اور حکمت نازل کی اور وہ باتیں بتائیں جو تم کو معلوم نہ تھیں

مفصل ۲ (۴) وعلمناه من لدنا — اور اپنی طرف سے اسکو (خضر کو)
علما ۲۱/۱۵ — علم لدنی سکھایا تھا

علم لدنی علمے بود کہ اہل قرب را بہ تعلیم الٰہی و تفہیم ربانی بیواسطہ معلوم ومفہوم گردد و آن علم را بمعرفتِ ذات وصفات حضرت عزت جل ذکرہ تعلق باشد و آن علم را عالمِ غیب در دلِ ایشان در اندازد۔ قل انّ ربّی یقذف بالحق علام الغیوب ۲۲/۱۲ و آن علم بہ شہادت و وجد و ذوق بود۔ نہ بدلالتِ عقل ونقل و در وقتے باشد کہ نور حقیقت ظہور کند و مباشر دل گردد۔ و بے حجابِ صفات بشریت لوحِ دل از نقوش علوم روحانی وعقلی وسمعی بکلی صاف شدہ باشد و بندہ از وجود بشریت بدر آمدہ از لدنِ خویش بہ لدن حق سبحانہ رسیدہ و از آن حضرت در معرفتِ ذات وصفات او جل ذکرہٗ ادراکِ معانی وفہم کلمات توانستہ۔ (ارشاد حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ منقول از رسالۂ قدسیہ)

(۵) وعلم ادم الاسماء — اور آدم کو تمام اسماء بتا دیئے
کلہا ۲/۴

(۶) وعلم الانسان مالم — اور انسان کو وہ باتیں بتائیں جو

یعلم ۲۱/۳۰	اس کو معلوم نہ تھین۔
(۷) ولقد اٰتینا لقمان الحکمۃ ۱۱/۲۱	اور البتہ ہم نے لقمان کو حکمت عطا کی
(۸) واٰتٰہُ اللہُ الملک والحکمۃ وعلمہ مما یشاءُ ۱۷/۲	اور انکو (داؤدؑ کو) خدا نے سلطنت اور حکمت عطا فرمائی اور جو اسکی مرضی مین آیا سکھا دیا
(۹) قال الم اقل لکم انی اعلم من اللہ ما لا تعلمون ۵/۱۳	(یعقوب علیہ السلام نے بیٹون سے کہا کہ) کیا مین تم سے نہین کہا کرتا تھا کہ مین اللہ کی طرف سے وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے
(۱۰) رب اشرح لی صدری ۲/۱۶	موسیٰ علیہ السلام کی دعا شرح صدر کے واسطے
(۱۱) الم نشرح لک صدرک ۱۹/۳۰	سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو شرح صدر کی خوشخبری

فصل ۲

(۱۲) یوتی الحکمة من یشاءُ — جسکو چاہتا ہے حکمت دیتا ہے

ومن یوتی الحکمة فقد — اور جسکو حکمت دیگئی اس کو خیر کثیر

اوتی خیرا کثیرا ۵/۲ — دی گئی

(۱۳) نرفع درجاتٍ من — ہم بلند کرتے ہیں درجوں میں جسکو

نشاءُ وفوق کل ذی علمٍ — چاہیں اور ہر جاننے والے پر

علیم ۳/۱۳ — جاننے والا ہے

(۱۴) وقل رب زدنی — اور کہو (اے محمدؐ) کہ اے میرے رب

علماً ۱۵/۱۶ — میرے علم کو زیادہ کر

(۱۵) واسبغ علیکم نعمة — اور تم پر اپنی نعمت ظاہر و باطن کو

ظاہرةً وباطنةً ومن — پورا کیا اور بعض لوگ اللہ کے

الناس من یجادل فی اللہ — بارے میں بغیر علم ہدایت اور کتاب

بغیر علمٍ ولا ھدیً ولا — روشن کے جھگڑتے ہیں

کتاب منیرا ۱۲/۲

(۱۶) بل کذبوا بما لم یحیطو — بلکہ جھٹلانے لگے اس بات کو جسکے

بعلمہ ولما یاتیھم تاویلہ — سمجھنے پر دسترس نہ ہوئی۔ اور ابھی تک

کذالک کذب الذین من قبلھم ۹/۱۱ — اسکی حقیقت انکے سمجھ مین نہیں آئی۔ یوں ہی جھٹلایا ان سے اگلے لوگوں نے بھی — فصل ۲

(۱۷) انی خالق بشرا من طین فاذا سویته ونفخت فیه من روحی فقعوا له ساجدین فسجد الملئکة کلھم اجمعون الا ابلیس ۱۴/۲۳ — مین بناتا ہوں ایک انسان مٹی کا اور پھر جب ٹھیک بنا چکوں اور پھونکوں اس میں اپنی روح تو تم گر پڑو اس کے آگے سجدہ میں پھر سجدہ کیا سب فرشتوں نے مگر ابلیس نے نہ کیا

(۱۸) انا جعلناک خلیفة فی الارض ۱۱/۲۳ — تحقیق بنایا میں نے تجھکو خلیفہ زمین میں

(۱۹) انا عرضنا الامانة علی السموات والارض والجبال فابین ان یحملنھا واشفقن منھا وحملھا — البتہ ہم نے پیش کی امانت آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر پھر سب نے اس کو قبول نہ کیا کہ اٹھائیں اور اس سے ڈر گئے۔ اور اسکو

فصل ۲ الانسان انه کان ظلومًا انسان نے اُٹھالیا یہ بڑا ہی

جهولا $\frac{٦}{٢٢}$ ظالم اور بے خبر ہے

(۲۰) مامن دابة الا هو کوئی قدم دہرنے والا نہیں مگر

اٰخذ بناصیتها $\frac{٥}{١٢}$ اسکی چوٹی اللہ کے ہاتھ میں ہے

(۲۱) انا کل شیٔ خلقناه ہم نے تمام چیزوں کو ایک اندازے

بقدر $\frac{١٠}{٢٧}$ کے ساتھ پیدا کیا

حقیقت روح راز خلافت سر امانت اور حکمت جبر و قدر وغیرہ اور انکے جملہ توابعات ولواحق کے انکشاف کا ذریعہ علم باطن ہی ہے - یہی وہ معرکۃ الآرا اور نازک مسائل ہیں جو محض عقل کے زور سے ہادی برحق کی تعلیم بغیر حل نہیں ہو سکتے - چنانچہ علماے ظاہر اور متکلمین کے دماغ پاش اختلافات اس باب میں اظہر ہیں لیکن جب حسب ارشاد خداوندی فسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون $\frac{١}{١٤}$ علماے باطن کی طرف رجوع کرتے ہین تو بفضلہ یہ مشکل آسان ہو جاتی ہے -

دراصل جسقدر حقائق کا پتہ چلا اسی طرح چلا اور چلیگا ولن تجد لسنة الله تبدیلا - (للمولف) .

فصل ۲

(۲۲) الرحمٰن فسئل به خبیرا ۳/۱۹ — (وہی خدا ئے) رحمٰن (ہے) سو اس کی بابتہ (تو) اس سے دریافت کرو جو باخبر ہو

(۲۳) وجاھدوا فی اللہ حق جہادہ ۲۷/۱۷ — اور اللہ کیواسطے پوری پوری کوشش کرو

(۲۴) والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا ۳/۲۱ — اور جن لوگوں نے ہمارے واسطے کوشش کی اونکو ضرور ہم اپنے رستے خود دکھادینگے

(۲۵) کما ارسلنا فیکم رسولا منکم یتلوا علیکم ایتنا ویزکیکم ویعلمکم الکتاب والحکمۃ ویعلمکم مالم تکونوا تعلمون ۲/۲ — میں نے تم میں تمہاری ہی قوم سے رسول بھیجا وہ تم پر میری آیتوں کی تلاوت کرتا ہے اور تمکو پاک کرتا ہے اور تم کو کتاب اور حکمت سکھاتا ہے۔ اور تمکو وہ باتیں بتلاتا ہے جن کو تم نہیں جانتے تھے

(۲۶) وما صاحبکم بمجنون — (اے لوگو) تمہارے رفیق (محمدؐ) کچھ بھی

نصر ۲	ولقد راٰه بالافق المبین ۝	دیوانے نہیں اور بیشک انہوں نے
	وماھو علی الغیب بضنین ۝	جبرئیل کو (آسمان کے) صاف
۶/۳۰		مطلع میں دیکھا۔ اور یہ غیب کی
		باتوں پر بخل کرنے والے بھی نہیں
	(۲۷) یاایھا النبی انا	اے نبی (محمدؐ) ہم نے تم کو گواہی
	ارسلنٰک شاھدًا ومبشرًا	دینے والا۔ اور خوشخبری سنانے
	ونذیرا وداعیا الی اللہ	والا اور ڈرانے والا۔ اور اللہ
	باذنہٖ وسراجًا منیرا	کے حکم سے لوگوں کو اسکی طرف
۳/۲۲		بلانے والا۔ اور روشن چراغ
		بنا کر بھیجا

کیسا شاھد تھا ۔ ما زاغ البصر وما طغیٰ ۔ لقد رای من اٰیات ربہ الکبریٰ ؀ تمام عالم کے واسطے بشیر اور نذیر لیکن داعیًا الی اللہ کے بابت باذنہ کی شرط ضرور اسلئے کہ ع منشور عشق بہر دل وجاں ندہند ۔ اور دعوت الی اللہ کے بعد شاھدًا سے بڑھ کر "سراجا" منیرا" کی شان نمودار ہوجاتی ہے ۔ سبحان اللہ (للموٴلف)

فصل ۲

(۲۸) قل هذه سبيلى ادعوا الى الله على بصيرة انا ومن اتبعنى وسبحن الله وما انا من المشركين ۱۲/۶ — کہدو (اے محمد صلعم) کہ میرا طریق تو یہ ہے کہ بلاتا ہوں میں تمکو خدا کی معرفت کی طرف اس راہ معرفت پر میں اور میرے پیرو ہیں اور اللہ پاک ہے اور میں شرک کرنے والوں میں نہیں ہوں

(۲۹) يا ايها الذين آمنوا اتقوا الله وابتغوا اليه الوسيلة وجاهدوا فى سبيله لعلكم تفلحون ۶/۱۰ — اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس تک پہونچنے کے وسیلہ کی جستجو کرتے رہو اور اُس کے راہ میں پوری کوشش کرو تاکہ تم فلاح پاؤ

اس آیۃ میں وسیلہ سے مراد بیعت پیر و مرشد ہے۔ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمنے اپنے جد امجد حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب قدس سرہ کے ایک مرید سے سنا کہ اُنکے ایک ہمعصر عالم نے ان سے بیعت کے سنت یا بدعت ہونے میں گفتگو کی جد امجد نے

فصل ۲ واسطے مشروعیت بیعت کے اس آیتہ سے استدلال کیا اور فرمایا کہ یہ ممکن نہیں کہ وسیلہ سے ایمان مراد لیجئے اس واسطے کہ خطاب اہل ایمان سے ہے چنانچہ یا ایھا الذین اٰمنو اس پر دلالت کرتا ہے۔ اور عمل صالح بھی مراد نہیں ہوسکتا کہ وہ تقویٰ میں داخل ہے۔ اس واسطے کہ تقویٰ عبارت ہے امتثال اوامر اور اجتناب نواہی سے علاوہ بریں عطف کا قاعدہ مغائرت بین المعطوف والمعطوف علیہ کا مقتضی ہے اور اسی طرح جہاد بھی مراد نہیں ہوسکتا بدلیل مذکور پس متعین ہوگیا کہ وسیلہ سے مراد ارادت اور بیعت مرشد کی ہے پھر اس کے بعد مجاہدہ اور ریاضت ہے ذکر اور فکر میں تا فلاح حاصل ہو کہ عبارت ہے وصول ذات پاک سے واللہ اعلم (منقول از حاشیہ قول الجمیل مصنفہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ)

داعیہ طلب کہ در یکے پدید می آید و صحبت اہل اللہ را طالب میشود محض فضل الٰہی است در حق آنکس زیراکہ ع نشو عمش بہر دل و جاں نہ دہند۔ باید کہ قدر آن نعمت بزرگ را بشناسد و اگر ہمہ آں بود کہ زمانے گوش دل را بہ سخن اہل اللہ دارد و توفیق آں یابد و آں داعیہ تربیت دہد

فصل ۲ وتقویت کند ونظر اہل اللہ برآں داعیہ طلب کہ بے اختیار ایشاں در یکے پدید آید وظہور کند بیشتر است چہ اگر باختیار ایشاں در یکے آں داعیہ طلب ظہور کند آں اختیار از ایشاں محل خطر بود ونفی آں اختیار در باطن برایشاں لازم می گردد تا بے اختیار ایشاں از غیب چہ پدید آید و مبتدیاں واہل طلب را نزدیک خداوند سبحانہ وتعالیٰ ونزدیک اہل اللہ تعظیم ونفاذ قوی است وبرائے اینست کہ یاد آورد اذا رأیت لی طالباً فکن لہ خادماً - ظہور داعیہ طلب دولت بزرگ ست زیراکہ تا حق سبحانہ تعالیٰ بصفت ارادت بروح بندہ تجلی نہ کند عکس ارادت الٰہی در دل بندہ پدید نیاید وطالب حق سبحانہ تعالیٰ وطالب صحبت دوستاں وے نہ گردد تربیت وتقویت ایں صفت درآں بود کہ تسلیم تصرفات ولایت شیخ کامل مکمل گردد تا بعنایت خداوند عزوجل مقصود زود بحصول پیوندد وگرنہ خطر آن دارد کہ آن صفت طلب در وے بقا نیابد (منقول از رسالہ قدسیہ من کلام حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ)

چوں درآں عہدہائے گزشتہ صاحب دولتاں حقیقی کہ کاملان

فصل۲ راہ وسالکان طریق انتباہ اند بسیار می بودند و در دورہائے آخر کمتر
بل اعز من الکبریت الاحمر گشتند لاجرم وقتے بودے کہ طالبان صادق
بعد از آنکہ در صحبت و متابعت یکے از کبرائے دین و مقتدایان اہل
یقین مرغ روحانیت ایشاں از بیضہ بشریت بواسطہ تسلیم تصرفات
آن مقتدا بکلی بیروں آمدہ بودے بسے از کاملان مکمل دیگر نظر تربیت
و قبول یافتندے۔ و بشرف صحبت و سعادت خدمت ایشاں
رسیدندے و انوار علوم و معارف احوال ایشاں اقتباس کردندے
بسبب این انتساب در تصوف علم باطن متعدد و متضاعف شدے
و شیخ شہید شیخ مجدالدین بغدادی قدس اللہ تعالیٰ روحہ اشارہ باین معنی
فرمودہ اند کہ در سند علم باطن ہرچند واسطہ بیشتر آن اسناد عالی تر
زیراکہ مشائخ کہ مقتبسان انوار حقیقت اند از مشکات نبوت
ہرچند انوار بواطن ایشاں را اجتماع بیشتر براہ برطلب بواسطہ
آن روشن تر کہ نور علیٰ نور یہدی اللہ لنورہ من یشاء
(منقول از رسالہ قدسیہ من کلام حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ)
(۳۰) اللہ یجتبی الیہ ۔ اللہ جسکو چاہتا ہے انتخاب

من يشاء ويهدي اليه | کر کے اپنی طرف کھینچ بلاتا
من ينيب ۳/۲۵ | ہے جو اس کی طرف
رجوع لاتے ہیں انکو بھی
اپنے تک (پہنچنے کا) رستہ
دکھا دیتا ہے

باید دانست کہ انبیا علیہ الصلوٰۃ والتحیات مجتبا اند کہ بقلاب جذب محبت کشاں کشاں ایشاں رامی برند و بے مشقت شاں بدرجات قرب می رسانند انابت آنست کہ ریاضات ومجاہدات ازبرائے وصول بدرجات قرب الٰہی جل شانہ آنجا درکار است انابت راہ مرید انست واجتبا راہِ مرادان مریداں بمشقت ومحنت بپاہائے خود میروند و مرادان را بناز وتنعم می برند وبے محنت شاں بدرجات قرب میرسانند باید دانست کہ ریاضات ومجاہدات شرطِ راہ انابت است ودر راہ اجتبا مجاہدات شرط نیست معذالک نافع وسود مند است (مکتوب ۸۶ جلد ثالث از امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ)

راہ اجتبا بالاصالت مخصوص بانبیا ست علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات

وامتاں را در رنگ سائر کمالات بتبعیت ایشاں است نہ آنکہ اجتبا مطلقاً مخصوص بانبیا ست علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات وامتاں را از ان اصلا نصیب نیست کہ آن غیر واقع است چنانچہ شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ در بیان مجذوب سالک وسالک مجذوب تصریح باین معنی فرمودہ است ۔

طریق جذب را چوں کشش از جانب مطلوب است و عنایت الٰہی جل شانہ متکفل حال طالب است ناچار قول وساطت نمی کندہ در طریق سلوک چونکہ انابت از جانب طالب است از وجود وسائط چارہ نبود و در نفس جذبہ ہر چند وسائط در کار نیست امّا تمامی جذبہ منوط بہ سلوک است کہ اگر سلوک کہ عبارت از اتیان شریعت است از توبہ و زہد وغیرہما باجذبہ منضم نہ گردد جذبہ ناتمام وابتر است ۔ بسیارے از ہنود و ملاحدہ را دیدہ ام کہ جذب دارند امّا چونکہ بمتابعت شریعت علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام متحلی نہ گشتہ اند خراب وابتراند وغیر از صورت جذب نصیبے ندارند (مکتوب ۱۲۱ جلد ثالث از حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ

انچہ مذکور گشت از احوال حضرت خواجہ نقشبند قدس اللہ سرہٗ

فصل ۲

درین محل واز بیان سلسلہ مشایخ قدس اللہ ارواحہم معلوم گردد کہ ایشاں را
طریق اویسیان بودہ است وبسیار راز مشایخ ایشاں کہ درین سلسلہ
مذکور اند اویسی بودند ومعنی اویسی اینست کہ حضرت شیخ طریقہ شیخ عطار
قدس اللہ روحہ گفتہ اند کہ قومی از اولیا اللہ عزوجل باشند کہ ایشان را
در ظاہر حاجت بہ پیرے نبود زیرا کہ ایشانرا حضرت رسالت صلعم در
حجرۂ عنایت خود پرورش مید ہند۔ بے واسطہ غیرے چنانچہ اویس را داد
رضی اللہ عنہ واین عظیم مقام بود وبس عالی تاکرا اینجا رسانند واین دولت
بہ کہ روے نماید ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ
ذوالفضل العظیم (منقول از رسالہ قدسیہ من کلام حضرت خواجہ
نقشبند رحمۃ اللہ علیہ)

احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم

(۱) عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم (فی فضیلۃ القرآن

علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ اہل علم کا قرآن سے

فصل ۲ من حدیث طویل) لا یشبع
منه العلماء ولا یخلق علی
کثرة الرد ولا تنقضی عجائبه
(ترمذی)

کبھی دل نہیں بھرتا۔ بکثرت
دوہرانے سے بھی وہ پرانا نہیں
ہوتا۔ اور اسکے عجائبات (علوم
کی کوئی انتہا نہیں

(۴) عن ابی بن کعب قال
قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم یا ابا المنذر
اتدری ای آیة من کتاب
اللہ معک اعظم قلت اللہ
لا الہ الا ھو الحی القیوم
فضرب فی صدری وقال
لیھنک العلم ابا المنذر
(مسلم و ابو داؤد)

حضرت ابی ابن کعب سے منقول
ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے ان سے دریافت
فرمایا کہ تم کو معلوم ہے کہ تمہارے
ساتھ قرآن مجید کی سب سے بڑی
آیت کونسی ہے حضرت ابی نے
کہا کہ اللہ لا الہ الا ھو الحی
القیوم۔ (یہ سنکر) حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
دست مبارک انکے سینہ پر مار کر
فرمایا کہ یہ علم تم کو مبارک ہو۔

(۳) عن ابی هریرة وابی
خلاد ان رسول اللہ قال
اذا رأیتم العبد یعطی زهدا
فی الدنیا وقلة منطق فاقتربوا منه
فانه یلقی الحکمة
(رواہ البیہقی)

جب دیکھو تم کسی شخص کو کہ اسمیں فضل
(بجانب اللہ) دنیا کی طرف سے
بے رغبتی پیدا کی جارہی ہو
اور اسکو کم سخنی دی جارہی ہو
تو اس سے کچھ حاصل کرو کیونکہ
وہ حکمت پا رہا ہے

(۴) انما العلماء ورثة الانبیاء
ان الانبیاء لم یورثوا دینارًا
ولا درهما انما ورثوا العلم
من اخذه اخذ بحظ وافر
(ابوداؤد و ترمذی)

علما ہی انبیا کے وارث ہیں
انبیا کی میراث درہم و دینار نہیں
بلکہ علم ہے جس نے علم حاصل
کیا اس نے پورا پورا حصہ پایا

(۵) قال رسول اللہ صلی اللہ
علیه وسلم کلمة من الحکمة
یتعلمها الرجل خیر له من
الدنیا وما فیها (بخاری و مسلم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد
ہے کہ اگر حکمت کا ایک کلمہ کوئی
سیکھ لے تو وہ اسکے حق میں دنیا
و ما فیہا سے بہتر ہے

علم باطن

فصل (۶) انما العلم بالتعلم — علم حاصل نہیں ہوتا مگر سیکھنے سے

(بخاری طبرانی)

(۷) قال علیہ السلام نحن معاشر الانبیاء امرنا ان ننزل الناس منازلھم و نکلمھم علی قدر عقولھم — فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہم گروہ انبیا کو حکم ہے کہ لوگوں کو انکے مرتبہ میں رکھیں اور ان سے ان کی عقلوں کے موافق کلام کریں

(ابوداؤد)

(۸) قال علیہ السلام انا دار العلم و علی بابھا — فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں علم کا گھر ہوں اور علی رض اسکے دروازہ ہیں

(ترمذی)

بخاری شریف میں حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ تعالی عنہ اور سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا مشہور واقعہ مندرج ہے کہ جب حضرت ابو جحیفہ رض نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے اسرار و معارف قرآنیہ کو سُنا تو متعجب ہو کر دریافت فرمایا کہ کیا آپ کے پاس کوئی اور کتاب ہے حضرت علی رض نے فرمایا کہ نہیں یہی کتاب اللہ ہے اور اس کا فہم

فصل ۲

(۹) من اخلص لله اربعین یوماً ظهرت ینابیع الحکمة من قلبه علی لسانه (ابو نعیم فی الحلیہ)

جو کوئی چالیس دن اللہ کے لئے اخلاص سے خالص ہو جائے تو حکمت کے چشمے اسکے قلب سے نکل کر زبان پر جاری ہو جاتے ہیں

(۱۰) کونوا ربانیین حکماء وعلماء وفقهاء (بخاری)

حکیم اور عالم اور فقیہہ ربانی ہو

(۱۱) عن علی رضی الله قال سالت رسول الله صلی الله علیه وسلم عن سنته فقال المعرفة راس مالی والفقر فخری (الشفاء)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہے کہ انہوں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپکی سنت دریافت کی حضرت صلعم نے فرمایا کہ میرا راس المال معرفت ہے اور فقر میرے لئے فخر ہے

رحمۃ للعالمین کا راس المال معرفت کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے

فصل ۳ اس معرفت کی انتہا کوئی کیا جانے۔ بس مولا اور اس کا عبد ہی اس راز سے واقف ہے۔ فاوحی الی عبدہ ما اوحی (۵/۲۷) گر شنیدہ کے بود مانند دیدہ۔ بینش سے دانش کی تکمیل ہوتی ہے اور سا تحقہ ہی صحت مشاہدہ کی تصدیق کیجاتی ہے۔ مازاغ البصر وما طغی۔ لقد رای من ایات ربہ الکبری۔ ۵/۲۷ (للمولف)

قولہ تعالی۔ اللہ غنی وانتم الفقراء (۵/۲۴) اسی فقر کا کما حقہ علم اور عمل جسکا ثمرہ عبدیت الہی ہے۔ سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا سرمایہ ناز و افتخار ہے اور کیوں نہو جبکہ اللہ جل شانہ ہر موقع پر عبداللہ عبدہ اور عبدنا کے خطابات سے یہ خصوصیت جتائے۔ لیکن عبدیت کی نزاکت اور عظمت کوئی کیا سمجھے کبھی خاتم النبیین سے کہلایا جاتا ہے۔ قل انما ادعو ربی ولا اشرک بہ احدا۔ قل انی لا املک لکم ضرا ولا رشدا۔ قل انی لن یجیرنی من اللہ احد ولن اجد من دونہ ملتحدا الا بلغا من اللہ و رسلتہ (۱۲/۲۹) اور کبھی خود ارشاد ہوتا ہے۔ وانک لعلی خلق عظیم۔ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین۔ ورفعنا لک

ذکرک - اِنّ اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما - نوبت یہاں تک پہنچتی ہے انّ الّذین یبایعونک انما یبایعون اللہ - ید اللہ فوق ایدیھم

عاقل را اشارہ کافی است - (للمولف)

اقوال صدیقین و اکابرین دین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

(۱) قال علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ واشار الی صدرہٖ اِنّ ھٰھنا لعلوما جمعۃً لو وجدت لھا حملۃ	حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے سینہ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ یہاں بہت سے علوم ہیں اگر پاتا میں ان کے متحمل
وقال قلوب الاخیار قبور الاسرار (ابونعیم عن ابن عباس)	اور فرمایا کہ اولیاء اللہ کے سینے اسرار الٰہی کی قبریں ہیں

مکتوب ۲۶۷ (جلد اوّل) از حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس اللہ

~~۹۱~~ ۹۲۰

فصل ۲ سرّہ دربیان آنکہ اسرار دقائق کہ حضرت ایشان بآن متمیز گشتہ شمہ ازان
بظہور نمی توان آورد بلکہ برمز و اشارات نیز ازان باب سخن نمی توان گفت
وآن اسرار مقتبس از مشکوٰۃ نبوت است و ملائکہ علیین نیز درین دولت
شریک اند می فرمایند - از انعامات حق جل سلطانہ چہ نویسد و چہ شکر
آن نماید علوم و معارفے کہ اضافہ می شود بہ توفیق خداوندی جل شانہ
اکثر آن در قید کتابت می آید و بسمع اہل و نا اہل می رسد اما اسرار
و دقایقے کہ بآن متمیز است شمہ ازان بظہور نمیتواند آورد بلکہ برمز
و اشارات نیز ازان مقولہ سخن نمی توان کرد فرزندی اعزی کہ مجموعہ
معارف فقیر است و نسخہ مقامات سلوک و جذبہ رمزے ازین اسرار
دقیقہ با او درمیان نمی آرد و بہ شیخ تمام در استتار آن میکوشد بانکہ
میداند کہ فرزندی از محرمان اسرار است و از خطا و غلط محفوظ اما چہ کند
کہ دقت معانی زبان را میگیرد و لطافت اسرار ابہار امی شود و تضیق
صدری و لا ینطلق لسانی نقد وقت است آن اسرار نہ ازان قبیل
اند کہ درمیان نیایند بلکہ درمیان نمی آرند شعر

فریاد حافظ این ہمہ آخر بہرزہ نیست ہم قصہ غریب و حدیث عجیب ہست

فصل ۲ این دولت کہ ما در استفسار آن میکوشیم مقتبس از مشکوٰۃ نبوت انبیاست علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات و ملائکہ ملاء اعلیٰ علیٰ نبینا و علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات شریک این دولت اند و از متابعان انبیا علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات ہر کرا باین دولت مشرف سازند۔ ابوہریرہ گوید رضی اللہ تعالیٰ عنہ من از رسول خدا صلعم دو نوع علم اخذ نمودم یکے ازان دو علم آن ست کہ درمیان شما منتشر ساختم و علم دیگر را اگر منتشر سازم حلقوم مرا ببرند و آن علم دیگر علم اسرار است کہ فہم ہر کس بآن نرسد ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشآء و اللہ ذوالفضل العظیم۔

(۲) قال علی رضی اللہ عنہ حدثوا الناس بما یعرفون اتحبون ان یکذب اللہ ورسولہ (بخاری)	حضرت علیؓ نے فرمایا کہ لوگوں سے وہ باتیں بیان کرو جنکو وہ جانتے ہیں کیا تم چاہتے ہو کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کو جھٹلائیں

(۳) قال ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قولہ عزوجل	حضرت ابن عباسؓ اس آیت کی تفسیر میں کہ اللہ الذی خلق

فص، اللہ الذی خلق سبع سموات — سبع سموات الخ فرماتے ہیں
ومن الارض مثلهن الخ ذکرت — کہ اگر میں اس آیت کی پوری تفسیر
تفسیره لرجمتمونی وفی لفظ — کروں تو تم لوگ مجھکو سنگسار
آخر فقال هو انه کافر — کروگے یا بالفاظ دیگر کافر
بناؤ گے

(۵) ارشاد حضرت سید زین العابدین رضی اللہ عنہ

انی لاکتم من علمی جواهره — میں جواہر علمیہ کو اسلئے چھپاتا ہوں
کیلا یری ذاك ذو جهل — کہ کوئی جاہل مطلع ہوکر مجھے فتنہ
فیفتتننا وقد تقدم فی — میں نہ ڈالے اسکو اولاً حضرت
هذا ابو حسن الی الحسین — علیؓ نے سیکھا۔ پھر حسنؓ کو تعلیم
ووصی قبله الحسن یا رب — دی بعد ازاں حسین علیہ السلام
جوهر علم لو ابوح به لقیل لی — کو۔ اگر جوہر علم کو ظاہر کروں
انت ممن یعبد الوثنا ولا — تو لوگ مجھے بت پرست کہینگے
ستحل رجال مسلمون دمی — اور میرا قتل جائز سمجھیں گے اور
یرون اقبح ما یاتونه حسنا — اسکو اچھا جانیں گے حالانکہ

(احیاء العلوم فصوص الحکم ہدیہ مجددیہ) یہ فعل (قتل) فی نفسہ بد ہے۔ فصل ۲

(۵) ارشاد حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

فی باطنی من نورکم ما لوبدا — میرے باطن میں نور ہے اگر ظاہر

افتی بسفك دمی الذی — ہو تو نادان میرے قتل کا فتو

لا یعلم لو اننی ابدی — دینگے اگر میں اسرار ظاہر کروں

سرائرو دکم قالوا العواذل — تو ملامت گر کہیں گے کہ یہ

لیس هذا مسلم (ہدیہ مجددیہ) — مسلمان نہیں ہوں۔

(۶) کان جنید رحمۃ اللہ — جنید رحمۃ اللہ تعالیٰ شبلی رح

تعالیٰ یقول کثیراً للشبلی — سے اکثر کہا کرتے تھے کہ اللہ

رحمۃ اللہ تعالیٰ لا تفش — تعالیٰ کا راز محجوبوں کے

سر اللہ تعالیٰ بین المحجوبین — درمیان افشانہ کرنا۔

وکان رضی اللہ عنہ یقول — اور یہ بھی کہتے تھے کہ فقیر کو نہ

لا ینبغی للفقیر قراءۃ کتب — چاہیئے کہ توحید خاص کی

التوحید الخاص الا بین — کتابیں پڑھے مگر مصدقین

المصدقین لاهل الطریق — اہل طریقت کے سامنے یا

فصل ۲

او المسلمین لهم والّا	انکے ماننے والوں کے سامنے
یخاف حصول المقت لمن	ورنہ جھٹلانے والوں کیلئے
کذبهم	وبال کا اندیشہ ہے
من هنا اخفی الکاملون	یہیں سے اس کی وجہ بھی سمجھ
من اهل الطریق الکلام	میں آتی ہے کہ کیوں کاملین
فی مقامات التوحید	اہل طریقت مقامات توحید
الخاص شفقة علی عامة	خاص کے کلام کو مخفی رکھتے
المسلمین ورفقاً	ہیں اسکی وجہ عامۃ المسلمین
بالمجادل من المحجوبین	پر شفقت اور جھگڑالو محجوبین
وادباً مع اصحاب ذالک	کیساتھ نرمی اور ایسے کلام
الکلام من اکابر العارفین	کرنے والے بڑے بڑے
وکان جنید الا یتکلم قط	عارفین کے ساتھ پاس ادب
فی علم التوحید الا فی	ہے۔ اور جنیدؒ توحید میں کبھی
قعر بیته بعد ان یغلق	تقریر نہیں کرتے تھے مگر اپنے
ابواب داره ویاخذ مفاتیحه	گھر کے اندر اور وہ بھی اس کے

درووازوں پر قفل ڈلوا دیے اور فصل ۲

بحمت و برکہ و بقول المجنون ان یکذب الناس اولیاء اللہ تعالیٰ و خاصۃ و یرموھم بالزندقہ والکفر۔

ان کی کنجیاں اپنے زانو کے نیچے دبا لینے کے بعد اور کہتے تھے کہ کیا تمکو یہ پسند آتا ہے کہ لوگ اللہ تعالیٰ کے دوستوں اور خاص لوگوں کو جھٹلائیں اور انپر کافر و زندیق ہونے کی تہمتیں لگائیں۔

مکتوب (۱۲۱) جلد ثالث از حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ درجواب اعتراضات کہ بر مکتوب ہشتاد و ہفتم (۸۷) جلد ثالث کہ در اسرار مرادی و مریدی تحریر یافتہ شد عائد کردند میفرمایند۔ مخدوماں این قسم سخناں مبنی از افشاء راز باشد و از ظاہر مصروف بود در ہر وقتے از مشایخ طریقت قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم بظہور آمدہ است و عادت مستمرہ ایں بزرگواراں گشتہ۔ امرے نیست کہ ایں فقیر آنرا ابتدا کردہ باشد و اختراع نمودہ لیس ھذا اول قارورۃ کسرت فی الاسلام پس ایں ہمہ شور و غوغا

فصل ۲ چیست اگر لفظی صادر شده است که ظاهرش مطابقت بعلوم شرعیه ندارد
آنرا باندک توجه از ظاہر صرف نموده مطابق باید ساخت و مسلمانے را متہم نباید
کرد اشاعت فاحشه و تفضیح فاسق هرگاه در شریعت حرام و منکر باشد
تفضیح مسلمانے بمجرد اشتباه چه مناسب بود و شهره شهر آں منادی کردن
کدام تدین باشد - طریق مسلمانی و مهربانی آنست که کلمه که ظاهرش
مخالف علوم شرعیه است اگر از شخصے صادر شود باید دید که قائل آن کیست
اگر ملحد و زندیق بود رد آں باید کرد و در اصلاح آن نباید کوشید و اگر
قایل آن کلمه از مسلمانان بود و ایمان بخدا و رسول داشته باشد
در اصلاح سخن او باید کوشید و محمل صحیح از برائے آن باید پیدا نمود
یا از آں قائل حل آں باید طلبید و اگر در حل آن عاجز آید نصیحتش باید
کرد و امر معروف و نهی منکر برفق اولی است که باجابت نزدیک
است و اگر مقصود اجابت نباشد و تفضیح مطلوب بود امر دیگر است الله
تعالی توفیق دهاد -

مکتوب صد و سیزدهم (۱۱۸) جلد اول از حضرت امام ربانی مجدد
الف ثانی قدس الله سره در بیان بشارت جماعت که بر اہل الله اعتراض

کنند می فرمایند - قال اللہ تعالیٰ من عمل صالحا فلنفسہ ومن اسأ فعلیہا - خواجہ عبداللہ انصاری میفرمایند الٰہی ہر کرا خواہی بر اندازی باما در اندازی - شعر

ترسم آن قوم کہ بر دردکشاں می خندند — در سر کار خرابات کنند ایماں را

حق سبحانہ تعالیٰ کافۂ اہل اسلام را از انکار فقرا و طعن درویشاں نگہدارد بحرمت سید البشر علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات والسلام

(۹) ارشاد حضرت ابویزید بسطامی رح

اخذ تم علمکم من علماء الرسوم میتا عن میتۃ و اخذنا علماً عن حی الذی لایموت۔

تم نے علماء ظاہر سے علم حاصل کیا جو بمنزلہ میت کے ہیں اور مردوں کا علم بھی مردہ ہے اور سیکھا ہیں نے علم حی لایموت سے

(طبقات الکبریٰ)

(۱۰) ارشاد حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر غوث الاعظم رضی اللہ عنہ

یاغلام خذا لعلم من افواہ رجال اللہ ولامن صحائف

اے لڑکے اہل اللہ کی زبان سے علم حاصل کر صحیفہ اور دفتر

فصل ۲ والا فاتر (اربعین) سے نہ لے

(۱۱) ارشاد حضرت شیخ محی الدین ابن عربی قدس اللہ سرہ

علم الحق علم الاذواق لا عن الاوراق وھو العلم الصحیح وما عداہ محدث وتخمین لیس العلم اصلاً۔

علم حق علم ذوقی ہے کتابی نہیں ہے اور وہی علم صحیح ہے اور اسکے سوا جو کچھ ہے وہ محدث وتخمینی ہے جو اصلی علم نہیں ہے

(فتوحات مکیہ)

(۱۲) وحکی الشیخ قطب الدین بن ایمن رضی اللہ عنہ ان الامام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کان یحث ولدہ علی الاجتماع الصوفیۃ زمانہ ویقول انھم بلغوا فی الاخلاص مقاماً مالم تبلغہ۔ (طبقات الکبریٰ)

حضرت شیخ قطب الدین بن ایمن فرماتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ اپنے لڑکے کو ترغیب دیتے تھے کہ صوفیاء عصر کی خدمت میں حاضر رہے اور فرماتے تھے کہ حضرات صوفیہ اخلاص میں ایک ایسے مقام پر پہنچے ہیں کہ جس پر تم نہیں پہنچ سکتے ہو

(۱۴۳) امام قشیری رح کا قول ہے کہ تمام آدمی دو قسم کے ہیں یا صرف نقل و روایت کے ماننے والے ہیں اور یا عقل و فکر سے بھی کام لینے والے ہیں مگر گروہ صوفیہ کے بزرگ ان دونوں قسم کے آدمیوں سے بالاتر ہیں۔ کیونکہ جو امر دوسروں کے لئے پوشیدہ ہے وہ ان کے نزدیک ظاہر و اظہر ہے یہ خدا رسیدہ ہیں اور دوسرے آدمی دلیلوں کے دلدادہ اور اُن ہی کے جال میں گرفتار رہکر مقصد اصلی سے محروم رہتے ہیں۔ فصل ۲

دورِ اسلام میں کوئی زمانہ ایسا نہیں گزرا کہ اس میں اس فرقہ کا شیخ موجود ہو اور اس زمانہ کے علماء نے اس شیخ کے آگے گردن نہ جھکائی ہو اور اس کی تواضع نہ کی ہو اور اُس سے برکت حاصل نہ کی ہو۔

(مختارات الصوفیہ)

(۱۴۴) امام شافعی با وصف جلالت و مرتبت با شعبان راعی رح می نشست وازو مسائل می پرسید از امام شافعی پرسیدند کہ مثل شما ازین بدوی سوال کند امام فرمود ہٰذا وافق بما علمناہ " این موافق آنست کہ انرا می دانم" شعبان رضی اللہ عنہ امی بود۔ چون از امی مثل شافعی امام الائمہ سوال کند پس عظمت وشان ائمہ اہل تصوف نگریستنی است۔ (ہدیہ مجددیہ)

(۱۵) ارشاد از حضرت شیخ محی الدین ابی عربی قدس اللہ اسرارہم۔

ان طریق الوصول الی علم القوم الایمان والتقوی قال اللہ تعالی ولو ان اھل القری اٰمنوا واتقوا لفتحنا علیھم برکات من السماء والارض - ای اطلعناھم علی العلوم المتعلقۃ بالعلویات والسفلیات واسرار الجبروت وانوار الملک والملکوت وقال اللہ تعالی ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لایحتسب والرزق نوعان - روحانی وجسمانی -

اکابرین کے علم تک پہنچنے کا طریق ایمان وتقویٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے اور اگر ان بستیوں کے رہنے والے ایمان لاتے اور پرہیزگاری کرتے تو ہم آسمان وزمین کی برکتوں کو اُن پر کھول دیتے یعنی ہم اُن کو اُن علوم پر مطلع کر دیتے جو علویات وسفلیات اور جبروت کے اسرار اور ملک اور ملکوت کے انوار سے علاقہ رکھتے ہیں۔ اور اللہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص خدا سے ڈرتا رہے گا خدا اسکے لئے نجات کی شکل

نکال دیگا اور اُسکو وہاں سے رزق پہونچائیگا جدھر سے اسکو گمان نہیں تھا اور رزق کی دو قسمیں ہیں روحانی اور جسمانی

فصل ۲

وقال الله تعالی واتقوا الله ويعلمكم الله لأنه يعلمكم ما لم تكونوا تعلمونه بالوسائط من العلوم الالهية ولذلك اضاف التعليم الى اسم الله الذى هو دليل على الذات وجامع للاسماء والافعال والصفات

اور اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے اور اللہ سے ڈرو اللہ تم کو سکھاتا ہے یعنی تمکو وہ باتیں بتلائیگا جن کو تم وسائط کے ذریعہ سے نہیں جانتے اور وہ علوم الٰہیہ ہیں اور اسی لئے تعلیم کی نسبت اسم اللہ کیطرف ہے جو ذات پر دلالت کرتا اور اسما و افعال و صفات کا جامع ہے

یا اخی بالتصدیق والتسلیم لعقدة الطائفة ولا تتوهم

اے بھائی اسلئے تم پر لازم ہے کہ اس گروہ کی تصدیق اور

دفعہ ۲

انکے آگے سر تسلیم خم کرو وہم کی راہ سے انکار نہ کرو

(۱۹) مکتوب حضرت محی الدین ابن العربی رضی اللہ عنہ بنام امام فخر الدین رازیؒ۔

منقول از حضرت امام قطب ربانی عبدالوہاب عارف شعرانی رحمۃ اللہ علیہ

اعلم یا اخی وفقنا اللہ وایاک	میرے بھائی خدا تعالیٰ ہمکو اور
ان الرجل لا یکمل عندنا فی	تمکو توفیق عطا فرمائے سنو
مقام العلم حتی یکون علمہ	کوئی شخص ہمارے نزدیک علم
عن اللہ عزوجل بلا واسطۃ	کے مقام میں کامل نہیں ہوتا
من نقل او شیخ فان من	جب تک اس کا علم بلا واسطہ
کان علمہ مستفادا من	نقل یا اسناد کے خدائے
نقل او شیخ فما برح عن	عزوجل کی طرف سے نہو کیونکہ
الاخذ عن المحدثات و	جسکا علم نقل یا اُستاد سے حاصل
ذالک معلول عند اھل	ہوتا ہے وہ برابر حادث چیزوں
اللہ عزوجل ومن قطع عمرہ	سے آتا ہے اور اللہ والے اسکو

فی معرفة المحدثات و	خالی از علت نہیں سمجھتے اور جس نے فصل
تفاصیلها فاته حظه من یه	حادث چیزوں اور انکی شناخت میں
عزوجل لان العلوم	عمر گنوائی اُس نے اپنا حصہ
المتعلقة بالمحدثات یفنی الرجل	خدائے تعالی کے پاس کا کھو دیا
عمره فیها ولا یبلغ الی حقیقتها	اسلئے کہ آدمی ان علوم میں جو حادث چیزوں سے
	علاقہ رکھتے ہیں اپنی عمر کو برباد کرتا ہے
	اور پھر بھی ان کی حقیقت کو نہیں پہنچتا
ولوانك یا اخی سلکت علی یدی شیخ	بھائی جان اگر تم اہل اللہ
من اهل الله عزوجل لاوصلك	میں سے کسی شیخ کے
الی حضرته شهود الحق تعالی	ہاتھ پر بیعت کرکے
فتاخذ عنه العلم بالامور	سلوک اختیار
من طریق الالهام الصحیح	کر لیتے تو وہ تمکو حق
من غیر تعب ولا نصب	تعالی کی درگاہ شہود تک
ولا سهر کما اخذ الخضر	پہنچا دیتا اور وہاں سے تم اشیاء
علیه السلام علم الکائنات	کا صحیح علم الہام کے طریقے سے

فصل ۲

عن کشف وشھود لا عن	حاصل کرتے جس میں نہ مشقت
نظر وفکر وظن وتخمین	ہے نہ ماندگی نہ بیچوائی جسطرح
	کہ خضر علیہ السلام نے حاصل
	کیا اور علم ہے تو وہی ہے جو
	کشف وشہود سے حاصل ہو
	نہ کہ جو نظر وفکر گمان وقیاس سے
یا اخی ان لا تطلب من العلوم	اے بھائی صرف وہ علم حاصل
الا ما یکمل بہ ذاتک وینتقل	کر جس سے تیری ذات کی تکمیل
معک حیث انتقلت ولیس	ہو اور جو تیرے ساتھ دوسرے
ذالک الا العلم باللہ	عالم میں رہے جہاں تجھے جانا
تعالیٰ من حیث الوھب	ہے۔ اب یہ علم صرف وہی ہے
والمشاھدۃ فان علمک	جو اللہ تعالیٰ سے علاقہ رکھتا
بالطب مثلا انما یحتاج	ہے اور وہب ومشاہدہ کے
الیہ فی عالم الاسقام و	ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے کیونکہ
الامراض فاذا انتقلت	مثلاً علم طب ہے کہ اسکی ضرورت

الی عالم ما فیه سقم ولا مرض	اسی عالم میں ہے جہاں مرض اور دکھ ہے اور جبکہ تم اس عالم میں پہنچو گے جہاں دکھ درد ہی نہیں ہے تو وہاں اس علم کے ذریعے کس کا علاج کرو گے
بمن تداوی بذلک العلم	
فقد علمت یا اخی انه لا	اے بھائی اس سے تمکو معلوم ہو گیا
ینبغی للعاقل ان یاخذ من	عقل والے کو صرف وہی علم
العلوم الا ما ینتقل معه	حاصل کرنا چاہیئے جو اس کے
الی البرزخ دون ما یفارقه	ساتھ عالم برزخ تک جائے
عند انتقاله الی عالم الآخرة	نہ وہ جو عالم آخرت میں بلکہ
ولیس المنتقل معه الا علمان	آخرت کے سفر کے وقت ساتھ
فقط العلم باللہ عزوجل	چھوڑ دے اور آدمی کے ساتھ
والعلم بمواطن الآخرة حتی	جانے والے صرف دو ہی علم
لا ینکر التجلیات الواقعة	ہیں ایک تو خدا تعالی کا علم
فیها ولا یقول للحق اذا تجلی	اور دوسرا معاملات آخرت کا

فصل ۲

فصل لہ نعوذ باللہ منک کما ورد فینبغی لک

علم تاکہ اس عالم میں جو تجلیات واقع ہوں انکا انکار نہ کر بیٹھے اور جب حق کی تجلی اسپر ہو نعوذ باللہ منک نہ کہہ بیٹھے جیسا کہ وارد ہوا ہے

یا اخی الکشف عن ہذین العلمین فی ہذہ الدار لتجنی ثمرۃ ذالک فی تلک الدار ولا تحصل من علوم ہذہ الدار الا ما تمس الحاجۃ الیہ فی طریق سیرک الی اللہ عز وجل۔

اسلئے اے بھائی یہ ضرور ہے کہ اسی عالم میں یہ دونوں علم تم پہ کھل جائیں تاکہ ان کا پھل تمکو اس عالم میں ملے۔ اور اس عالم میں اُن ہی علوم کو جن کی ضرورت اہل اللہ کی اصطلاح کے مطابق خدا کی طرف جانے کے راستہ میں پیش آئے۔

(طبقات الکبریٰ)

(۱۷) ارشاد حضرت امام غزالی حجۃ الاسلام رحٗ درباب علم

فاعلم انہ قسمان علم مکاشفۃ وعلم معاملۃ فالقسم الاول۔

جان کہ علم کی دو قسمیں ہیں ایک علم مکاشفہ (علم باطن) دوسرا علم

فصل ٢

معاملہ (علم ظاہر)

علم المكاشفة وهو علم الباطن وذالك غاية العلوم فقد قال بعض العارفين من لم يكن له نصيب من هذا العلم اخاف عليه سوء الخاتمة و ادنى نصيب منه التصديق به وتسليمه لاهله واقل عقوبة من ينكره انه لا يذوق منه شيئا وهو علم الصديقين والمقربين

اب اولی قسم کو لیجیے یعنی علم مکاشفہ جو علم باطن ہے اور جو کہ تمام علوم کی انتہا ہے چنانچہ بعض عارفین کا قول ہے کہ جو اس علم سے بے بہرہ ہو اسکے خاتمہ کی خرابی کا خوف ہے ادنی بہرہ اس علم کا یہ ہے کہ اسکی تصدیق کرے اور اس علم والوں کو مانے۔ اور ادنی عذاب اس علم کے منکر کا یہ ہے کہ اس علم سے اسکو کچھ نہیں ملتا حالانکہ یہ علم صدیقوں اور مقربان الہی جل جلالہ کا ہے

واما القسم المحمود الى اقصى غايات الاستقصاء فهو

جو علم سرتاپا اچھا ہی اچھا ہی وہ ہے علم خدا تعالی کا اور اسکے صفات

فصل۲ العلم باللّٰہ تعالیٰ وبصفاتہ	کا افعال کا اس کی عادت کا
وافعالہ وسنتہ فی خلقہ	جو خلق میں جاری ہے اور اس
وحکمۃ فی ترتیب الآخرۃ	حکمت کا جو دنیا پر آخرت کو
علی الدنیا فان ہذا العلم	ترجیح دینے میں مضمر ہے پس
مطلوب لذاتہ والتوصل	یہی وہ علم ہے جو مقصود
بہ الی السعادۃ الآخرۃ	بالذات ہے اور جو سعادت
(احیاء العلوم)	آخرت کے حصول کا ذریعہ ہے

(۱۸) از حضرت مولانا قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ

علم دو قسم است علم حضوری و علم حصولی۔ علم حصولی عبارت است
از حصول صورت الشی فی العقل یا صورت حاصلہ دنہا و ایں علم موقوف
آن بر مشاعر و حواس است۔ نفس ناطقہ محسوسات را بتوسط حواس
ادراک می کند و از جزئیات کلیات را انتزاع می نماید قضایا بہم رسانیدہ
از صغری و کبری نتائج بر می آرد۔ وآنچہ علم بمغیبات بتوسط سمع حاصل
می شود بیشتر از آں مبنی بر قیاس شاہد بر غایب است مثلاً عبارات
واشخاص را بعد از استماع اوضاع وکیفیات آں بشاہد اوضاع وکیفیات

که مشاہده کرده است دانسته درمییابد و حکم حسن و قبح آن می کند۔ حاصل کلام

آنکه علم حصولی منحصر است برآنچه محسوس باشد۔ یا محسوس مثل باشد منتزع

و مستفاد از محسوس باشد۔ لہذا روح را بعلم حصولی نتواں دریافت چوں علم

حصولی روح را بالکنه درنمی یابد ذات و صفات باری تعالیٰ چگونه دریابد

و بداتید که علم ظاہر عبارت است از علم حصوری که مستفاد از قرآن و

حدیث است علم حضوری بروح متعلق می شود ۔ معرفت حق سبحانه

تعالیٰ بعلم حضوری یا علمے دیگر که فوق علم حضوری باشد جائز بلکه واقع

است ۔ وولایت که عبارت از اقربیت بے کیف است مستلزم

علم حضوری است که بذات و صفات الٰہی متعلق باشد۔ و آنرا علم

باطن علم لدنی و عرفان گفته می شود۔ زنگ شرک و معاصی مانع علم

حضوری است که او باوجود اقربیت حق در حجاب غفلات از حق

بعید است حق تعالیٰ می فرماید فبعدا للقوم الظالمین ۔

مولوی روم میفرماید ؎

اولاً زنگ از رخِ خود پاک کن   بعدازاں آں نور را ادراک کن

ذریعه حصول ایں علم وولایت که عبارت از قرب و معیت است

فصل ۳ ثمرہ محبت است۔ ومحبت از دو چیز بدست می آید یکے اجتبا کہ آنرا در اصطلاح صوفیہ جذب گویند یعنی محبت وکشش از جانب حق بلا واسطہ یا بواسطہ تاثیر نفس شیخ کامل مکمل۔ دوم انابت کہ آنرا سلوک گویند قولہ تعالیٰ اللہ یجتبی الیہ من یشاء ویھدی الیہ من ینیب دلیل است برہر دو طریق جذب وسلوک صحبت شیخ کامل مکمل قوی طریق وصول است نتیجہ وفائدہ ایں علم قرب الٰہی ست

مکتوب چہارم مندرجہ کلمات طیّبات

(۱۹) از حضرت ابو طالب مکی رضی اللہ عنہ

علماء ظاہر زینت ملک وارض ہستند وعلماء باطن زینت آسمان وملکوت وعلما ظاہر اہل خرد ولسان ہستند وعلماء باطن ارباب قلوب واعیان بعضے عارفین گویند علم ظاہر محکوم است وعلم باطن حاکم ومحکوم موقوف است تا آنکہ حاکم در آنجا آید۔ بعضے عارفین گویند کہ چوں بر علما ظاہر بسبب اختلاف ادلہ مسئلہ مشکل افتد ایشاں از اہل علم باطن سوال کنند زیراکہ ایشاں قریب تر اند بسوی توفیق وبعید تر انداز

ہوا امام احمد بن حنبل و یحییٰ بن معین بیشتر بخدمت حضرت معروف کرخی حاضر می شدند با آنکہ علم ظاہر ایشان بہ نسبت کرخی ہزاران درجہ زاید بود۔ از پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از بر و اثم سوال کردند فرمود استفت قلبك وان افتاك المفتون مفتئین بر تاویل و ترخیص اعتماد کنند و قلبیکہ از ایمان منور اند از اللہ تعالیٰ فتویٰ حاصل کنند۔

پس اگر علم قلب اصل حقیقت فقہ نمی بود سرور عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سائل را از فتاویٰ اہل ظاہر سوئے قلب رجوع نمی فرمود و آنرا قاضی نمی قرار داد۔ پس علم باطن اصل علم و علم العلم باشد و عالم باطن عالم اصل عالم العلما باشد (قوت القلوب)

(۳۰) از مولانا وکیل احمد نقشبندی مجددی علیہ الرحمۃ

علم حقیقت علمیست کزاں با سرار علوم شرعیہ پئے می برند چہ ایں علم باطن است مر علوم ظاہریہ را۔ در حدیث وارد است العلماء ورثۃ الانبیاء معانیش ایں ست کہ علماء ظاہر و باطن (معارف) وارث انبیا بودہ اند زیراکہ وراثت نبوت ہر دو قسم است۔ اول وراثت ظاہری۔ دوم وراثت باطنی پس اہل شریعت صاحب علوم کسبیہ

فضل ظاہریہ اند۔ واہل حقیقت وارث علوم وہبیہ باطنیہ شریعت منبع عبارات ظاہرہ است وحقیقت منبع اشارات باطنہ زیر ہر عبارت شرعیہ من حیث الاشارات احکام ومعارف وحقایق بودہ اند کہ حق تعالیٰ جل شانہٗ اصفیا وصدیقین را براں اطلاع دادہ۔ پس از باطن عبارت اشارت لائح شود نہ از ظاہر عبارت۔ در حدیث وارد است کہ فضل العالم علی العابد کفضلی علیٰ امتی۔ دریں حدیث مراد از علم بیع وشرا و طلاق وعتاق وغیرہ نیست بلکہ علم باللہ تعالیٰ وقوت یقین است امام شافعی با وصف جلالت وقربت با شیباں راعی می نشست و از و مسائل می پرسید از امام شافعی پرسیدند کہ مثل شما ازیں بدوی سوال کند امام فرمود ہذا او فق لما علمناہ شیبان بدوی رضی اللہ عنہ امی بود چوں از امی مثل شافعی امام الائمہ سوال کند پس عظمت وشان ائمہ اہل تصوف نگریستنی است (ہدیہ مجددیہ)

(۲۱) مکتوب ۱۸ ـ (جلد ثانی) از حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہٗ ـ دربیان علماء راسخین وظاہر وباطن شریعت میفرمایند

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ ـ العلماء ورثۃ

الانبیا در مدامی علماء عظام کافی ست علم وراثت علم شریعت فصل۲
است کہ از انبیا باقی ماندہ علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات۔ وعلم شریعت
را صورتے است وحقیقتے صورتش آنکہ نصیب علماء ظواہر است
شکر اللہ تعالیٰ سعیہم کہ تعلق بمحکمات کتاب وسنت دارد وحقیقتش
آنکہ نصیب علماء راسخین است۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کہ متعلق
بمتشابہات کتاب وسنت است۔ ومحکمات ہرچند امہات کتاب
اند اما نتائج وثمرات آں متشابہات اند کہ از مقاصد کتاب اند۔ امہات
وسائل بیش نیستند از برائے حصول نتائج۔ پس لب کتاب متشابہات
اند ومحکمات کتاب قشر آں لب متشابہات اند کہ برمز واشارات
بیان اصل مینمایند واز حقیقت آں معاملہ نشان میدہند۔ علماء
راسخین قشر را بلب جمع ساختہ اند ومجموع صورت وحقیقت شریعت
را دریافتہ۔ وایں بزرگواراں شریعت را دررنگ شخصے تصور نمودہ
اند کہ قشر ولب آں از صورت وحقیقت باشد۔ علم شرائع احکام را
صورت شریعت دانستہ اند۔ وعلم حقائق واسرار حقیقت شریعت دریافتہ جمعیے وبصورت شریعت
گرفتار گشتہ از حقیقت آں انکار نمودند۔ وپیرو مقتدائے خود را غیر از ہدایہ وبزدوی

ندانستند۔ وجمعے دیگر ہر چند گرفتار حقیقت آں گشتند اما چوں آں حقیقت را حقیقت شریعت نہ دانستند۔ بلکہ شریعت را مقصور بہ صورت داشتند۔ وقشر انگاشتند ولب را ورائے آں تصور نمودند لاجرم از حقیقت آں حقیقت آگاہی نیافتند واز متشابہات نصیبے فرا نہ گرفتند والعلماء الراسخون ہم الوارثون فی الحقیقۃ۔

(۲۳) از مولانا رومؒ

ما مریدانیم شاگردان حق — علم ما از علم حق گیرد سبق
ایں ہمہ علمے ز تعلیم حق است — نے ز جہد و جہد رے از نقل است
جان جملہ علمہا این است ایں — کہ بدانی اصل خود اے مرد دیں
فلسفی گشتی و آگاہ نیستی — از کجا و خود کجا و کیستی
تو ہمی دانی یجوز و لا یجوز — خود ندانی تو یجوزی یا عجوز
ایں روا و ناروا دانی ولیک — خود روا یا ناروائی داں تو نیک
از خود آگہ چوں نئی اے بے شعور — پس نباید ہیچنیں علمت غرور
نیست کس را از حقیقت آگہی — جملہ می میرند با دست تہی

صد کتاب و صد ورق در نار کن — جان و دل را جانب دلدار کن

بینی اندر دل علوم انبیا — بے کتاب و بے معید و اوستا

دل منور کن با نوار جلی — چند باشی کاسہ لیس بو علی

علم حق در علم صوفی گم شود — این سخن کے باور مردم شود

علم حق در بحر علم صوفیاں — گم شود نے نام ماند نے نشاں

(۲۳) حضرت عطار رحمۃ اللہ علیہ

معرفت حاصل کن اے جان پدر — تا بیابی از خدائے خود خبر

ہر کہ عارف شد خدا و خویش را — در فنا بیند بقا و خویش را

عارف از دنیا و عقبی فارغ است — زانچہ باشد غیر مولی فارغ است

ہمت عارف لقاء حق بود — زانکہ در حق فانی مطلق بود

چوں بدانی تو کماہی خویش را — علم عالم حاصل آید مر ترا

گر ہمیں خواہی کہ یابی زیں نشاں — سر بنہ بر خاکپاء کاملاں

(۲۴) حضرت بہاء الدین آملی علیہ الرحمۃ

ایہا القیوم الذی فی المدرسہ — کلہا حصلتموا ہا وسوسہ

فصل ۲ فذکرکم ان کان من غیر الحبیب
مالکم من نشاۃ الاخریٰ نصیب

چند چند از حکمت یونانیاں
حکمت ایمانیاں راہم بخواں

چند زیں فقہ کلام بے اصول
مغز را خالی کنی اے بوالفضول

فلسفہ یا نحو یا طب یا نجوم
ہندسہ یا رمل یا اعداد شوم

حرف شد عمرت بہ بحث نحو و صرف
از اصول عشق ہم خواں یکدو حرف

علم نہ بود غیر علم عاشقی
مابقی تلبیس ابلیس شقی

سینہ را از علم حق آباد کن
او حدیث تو علمتم یاد کن

خشیۃ اللہ را نشان علم داں
انما یخشیٰ تو در قرآں بخواں

علم رسمی سر بسر قیل است و قال
نے ازو کیفیتے حاصل نہ حال

(۲۵) مثنوی شریف

علمہائے اہل تن احمال شاں
علم ہائے اہل دل حمال شاں

علم چوں بر دل زند یارے شود
علم چوں بر تن زند مارے بود

گفت ایزد یحمل اسفارہ
بار باشد علم کاں نبود زھو

علم کاں نبود زھو بے واسطہ
آں نپاید ہم چو رنگ ماشطہ

لیک چوں ایں بار را نیکو کشی
بار برگیرند و بخشندت خوشی

فصل ٢

پس بکش بهر خدا این بار علم — تا به بینی در درون انبار علم
تا که بر رهوار علم آیی سوار — آنگهان افتد ترا از دوش بار
اندر آ در سایهٔ آن عاقلی — کش نیارد برد از ره ناقلی
پس تقرب جو بدو سوی اله — سر مپیچ از طاعت او هیچگاه
زانکه او هر خار را روشن کند — دیدهٔ هر کور را روشن کند
دستگیر و بندهٔ خاص اله — طالبان را میبرد تا پیشگاه
گر بگویم تا قیامت نعت او — هیچ آن را غایت و مقطع مجو
در بشر روپوش آمد آفتاب — فهم کن والله اعلم بالصواب
تو برو در سایهٔ عاقل گریز — تا رهی زان دشمن پنهان ستیز
از همه طاعات اینت لایق است — سبق یابی بر هر آن کو سابق است
چون گرفتی پیر هین تسلیم شو — همچو موسی زیر حکم خضر رو
صبر کن بر کار او بی نفاق — تا نگوید خضر رو هذا فراق
گرچه کشتی بشکند تو دم مزن — گرچه طفلی را کشد تو مو مکن
دست او را حق چو دست خویش خواند — تا ید الله فوق ایدیهم براند
دست حق میراندش زنده اش کند — زنده چه کند جان پاینده اش کند

فصل ۲

چون گزیدی پیر نازک دل مباش — سست و ریزیده چو آب و گل مباش

یک زمانہ صحبت با اولیا — بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

گر تو سنگ خارہ و مرمر بوی — چون بصاحبدل رسی گوہر شوی

مہر پاکان درمیان دل نشان — دل مدہ الا بمہر دلخوشان

دست زن در ذیل صاحب دولتے — تا ز افضالش بیابی رفعتے

صحبت صالح ترا صالح کند — صحبت طالح ترا طالح کند

سایۂ یزدان چو باشد دایہ اش — وارہاند از خیال سایہ اش

سایہ یزدان بود بندہ خدا — مردۂ این عالم و زندہ خدا

دامن او گیر زوتر بیگمان — تا رہی از آفت آخر زمان

پیر را بگزین کہ بے پیر این سفر — ہست بس پر آفت و خوف و خطر

پس رہے را کہ ندیدستی تو ہیچ — تو مرو تنہا ز رہبر سر مپیچ

ہر کہ او بے مرشدی در راہ شد — او ز غولان گمرہ و در چاہ شد

شیخ نورانی ترا آگہ کند — با سخن ہم نور را ہمرہ کند

تا توانی ز اولیا رو بر متاب — جہد کن واللہ اعلم بالصواب

چون شدی دور از حضور اولیا — در حقیقت گشتۂ دور از خدا

فصل چونکہ ذات پیر را کردی قبول　　ہم خدا در ذاتش آمد ہم رسول

دو مداں و دو مبین و دو مخواں　　خواجہ را در خواجۂ خود محو داں

گر جدا بینی ز حق ایں خواجہ را　　گم کنی ہم متن و ہم دیباچہ را

پیر را از حق جدا ہر کہ دید　　او مرید است در حقیقت نے مرید

دست پیر از غائباں کوتاہ نیست　　دست او جز قبضۂ اللہ نیست

حضرت حافظ شیرازی علیہ الرحمۃ

یارب کجاست محرم رازی کہ یک زماں　　دل شرح آں دہد کہ چہ دید و چہا شنید

رازیکہ بر خلق نہفتیم و نہ گفتیم　　با دوست بگوئیم کہ او محرم راز ست

چو بشنوی سخن اہل دل مگو کہ خطاست　　سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجاست

تو کز سرائے طبیعت نمی روی بیروں　　کجا بکوئے حقیقت گزر توانی کرد

جمال یار ندارد نقاب پردہ ولے　　غبار رہ بنشاں تا نظر توانی کرد

اے بیخبر بکوش کہ صاحب خبر شوی　　تا راہ بیں نباشی کے راہبر شوی

در مکتب حقایق پیش ادیب عشق　　ہاں اے پسر بکوش کہ روزی پدر شوی

دست از مس وجود چو مردان رہ بشوے　　تا کیمیائے عشق بیابی و زر شوی

گر نور عشق حق بدل و جانت اوفتد　　باللہ کز آفتاب فلک خوبتر شوی

فصل۲ از پائے تا سرت ہمہ نور خدا شود — در راہ ذو الجلال چو بے پا و سر شوی

گر در سرت ہوائے وصال است حافظا

باید کہ خاک درگہ اہل بصر شوی

کلید گنج سعادت قبول اہل دل است — مباد کس کہ درین نکتہ شک و ریب کند

روضۂ خلد بریں خلوت درویشان است — مایۂ محتشمی خدمت درویشان است

گنج عزلت کہ طلسمات عجائب دارد — فتح آن در نظر رحمت درویشان است

قصر فردوس کہ رضوانش بدربانی رفت — منظرے از چمن نزہت درویشان است

انچہ زر میشود از پرتو آن قلب سیاہ — کیمیائیست کہ در صحبت درویشان است

وآنکہ پیشش بنہد تاج تکبر خورشید — کبریائیست کہ در حشمت درویشان است

دولتے را کہ نباشد غم از آسیب زوال — بے تکلف بشنو دولت درویشان است

اے توانگر مفروش این ہمہ نخوت کہ ترا — سروری در کنف ہمت درویشان است

روئے مقصود کہ شاہان جہان می طلبند — مظہرش آئینۂ طلعت درویشان است

حافظ اینجا بادب باش کہ سلطان و ملک — ہمہ در بندگی حضرت درویشان است

(۲۷) رباعیات

از حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

علمی که نه ماخوذ ز مشکوة نبی ست — وانشد که سیرابی ازاں تشنه لبی ست

جائیکه بود جلوهٔ حق حاکم وقت — تابع شدن حکم خرد بوالهی ست

دانی که چه بود گنج قدیم ای دل دار — شغل دل تو ظاهر و باطن بایار

این را شوی از درس عوارف عارف — وان فن دگر بگیر از احرار

دررکه شد مظهر آں یار عجیب — ظاهر شده از صور نقش آثار عجیب

در لوح دل ثبت کنی صورت او — پیدا شود از لوح دل اسرار عجیب

تحصیل عدم اگر ندانی کردن — باید نظر اهل فنا را جستن

این داء عضال را دوائے به ازیں — در حکمت اهل دل نخواهی دیدن

آنانکه ز اوناس بهیمی هستند — بالجهٔ انوار قدم پیوستند

فیض قدس از حکمت ایشان میجو — دروازهٔ فیض قدس ایشان هستند

فصل سوم

توحید فی الالوہیت

لوکان فیہما آلہۃ الا اللہ لفسدتا فسبحٰن اللہ رب العرش عما یصفون پ ۱۷ ع ۲	اگر زمین و آسمان میں خدا کے سوا اور معبود ہوتے تو (زمین و آسمان دونوں) کبھی کے برباد ہو گئے ہوتے جیسی جیسی باتیں یہ لوگ بناتے ہیں اللہ جو عرش (بریں) کا مالک ہے وہ تو (عیبوں اور نقصوں سے) پاک ہے
ام لہم الٰہ غیر اللہ سبحٰن اللہ عما یشرکون پ ۲۷ ع ۴	کیا کوئی انکا اور معبود ہے اللہ کے سوا اللہ کی ذات تو شرک سے پاک ہے
والٰھکم الٰہ واحد لا الٰہ الا	اور تمہارا معبود تو وہی خدائے واحد ہے

هو الرحمٰن الرحیم — کوئی معبود نہیں اس کے سوا بڑا مہربان ہے رحم والا — فصل ۳

پ۲ ع ۳

وما ارسلنا من قبلک من — اور ہم نے تجھ سے پہلے کوئی

رسول الا نوحی الیہ انہ — رسول نہیں بھیجا مگر اسکی طرف

لا الٰہ الا انا فاعبدون — یہی وحی کی کہ ہمارے سوا کوئی اور

پ۱۷ ع ۲ — معبود نہیں تو ہماری ہی عبادت کرو

ان اللہ ربی وربکم — بیشک اللہ میرا بھی رب ہے

فاعبدوہ ھذا صراط — اور تمہارا بھی رب ہے تو اسی

مستقیم پ۳ ع ۱۳ — کی عبادت کرو یہی (نجات کی) سیدھی راہ ہے

واعبدوا اللہ ولا تشرکوا — اور اللہ ہی کی عبادت کرو اور

بہ شیئا پ۵ ع ۳ — اسکے ساتھ کسی کو شریک نکرو

ولا یشرک بعبادۃ ربہ — اور اپنے رب کی عبادت میں

احدا پ۱۶ ع ۲ — کسی کو بھی شریک نہ کرے

ان اللہ لا یغفران یشرک — بے شک اللہ تعالیٰ اس بات کو

فصل ۳ به ويغفر ما دون ذلك لمن يشاء ومن يشرك با الله فقد ضل ضللا بعيدا پ۵ ع ۱۵

نہ بخشیگا کہ اسکے ساتھ کسی کو شریک قرار دیا جاے اسکے سوا اور جتنے گناہ ہیں جسکے لئے منظور ہوگا بخشدیگا اور جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا وہ (راہ راست سے بڑی) دور بھٹک گیا

الله الذی خلق السموات والارض وانزل من السماء ماءً فاخرج به من الثمرات رزقا لكم وسخر لكم الفلك لتجری فی البحر بامرہٖ وسخر لكم الانهٰر وسخر لكم الشمس والقمر دائبين وسخر لكم الليل والنهار واتٰكم

وہ ذات پاک اللہ ہی کی ہے جس نے آسمان پیدا کیئے اور زمین اور آسمان سے پانی برسایا پھر اسکے ذریعہ سے پھل پھلہار پیدا کیئے تمہاری روزی کے لئے اور رکھا تمہارے اختیار میں کردیا کشتیوں کو تاکہ بہیں دریا میں اللہ کے حکم سے اور تمہارے اختیار میں کردیا ندیوں کو اور شمس و قمر کو

فصل ٣

من کل ما سالتموہ وان تعدوا نعمت اللہ لا تحصوہا ان الانسان لظلوم کفار

پ ١٣ ع ١٧

تمہارا مسخر کر دیا کہ چکر کھاتے
ہیں اور رات دن کو بھی تمہارا
مسخر کر دیا۔ تم کو دیا ہر ایک چیز
میں سے جو تم نے مانگا اور
اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننے
لگو تو پورا کبھی نہ گن سکو گے
انکو۔ بیشک انسان بڑا ہی اپنی
جان پر ظلم کرنے والا حد درجہ
کا ناشکرا ہے

وما محمد الا رسول پ ٤ ع ٦

اور نہیں ہے محمد مگر ایک رسول

وما ارسلناک الا کافۃ للناس بشیرا و نذیرا ولکن اکثر الناس لا یعلمون پ ٢٢ ع ٩

اور ہم نے تو تجھ کو بھیجا ہے تمام
جہان کے لوگوں کی طرف
مومنوں کو خوشخبری سنانے
والا اور کافروں کو ڈرانے والا
لیکن بہت سے آدمی تو جانتے ہی نہیں

قص ۳ ولا تدع مع الله الٰها اٰخر
لا الٰه الا هو كل شيء
هالك الا وجهه له الحكم
واليه ترجعون نپ ۲۰ ع ۱۲

اور نہ کبھی اللہ کے ساتھ کسی
دوسرے معبود کو پکارنا (کیونکہ)
اسکے سوا کوئی اور معبود نہیں
اسکی ذات کے سوا سب چیزیں
فنا ہونے والی ہیں اسی کی
حکومت ہے اور اسی کی طرف
تم کو لوٹ کر جانا ہے

والذين كفروا وكذبوا باٰيٰتنا
اولٰئك اصحٰب النار
خٰلدين فيها وبئس المصير
پ ۲۸ ع ۱۵

اور جن لوگوں نے کفر کیا اور
ہماری آیتوں کو جھٹلاتے
رہے یہی لوگ دوزخی ہونگے
اور ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے
اور وہ بہت ہی بری جگہ ہے

والذين اٰمنوا وعملوا الصٰلحٰت
سندخلهم جنٰت تجري
من تحتها الانهٰر خٰلدين

اور جو لوگ ایمان لائے اور
انہوں نے نیک کام بھی کئے
عنقریب انکو (بہشت) کے

فیہا ابداً وعد اللہ حقاً
پ ع ۱۵

ایسے باغوں میں داخل کرینگے فصل ۳
جنکے تلے نہریں بہ رہی ہونگی
اور ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گی
یہ اللہ کا سچا وعدہ ہے

احادیث نبوی

(۱) من شہد ان لا الہ الا اللہ
وان محمداً رسول اللہ حرم
اللہ علیہ النار (مسلم)

جو کوئی گواہی دے یہ کہ نہیں
کوئی معبود مگر اللہ اور تحقیق
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اللہ کے رسول ہیں حرام کی
اللہ نے اس پر آگ۔

(۲) اللہم فاطر السموات و
الارض عالم الغیب و
الشہادۃ ذا الجلال والاکرام
انی اعہد الیک فی ہذہ
الحیوۃ الدنیا واشہدک

یا اللہ پیدا کرنے والے آسمانوں
اور زمین کے اے جاننے والے
پوشیدہ اور ظاہر کے اے صاحب
بزرگی اور بخشش کے بیشک
میں عہد کرتا ہوں تیرے ساتھ

فصل ۳

عربی	اردو
وکفی بک شہیدًا الّٰہم اشہد	اس دنیوی زندگی میں اور گواہ
انّ لا الٰہ الّا انت وحدک	کرتا ہوں میں تجھکو اور کافی ہے
لا شریک لک لک الملک ولک	تو گواہ اس پر کہ بیشک میں گواہی دیتا
الحمد وانت علیٰ کل شیٔ	ہوں اسکی کہ نہیں کوئی معبود مگر
قدیر - واشہد انّ محمدًا	تو تنہا ہے نہیں کوئی شریک
عبدک ورسولک واشہد	تیرا تیری ہی ہے بادشاہت
انّ وعدک حق ولقائک	اور تیرے ہی لئے ہے سب تعریف
حق والساعۃ اٰتیۃ لا	اور تو ہر چیز پر قادر ہے اور میں
ریب فیہا وانک تبعث	گواہی دیتا ہوں اسکی کہ بیشک
من فی القبور وانک	محمد بندے تیرے ہیں اور رسول
ان تکلنی الیٰ نفسی تکلنی	تیرے اور گواہی دیتا ہوں میں
الیٰ ضعف وعورۃ وذنب	اسکی کہ بیشک وعدہ تیرا حق ہے
وخطیئۃ وانی لا اثق الّا	اور ملنا تیرا حق ہے اور قیامت
برحمتک فاغفرلی ذنوبی	آنے والی ہے نہیں شک اسمیں
کلہا انہ لا یغفر الذنوب	اور بیشک تو اٹھاویگا انکو قبروں

الا انت وتب علی انک
انت التواب الرحیم
(احمد طبرانی)

میرے تحقیق اگر تو سونپیگا مجھکو
میرے نفس کی طرف تو سونپیگا
مجھکو طرف ناتوانی اور عیب کے اور
قصد گناہ کے اور چوک کی
اور میں تحقیق اعتماد نہیں کرتا ہوں
مگر تیری رحمت کے ساتھ پس
بخش واسطے میرے سب گناہ
میرے تیرے سوا گناہوں کا
بخشنے والا کوئی نہیں ہے اور
توبہ قبول کر میری بیشک تو
توبہ قبول کرنیوالا مہربان ہے

ان تعبد اللہ کانک تراہ
فان لم تکن تراہ فانہ یراک
(بخاری ومسلم)

بندگی کر تو اللہ کی گویا کہ دیکھتا
ہے اسکو پس اگر نہیں دیکھ سکتا
تو اسکو پس تحقیق وہ دیکھتا ہے
تجھکو

فصل ۳

اللهم انت احق من ذكر — یا اللہ تو ہی لائق تر ہے ذکر کئے
واحق من عبد وانصر — جانے کے لئے یعنی
من ابتغى وارأف من — ذکر تیرا لائق تر ہے ہر مذکور سے
ملك واجود من سئل — اور تو لائق تر ہے عبادت
واوسع من اعطى انت — کے لئے اور تو بہت مدد کرنیوالا
الملك لا شريك لك — ہے اس سے کہ مدد چاہی جاوے
والفرد لا ند لك كل شئ — اور تو ہی بہت مہربان ہے اس سے
هالك الا وجهك لن — کہ مالک ہے اور تو ہی بہت سخی
تطاع الا باذنك ولن — اس سے کہ مانگا جائے اور تو فراخ
تعصى الا بعلمك تطاع — تر ہے عطا میں نہیں کوئی شریک
فتشكر وتعصى فتغفر — تیرا اور تو ایک ہی ہے نہیں
اقرب شهيد وادنى — کوئی ہمسر تیرا ہر چیز ہلاک
حفيظ حلت دون النفوس — ہونیوالی ہے مگر ذات تیری
واخذت بالنواصى و — ہرگز نہیں عبادت تیری کیجاتی
كتبت الآثار ونسخت — مگر تیری ہی توفیق کیساتھ

الاعمار القلوب لك — اور عصیاں واقع نہیں ہوتا مگر

مفضية والسر عندك — تیرے علم کیساتھ تیری ہی طاعت

علانية الحلال ما احللت — کیجاتی ہے پس تیرا شکر کیا جاتا ہے

والحرام ما حرمت — نافرمانی کی جاتی ہے پس

والدین ما شرعت والامر — بخشتا ہے تو قریب تر ہے ہر

ما قضیت والخلق خلقك — حاضر سے اور تو نزدیک تر ہے

والعبد عبدك وانت — نگہبان سے حائل ہوا تو نزدیک

الله الرؤف الرحیم — نفسوں کے اور پکڑے تو نے

اسئلك بنور وجهك — بال پیشانیوں کے یعنی سب

الذی اشرقت به السموات — تیرے قبضہ قدرت میں ہیں

والارض وبكل حق هو لك — اور لکھا تو نے عملوں کو اور لکھی

وبحق السائلین علیك — تو نے عمریں اور دل بسبب

ان تقبلنی فی هذه — تیرے تجلیات کے ہونیکے

الغداة او فی هذه — فراخ ہیں اور پوشیدہ نزدیک

العشیة وان تجیرنی — تیرے ظاہر ہے حلال وہ چیز ہے

فصل ۳ من الناس بقدرتك

جبرائی الکبیر

کہ حلال کی تونے اور حرام وہ چیز
ہے کہ حرام کی تونے - اور تعین
وہ چیز ہے کہ مقرر کیا تونے اور کلام
وہ چیز ہے کہ حکم کیا تونے یعنی
تمام امور کہ دنیا میں ہوتے ہیں
تیرے ہی حکم اور ارادہ سے ہوتے
ہیں سب مخلوق پیدائش تیری
اور سب تیرے ہیں تو ہی اللہ
ہے بہت مہربان بخشنے والا
مانگتا ہوں میں تجھ سے ساتھ

وسیلہ نور ذات تیری کے جو
روشن ہوگئے سبب اس کے
آسمان اور زمین اور مانگتا ہوں
ساتھ وسیلہ حق کے کہ وہ
واسطے تیرے ہے سب مخلوق

پر یعنی اطاعت عبادت وغیرہا۔ فصل ۳
اور ساتھ وسیلہ حق مانگنے
والوں کے تجھ پر ہے یہ کہ معاف
کرے تو مجھکو اس دن میں یا
اس رات میں یہ کہ امان دے
مجھکو آگ سے ساتھ قدرت
اپنی کے

لا الہ الا اللہ وحدہ	نہیں کوئی معبود مگر اللہ وہ تنہا
لا شریک لہ لہ الملک	اور اکیلا ہے نہیں کوئی شریک اسکا
ولہ الحمد یحیی ویمیت	اسکے لئے سلطنت ہے اور
وھو حی لا یموت وھو	اسی کی تعریف ہے جلاتا ہے
علی کل شیء قدیر	اور مارتا ہے اور وہ زندہ ہے
ابوداؤد ونسائی۔ ابن ماجہ	نہیں مرتا اور وہ ہر چیز پہ قادر ہے
وعن جابر قال قال رسول	اور روایت ہے جابر رضی اللہ
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	عنہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا

فصل ثنتان موجبتان قال رجل یا رسول اللہ ما الموجبتان قال من مات یشرک باللہ شیئاً دخل النار ومن مات لا یشرک باللہ شیئاً دخل الجنۃ رواہ مسلم

صلی اللہ علیہ وسلم نے دو چیزیں واجب کردی ہیں جنت اور نار کو کہا ایک شخص نے اے پیغمبر خدا کے کیا چیزیں واجب کرتی ہیں جنت اور نار کو فرمایا جو کہ مرا اور شریک کرتا ہو ساتھ اللہ کے کسی کو داخل ہوگا آگ میں اور جو مرا اور نہ شریک کرتا ہو ساتھ اللہ کے کسی کو داخل ہوگا بہشت میں

وعن عثمان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من مات وھو یعلم انہ لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ (رواہ مسلم)

اور روایت ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی مرے اور وہ یہ جانتا ہو کہ نہیں کوئی معبود مگر اللہ داخل ہوگا بہشت میں

فصل چہارم

توحید فی الآثار

آیات قرآنی

رب السمٰوٰت والارض وما بینھما فاعبدہ پ۱۶ ع۴	وہی آسمان اور زمین اور ان چیزوں کا مالک ہے جو انکے درمیان میں ہیں پس اسکی عبادت کرو
الا ان للہ ما فی السموات والارض پ۱۱ ع۱۱	یاد رکھو کہ اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمان و زمین میں ہے
لہ ما فی السموات وما فی الارض الا الی اللہ تصیر الامور پ۲۵ ع۶	جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں (سب) اسی کا ہے سنو جی خدا ہی سب کاموں کا مرجع ہے

فصلؔ وللہ ملک السمٰوات و الارض۔ پ ۲۶ ع ۱۰ — آسمان و زمین اللہ ہی کا ملک ہے

لہ ما فی السمٰوات وما فی الارض وما بینھما وما تحت الثرٰی۔ پ ۱۶ ع ۱۰ — اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے اور جو کچھ ان دونوں کے بیچ میں ہے اور جو کچھ (کرہ) خاک کے تلے ہے۔

فللہ الحمد رب السمٰوات ورب الارض رب العالمین ولہ الکبریاء فی السمٰوات و الارض۔ پ ۲۵ ع ۲۰ — پس اللہ ہی کی تعریف ہے (جو) آسمانوں کا مالک ہے اور زمین کا مالک ہے (اور) دنیا جہان کا یعنی ہر چیز کا مالک ہے اور آسمانوں اور زمین میں اسی کی بڑائی ہے

کل من علیھا فان۔ ویبقی وجہ ربک ذو الجلال و الاکرام پ ۲۷ ع ۱۲ — ہر ایک چیز جو روئے زمین پر ہے فنا ہونیوالی ہے اور باقی رہیگی ذات تیرے رب کی جو جلال و بزرگی والا ہے

وللہ میراث السمٰوات — اور آسمان و زمین سب کا وارث اللہ

فصل ۳

والارض پ ع ۹	ہی ہے
وقل الحمد لله الذی لم یتخذ	اور کہو کہ ہر طرح کی تعریف خدا
ولدا ولم یکن له شریك	ہی کو ہے جو نہ تو اولاد رکھتا ہے
فی الملك ولم یکن له ولیّ	اور نہ ملک میں اس کا کوئی
من الذّل وکبره تکبیرا	شریک ہے اور نہ اس سبب سے
پ۱۵ ع ۱۲	کہ کمزور ہے کوئی اس کا مددگار
	ہے اور اسکی بڑائیاں کرتے رہو
فاعلموا ان الله مولیکم نعم	پس جانو یہ کہ اللہ تمہارا مالک ہے
المولی ونعم النّصیر پ۹ ع ۱۹	کیسا اچھا مولی اور کیسا اچھا مددگار ہے
یا ایها النّاس انتم الفقراء	لوگو تم خدا کے محتاج ہو اور اللہ
الی الله والله هو الغنی	ہی غنی اور خوبیوں والا ہے
الحمید پ۲۲ ع ۱۵	
والله الغنی وانتم الفقراء	اللہ غنی (بے نیاز) ہے
پ۲۶ ع ۸	اور تم فقرا (اسکے محتاج) ہو۔
ولله خزائن السموات	اور آسمان و زمین کے خزانے

فصلٰ والارض پ ۲۸ ع ۱۳	اللہ ہی کے ہیں
له مقالید السموات والارض	آسمان اور زمین کی کنجیاں اسی کے
پ ۲۵ ع ۴	پاس ہیں۔
فسبحٰن الذی بیدہ ملکوت	پس پاک ہے (وہ ذات) جسکے
کل شیءٍ والیه ترجعون	ہاتھ میں ہر چیز کی حکومت ہے اور
پ ۲۳ ع ۴	تم اسی کے طرف لوٹا کر لائے
	جاؤ گے۔

احادیث نبوی صلعم

اللّٰھم ربنا ورب کل شیءٍ	اے اللہ آپ ہمارے اور ہر چیز
انا شھید انك انت الرب	کے رب (مالک) ہیں میں گواہی
وحدك لا شریك لك الخ	دیتا ہوں کہ آپ ہی ہمارے رب
(مسلم ابو داؤد)	(مالک) وحدہ لا شریک ہیں
اللّٰھم فاطر السمٰوات و	یا اللہ پیدا کرنے والے آسمانوں
الارض عالم الغیب و	اور زمین کے جاننے والے ظاہر
الشھادۃ رب کل شیءٍ وملیکه الخ	وباطن کے اے رب و مالک ہر

مفصل

(ابو داؤد و ترمذی و مسلم) | چیز کے
انت الملک لا شریک لک الخ | آپ مالک و بادشاہ ہیں نہیں
(موطا و طبرانی) | کوئی شریک آپکا۔
اللھم رب کل شئی و ملیکہ | یا اللہ پروردگار ہر چیز کے اور مالک
واللہ کل شئی الخ (مسلم و ابو داؤد و ترمذی) | سب کے اور معبود ہر چیز کے
لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک | نہیں کوئی معبود مگر اللہ۔ تنہا۔
لہٗ لہ الملک ولہ الحمد وھو | نہیں کوئی شریک اس کا اور
علیٰ کل شئی قدیر الخ (مسلم) | اسی کے لئے بادشاہت
(مالکیت) ہے اور اسی کی تعریف
اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اللھم لک الحمد انت قیم | یا اللہ تیرے لئے سب تعریف
السموات والارض ومن | توہی قایم رکھنے والا آسمانوں
فیھن ذلک الحمد انت ملک | اور زمین کا اور جو کچھ ان میں ہے
السموات والارض ومن | اور تیرے لئے سب تعریف ہے
فیھن (بخاری و مسلم) | توہی بادشاہ اور مالک آسمانوں

فصل ۲

اور زمین کا اور جو کچھ ان میں ہے

اللّٰھم لبیك لبیك لا شریك
لك لبیك ان الحمد والنعمة
لك والملك لا شریك لك
(بخاری و مسلم وغیرہ)

یا اللہ میں تیری خدمت میں حاضر
ہوں حاضر ہوں نہیں کوئی شریک
تیرا حاضر ہوں بیشک تعریف
اور نعمت تیرے لئے ہے اور ملک
تیرے ہی لئے ہے نہیں
کوئی شریک نہیں۔

سبحان ذی الملك والملكوت
سبحان ذی العزة والجبروت
سبحان الحی الذی لا یموت
اعوذ بعفوك من عقابك
واعوذ برضاك من سخطك
واعوذ بك منك جل وجهك
(حاکم)

پاک ہے وہ جو ملک اور ملکوت کا
مالک ہے پاک ہے وہ جو صاحب
عزت و قدرت ہے پاک ہے وہ
زندہ جو کبھی نہ مرے میں پناہ
مانگتا ہوں تیرے عفو کیساتھ
تیرے عذاب سے اور پناہ
مانگتا ہوں میں تیری رضا
کیساتھ تیرے غضب سے

اور پناہ مانگتا ہوں میں تجھ سے فضل
تیرے ساتھ۔ بزرگ ہے ذات
تیری

ربّ اعط نفسی تقویٰها
زکّها انت خیر من زکّها
انت ولیّها و مولٰها
امام احمد

اے میرے رب میرے نفس
کو تقویٰ دے اور پاک کر اس کو
تو بہترین ان میں ہے جو پاک
کرتے ہیں نفس کو تو ہی کارساز
و مالک ہے

فصل پنجم
توحید فی الافعال

انما الٰھکم اللہ الذی لا الٰہ الا ھو وسع کل شئ علما پ ۱۶ ع ۱۴	تمہارا معبود بس اللہ ہی ہے جسکے سوا کوئی معبود نہیں کل چیزوں پر علم حاوی ہے
اللہ خالق کل شی (۲۴/۳)	اللہ ہی تمام چیزوں کا پیدا کرنے والا ہے
ھل من خالق غیر اللہ یرزقکم من السماء والارض لا الٰہ الا ھو فانی تؤفکون ۲۲/۱۳	کیا خدا کے سوا کوئی اور بھی خالق ہے جو تمھیں آسمان اور زمین سے روزی دیتا ہو۔ کوئی معبود نہیں سوا اس کے، پھر کدھر بہکائے جاتے ہو

وخالق کل شیٔ وھو بکل	اسی نے ہر چیز کو پیدا کیا اور وہ
شیٔ علیم (۱۹/۶)	ہر چیز کا جاننے والا ہے
الا یعلم من خلق وھو	کیا جو پیدا کرے وہی (اپنی مخلوق
اللطیف الخبیر (۱/۲۹)	کے حال سے) ناواقف ہو حالانکہ
	وہ (بڑا) باریک بیں اور باخبر ہے
کل شیٔ عندہ بمقدار	اس کے یہاں ہر چیز کا اندازہ
(۸/۱۳)	مقرر ہے
واللہ خلقکم وما تعملون	اور اللہ نے پیدا کیا تم کو اور تمہارے
(۷/۲۳)	اعمال کو یعنی جو کچھ تم کرتے ہو۔
ما من دابۃ الا ھو اخذ	نہیں کوئی چلنے والا مگر اس کی
بناصیتھا۔ ان ربی علیٰ	چوٹی اللہ کے ہاتھ میں ہے۔
صراط مستقیم (۵/۱۲)	بیشک میرا پروردگار سیدھے رستہ
	پر ہے
وان یمسسک اللہ بضر	اگر خدا تجھکو کوئی تکلیف پہنچائے
فلا کاشف لہ الا ھو	تو اس کے سوا کوئی اسکا دور کرنیوالا

نفس ۵

وان یردک بخیر فلا راد لفضلہ۔ یصیب بہ من یشآء من عبادہ۔ وھو الغفور الرحیم (۱۶/۱۱)	نہیں۔ اور اگر تجھکو کسی قسم کا فائدہ پہنچانا چاہے تو کوئی اسکے فضل کا ردکرنے والا نہیں۔ اپنے بندوں میں سے جسکو چاہے فائدہ پہنچائے اور وہ بخشنے والا مہرباں ہے۔
قل لن یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا۔ ھو مولٰنا وعلی اللہ فلیتوکل المومنون (۱۳/۱۰)	کہو کہ پہنچے گا ہم کو مگر وہی جو اللہ نے ہمارے واسطے لکھدیا وہی ہمارا کارساز ہے اور مومنوں کو چاہیئے کہ بس اللہ ہی پر بھروسا رکھیں
یضل اللہ من یشآء ویھدی من یشآء (۱۶/۲۹)	وہ جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسکو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے
قل کل یعمل علی شاکلتہ (۹/۱۵)	کہدو ہر ایک شخص اپنی فطرت کے مطابق عمل کرتا ہے۔
لا یکلف اللہ نفسا الا	اللہ کسی پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اسکی

وسعہا۔ لہا ما کسبت و	قوت برداشت کے مطابق۔ ہر نفس
علیہا ما اکتسبت (۳/ب)	جس نے جو کمایا وہ اس کو ملے گا اور جس نے جو کیا اس کا بدلہ وہی پائیگا۔
لا یسئل عما یفعل	جو کچھ وہ کرتا ہے اس کی بازپرس
وھم یسئلون (۲/۱۷)	اس سے نہیں کی جاسکتی اور ہاں لوگوں سے انکے کئے کی بازپرس ہوتی ہے
ان اللہ لا یظلم الناس	تحقیق اللہ لوگوں پر ذرا ظلم
شیئا ولکن الناس	نہیں کرتا لیکن لوگ خود ہی
انفسہم یظلمون (۱۱/۱۱)	اپنے نفسوں پر ظلم کرتے ہیں
وما کان لی علیکم من	(قیامت کے دن شیطان کہیگا)
سلطٰن الا ان دعوتکم	میری کچھ تم پر حکومت تو تھی
فاستجبتم لی فلا تلومونی	نہیں۔ بات اتنی تھی کہ میں نے
ولوموا انفسکم (۱۶/۱۳)	تم کو اپنی طرف بلایا اور تم نے
	میرا کہنا مان لیا تو اب مجھے

مفصل ۵

الزام نہ دو بلکہ اپنے نفسوں کو الزام دو

وما اصابك من حسنة	جو کچھ تجھکو بھلائی پہنچے وہ اللہ کی
فمن الله وما اصابك	طرف سے اور جو کچھ برائی پہنچے وہ
من سيئة فمن نفسك	تیرے نفس کی طرف سے۔
والذين آمنوا بالباطل	اور جو لوگ باطل کو مانتے ہیں اور
وكفروا بالله اولئك	اللہ کے منکر ہیں تو یہی لوگ
هم الخاسرون (۲/۱۲)	نقصان پانے والے ہیں۔
خذوا ما آتينكم بقوة	(یہ کتاب) جو ہم نے تم کو دی
واذكروا ما فيه لعلكم	ہے مضبوطی کے ساتھ لئے رہو
تتقون (۱/۹)	اور جو کچھ اس میں لکھا ہے اسکو
	یاد رکھو عجب نہیں کہ تم پرہیزگار
	بن جاؤ
ان سعيكم لشتى فاما	بیشک تم لوگوں کی کوشش
من اعطى واتقى وصدق	مختلف طور کی ہے جس نے
بالحسنى فسنيسره لليسرى	راہ خدا میں دیا اور پرہیزگاری

واما من بخل واستغنے وکذب بالحسنے فسنیسرہ للعسرےٰ (۳۰/۱۶)	کا شیوہ اختیار کیا اور اچھی بات (دین اسلام) کو سچ سمجھا تو ہم آسانی کی جگہ (یعنی بہشت) اسکے لئے آسان کر دینگے اور جس نے راہ خدا میں دینے سے بخل کیا اور (آخرت کی) پروانہ کی اور عمدہ بات (یعنی دین اسلام) کو جھوٹا جانا تو تو ہم مشکل کی جگہ (یعنی دوزخ پہنچنا) اسکے لئے آسان کر دینگے
انما تنذر الذین یخشون ربھم بالغیب واقاموا الصلوۃ ومن تزکی فانما یتزکی لنفسہ والی اللہ المصیر (۱۵/۲۲)	(اے پیغمبر) تم تو بس انہی لوگوں کو ڈرا سکتے ہو جو بے دیکھے اپنے پروردگار سے ڈرتے اور نماز پڑھتے ہیں اور جو شخص سدھرتا ہے تو اپنے ہی لئے سدھرتا ہے۔ اور اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے

نفس

نصرہ من عمل صالحاً فلنفسہ و	جس نے نیک کام کئے اپنے واسطے
من اساء فعلیہا وما	اور جس نے گناہ کئے وہ اسی کے
ربک بظلام للعبید ۱۹/۲۴	اوپر ہیں اور تیرا پروردگار بندوں پر کسی طرح بھی تو ظلم نہیں کرتا۔
ان ھذہ تذکرۃ فمن شاء	یہ ایک یاد داشت ہے پس جو
اتخذ الی ربہ سبیلا ۱۴/۲۹	چاہے اپنے رب کی راہ اختیار کر لے۔
وما توفیقی الا باللہ (۸/۱۲)	اور مجھ کو جو توفیق ہے اللہ ہی کی (طرف سے) ہے۔
وما تشاؤن الا ان یشاء	اور نہیں ارادہ کرتے تم مگر ارادہ
اللہ ۲۹/۲ ع ۲۰	کرتا ہے اللہ
ولا تقولن لشیٔ انی فاعل	اور نہ کہو کسی کام کو کہ میں یہ کل
ذلک غدا۔ الا ان یشاء	کرونگا مگر یہ کہ اللہ چاہے اور
اللہ واذکر ربک اذا	یاد کرو اپنے رب کو جب
نسیت (۱۵/۱۵)	بھول جاؤ

واذکر اسم ربک وتبتل
الیہ تبتیلا۔ رب
المشرق والمغرب لا الہ
الا ھو فاتخذہ وکیلا ۱۴/۲۹

اور اپنے پروردگار کا نام لیتے رہو فصل ۵
اور (سب سے) ٹوٹ کر اسی کے
ہو رہو مشرق و مغرب کا مالک
ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں
اسی کو اپنا کارساز بناؤ

ایاک نعبد وایاک نستعین

ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں
اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں

احادیث نبویہ صلعم

قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم ان
اول ما خلق اللہ القلم
فقال لہ اکتب قال ما اکتب
قال اکتب القدر فکتب ما
کان وما ھو کائن الی الابد (ترمذی)

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا کہ اللہ تعالے نے
خلقت میں سے اول قلم کو پیدا
کیا۔ پس فرمایا کہ لکھ کہا کیا
لکھوں فرمایا کہ لکھ تقدیر کو پس
لکھا کہ جو کچھ ہوا اور جو کچھ

فصل ۵

ہونے والا ہے ابد تک

یا ابا هريرة جف القلم بما انت لاق بخاری

اے ابی ہریرہ سوکھ گیا قلم ان چیزوں پر کہ جو تمہیں پیش آنے والی ہیں۔

جف القلم على علم الله بخاری احمد و ترمذی

اور خشک ہو گیا قلم اللہ کے علم پر

عن ابن عمر قال قال رسول الله صلعم كل شئ بقدر حتى العجز والكيس مسلم

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہر شے تقدیر میں ہے یہاں تک کہ نادانی و دانائی

قال انس ابن مالك رضى الله عنه خدمت رسول الله صلعم عشر سنين فما قال لى

کہا حضرت انس بن مالک رضی اللہ نے کہ میں نے دس برس تک رسول علیہ السلام کی خدمت کی ہے

فصل ۵

لشیٔ فعلته لم فعلته ولا
شیٔ لم افعله لم لا فعلته
ولا قال فی شیٔ کان لیته
لم یکن ولا فی شیٔ لم
یکن لیته کان وکان اذا
خاصمنی مخاصم اهله یقول
دعوه لو قضی شیٔ لکان
قاضی عیاض فی الشفاء

اگر میں نے کوئی کام کیا تو آپ نے
یہ فرمایا کہ تو نے کیوں کیا اور اگر
نہ کیا تو یہ فرمایا کہ تو نے کیوں
نہ کیا اور کوئی چیز ہو گئی تو اسکو
یہ نہ فرمایا کہ کاش نہ ہوتی اور اگر
ہوئی تو یہ نہ فرمایا کہ کاش ہوتی
اگر آپ کے گھر والوں میں سے
کوئی مجھ سے جھگڑتا تو فرماتے
کہ اسے چھوڑ دو جو کچھ تقدیر میں
ہوتا ہے وہی ہوگا

عن ابی هریرة رضی الله عنه
قال قال رسول الله صلی
الله علیه وسلم اکثر
من قول لا حول ولا قوة
الا بالله فانها من

کہا ابو ہریرہ رضی اللہ نے کہ
تحقیق فرمایا ان سے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت
کہا کرو لا حول ولا قوۃ الا باللہ
یعنی نہیں ہے حول اور قوت

مفصن کنز الجنۃ ترمذی سوا ئے اللہ تعالیٰ کے کہ یہ خزانہ جنت سے ہے۔

لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ حول و قوت خدا ہی کی بدولت ہے حول سے مراد حرکت ہے اور قوت سے مراد قدرت پس جو شخص کہ ان امور کا مشاہدہ ان الفاظ سے کریگا اس کو وہ ثواب عظیم جو ان کلمات کے کہنے سے احادیث میں دیا ہے ہوگا۔ ورنہ بڑا تعجب ہوتا ہے کہ اتنا ثواب سب کا سب اتنے الفاظ سے جو زبان پر سہولت سے گذر جائیں اور ان کے معانی کا دل میں آسانی سے اعتقاد آجائے کس طرح ملتا ہے۔ اور جب معلوم ہو کہ یہ ثواب اس مشاہدہ کا ہے جو ہم نے توحید کے ذکر میں بیان کیا ہے تو تعجب نہیں رہتا اور نسبت اس کلمہ کی اور اس کے ثواب کی کلمہ لا الہ الا اللہ اور اس کے ثواب کے طرف ایسے ہیں جیسے ایک کلمہ کے معنوں کی نسبت دوسرے کلمہ کے معنوں کی طرف یعنی لاحول ولا قوۃ الا باللہ میں صرف دو چیزوں یعنی حول و قوت ہی کو خدا تعالیٰ کے طرف منسوب کیا ہے اور کلمہ لا الہ الا اللہ میں سب چیزوں کی نسبت اس کی طرف ہے

تو جو فرق کل چیزوں اور دو چیزوں میں ہے وہی فرق ان دونوں فصل۵
کلموں کے ثواب میں بھی ہے اور جیسا کہ ہم نے پہلے لکھا ہے کہ توحید
متضمن دو پوست اور دو مغز کو ہوتی ہے ویسے ہی یہ کلمہ اور تمام
کلمات بھی ان ہی چاروں چیزوں پر متضمن ہے اور اکثر لوگ صرف
دو پوست کے پابند ہیں (اقرار باللسان تصدیق بالقلب) مغزوں کے طرف نہیں
جھکتے (ہمہ از وست ہمہ اوست) جن کے طرف اشارہ اس حدیث شریف میں
ہے وما من قال لا اله الا صادقاً من قلبه مخلصاً وجبت له الجنة

احیاء العلوم جلد ۴

حول وقوۃ کا معاملہ ایسا مشکل ہے کہ معتزلہ اور فلاسفہ اور بہت سی جماعتیں
جنکو دعویٰ اپنی باریک بینی اور عقل ورائے کا اور بال کی کھال نکالنے کا ہے سب اسمیں
دنگ ہیں اس سے معلوم ہوا کہ یہ دونوں بڑی ہلاک اور خطرے کی جگہ اور لغزش
جا ہیں ہیں غافل لوگ اس میں ہی سے تباہ ہوئے کہ اپنے لئے ایک امر ثابت کیا
حالانکہ یہ توحید میں شرک ہے اور سوائے خدائے تعالے کے دوسرے خالق کا ٹھہرانا پس
جو شخص اس گھاٹی کو خدا تعالی کی توفیق سے طے کرتا ہے اس کا رتبہ اعلیٰ اور درجہ بلند
ہوتا ہے اور وہی کلمہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ کی تصدیق کرتا ہے (احیاء العلوم جلد ۴)

فصل ۵ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم — فرمایا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے

لاحول ولا قوۃ الا باللہ — لاحول ولا قوۃ الا باللہ

دواءٌ من تسعة وتسعين — دوا ہے ننانوے بیماریوں کی

داءٍ ایسرها الهم البیهقی — ادنیٰ ان میں سے غم ہے

ان قلوب بنی آدم کلها — تمام بنی آدم کے دل اللہ تعالیٰ

بین اصبعین من اصابع — کی دو انگلیوں کے درمیان

الرحمٰن کقلب واحد — ہیں مثل قلب واحد کے ہیں

یصرفه حیث شاء — وہ جس طرح چاہتا ہے اس کو

(من حدیث عمر) — پلٹاتا ہے

قال (جبریل علیہ السلام) — کہا (جبریل علیہ السلام) نے آنحضرت

عن رسول اللہ صلی اللہ — صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مجھکو

علیہ وآلہ وسلم فاخبرنی — ایمان سمجھائیے فرمایا حضرت نے

عن الایمان قال ان — یہ کہ ایمان لاوے تو ساتھ اللہ کے

تؤمن باللہ وملٰئکتہ — اور اسکے فرشتوں اور اس کی

وکتبه ورسله والیوم	کتابوں اور اسکے رسولوں پر نفس ہ
الآخر وتؤمن بالقدر	اور آخرت پر اور تقدیر پر ایمان
خیرہ وشرہ قال صدقت	لاؤ کہ بھلائی و برائی اسکی طرف سے ہے
مسلم بخاری	کہا سچ فرمایا آپ نے

اصبحنا واصبح الملک للہ	صبح کی ہم نے اور صبح کی ملک نے
رب العلمین اللھم انی	واسطے اللہ کے کہ پروردگار ہے
اسئلک خیر ھذا الیوم	سارے جہان کا یا اللہ تحقیق
فتحہ ونصرہ ونورہ وھداہ	میں مانگتا ہوں تجھ سے بھلائی
برکتہ وھداہ واعوذبک	اس دن کی اور فتح اور مدد اسکی
من شر ما فیہ وشر ما	اور روشنی اور برکت اسکی اور ہدایت
بعدہ　　ابوداؤد	اس کی اور پناہ مانگتا دل ہیں
	تجھ سے اس کی برائی سے جو اس میں
	ہے اور اس شر سے جو اسکے بعد ہے

فصل ۵ اللھم ما اصبح من نعمۃ او
باحد من خلقک فمنک
وحدک لا شریک لک
فلک الحمد ولک الشکر
ابوداؤد ونسائی و ابن حبان وغیرہ

یا اللہ جس چیز نے صبح کی ساتھ
میرے کسی نعمت سے یا ساتھ
کسی کے مخلوق تیری سے پس وہ
تیرے ہی طرف سے ہے تو ایک
ہی ہے (یعنی جو نعمت دین و
دنیا کی حاصل ہوئی ہے مجھکو
یا کسی اور کو مخلوق سے پس وہ
خاص تیری ہی عنایت سے ہے)
نہیں کوئی شریک تیرا پس تیرے
ہی لئے تعریف ہے اور تیرے
ہی لئے شکر ہے

سبحان اللہ وبحمدہ لا قوۃ
الا باللہ ماشاء اللہ
کان وما لم یشأ لم یکن
اعلم ان اللہ علی کل شیٔ

پاک ہے اللہ اور تسبیح کرتا ہوں
اس کی تعریف کے ساتھ نہیں
ہے قوت بندے کو حرکت اور
سکون پر مگر ساتھ قدرت دینے

قدیر و ان اللہ قد احاط	اللہ کے جو چاہا اللہ نے ہوا اور فصل ہ
بکل شیئ علما۔	جو نہ چاہا نہ ہوا میں جانتا ہوں
ابو داؤد نسائی ابن سنی	کہ بے شک اللہ ہر چیز پر قادر
	ہے اور بے شک اللہ نے گھیرا
	ہر چیز کو از روے جاننے کے
	یعنی وہ ہر چیز کو جانتا ہے۔
یا حی یا قیوم برحمتک	یا حی یا قیوم تیری رحمت سے
استغیث اصلح لی شانی	فریاد کرتا ہوں کہ میرے جملہ حالونکو
کلہ ولا تکلنی الی نفسی	درست کردے ایک چشم زدن
طرفۃ عین (نسائی حاکم)	کے لیئے بھی مجھکو میرے نفس
	کے تفویض نہ کر۔
اللھم انی اسئلک الرضا	یا اللہ میں تجھ سے چاہتا ہوں خوشنودی
بعد القضاء وبرد العیش	اپنی بعد تقدیر کے یعنی جو
بعد الموت ولذۃ النظر	مصیبت وبلا کی تقدیر جاری ہو
الی وجھک وشوقا	اس پر راضی ہوں اور مرنیکے

فصل الی لقائك فی غیر ضراء مضرۃ ولا فتنۃ مضلۃ (حصن حصین)	بعد ٹھنڈک عیش کی اور لذت دیکھنے کی طرف تیری ذات کے اور تجھ سے ملنے کا شوق غیر حالت سختی ہیں اور بغیر فتنہ گمراہ کرنے والے کے
عن ابن عباسؓ قال کنت خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوماً فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا غلام احفظ اللہ تجدہ تجاھك واذا سألت فاسأل اللہ واذا استعنت فاستعن باللہ واعلم ان الامۃ لو اجتمعت علی ان ینفعوك بشیٔ	روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے کہ تھا میں پیچھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پس فرمایا آپ نے کہ اے لڑکے نگاہ رکھ اللہ کو تو پاویگا اسکو اپنے روبرو اور جب سوال کرے تو اللہ تعالی سے اور جب مدد چاہے تو مدد مانگ اللہ تعالی سے اور جان لے بہ تحقیق تمام لوگ اکٹھا ہوں کچھ نفع پہنچانے پر

لن ینفعوک الا بشئ قد	تیرے تو نہ پہنچاوینگے نفع مگر
کتبہ اللہ لک ولو جتمعوا	اتنا ہی جتنا لکھا ہے اللہ تعالی نے
ان یضروک بشئ لن	تیرے لئے اور اگر اکٹھا ہوں یہ کہ
یضروک الا بشئ قد	نقصان پہنچاویں تجھکو کچھ تو
کتبہ اللہ علیک	ہرگز نقصان نہ پہنچیگا تجھکو مگر
(احمد و ترمذی)	اتنا ہی جتنا کہ لکھدیا ہے اللہ
	تعالی نے تیرے لئے

فصل ۵

اقوال صدیقین ومقربین

(از حجت اسلام امام غزالی علیہ الرحمۃ)

توحید فعل یعنی فاعل کا ایک جاننا بھی سالکوں کے حق میں بڑا مقصد عالی ہے۔ جو شخص سب باتوں کو خدا تعالی ہی کی طرف منسوب کرے وہ ایسا محقق ہے کہ حق اور حقیقت کے مقدار کو جانتا ہے۔ کیونکہ فاعل حقیقت میں ایک ہے اور وہی قابل خوف ورجا ہے اور اسی پہ توکل واعتماد بجا ہے کہ فاعل سوا خدا تعالی

فصل ۵ کے اور کوئی نہیں اور جتنی موجود چیزیں ہیں یعنی خلق اور
زرق اور بخشش اور عطا موت اور حیات نفع و ضرر تونگری اور
مفلسی وغیرہ جن کا کوئی ایک اسم ہو سکتا ہے ان کا موجد
ومبدع ومخترع اللہ تعالیٰ ہی ہے کوئی اس کا شریک نہیں
جب آدمی پر یہ بات کھل جاوے گی تو پھر اور کی طرف نہ دیکھیگا
بلکہ خدائے تعالیٰ ہی سے خائف و متوقع ہوگا اور اسی پر بھروسہ
اور توکل کرے گا اسلئے کہ کرنے والا کاموں کا تو صرف وہی ہے
دوسرا اور کوئی نہیں جو اسکے سوا ہیں وہ سب مسخر ہیں خود ایک
ذرہ بھی آسمانوں اور زمین کے ملکوت میں سے نہیں ہلا سکتے
اور جب باب مکاشفہ آدمی کے اوپر کھل جاتا ہے تو یہ امر اس کو
آنکھ کے مشاہدہ سے بھی زیادہ واضح ہو جاتا ہے۔

اب جاننا چاہیئے کہ اس توحید سے آدمی کو شیطان
ایسی جگہ میں روک دیتا ہے جہاں اس کو یہ معلوم ہو کہ اس کے
دل پر کچھ ملاؤ شرک کا چل جاوے گا اور اس کی دو صورتیں
ہیں اول حیوانات کے اختیار پر التفات کرنے سے دوم جمادات کے

التفات سے شرک ایسے کراتا ہے کہ مثلاً آدمی کھیتی کے نکلنے مفصل ۵
اور جمنے میں مینہ پر اعتماد کرے اور پانی کے برسنے کے لیے ابر
پر اور ابر کے اکٹھا ہونے کے واسطے سردی پر اعتماد کرے اور
کشتی کے برابر رہنے اور چلنے میں ہوا پر اعتماد کرے تو یہ
سب باتیں توحید کے باب میں شرک ہیں اور حقیقت امور سے
جہالت کی دلیل ہے۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ
"فاذا رکبوا فی الفلک دعوا اللہ مخلصین له الدین فلما
انجاھم الی البر اذا ھم یشرکون" پھر جب سوار ہوے
کشتی میں پکارنے لگے اللہ کو اسی کے لئے نیت کو خالص پھر جب
بچا لایا ان کو زمین کی طرف اسی وقت لگے شرک کرنے) اسکے
معنی بعض مفسرین یہ فرماتے ہیں کہ کشتی کے سوار کہنے لگتے ہیں
کہ اگر ہوا اچھی نہ ہوتی تو ہم نہ پہونچتے اور جس شخص کو حال عالم
کا واقعی معلوم ہوگیا ہے وہ جانتا ہے کہ ہوا، ہوا فق بھی ایک
ہوا ہے اور ہوا اپنے آپ سے نہیں چلتی جب تک اس کو کوئی
حرکت دینے والا نہ ہو اسی طرح اس کے محرک کو ایک اور محرک

فصل ۵ چاہیئے یہاں تک سلسلہ محرک اول پر پہونچے کہ اس کا کوئی محرک نہیں اور نہ وہ بذات خود متحرک ہے پس نجات کے باب میں بندہ کا التفات ہوا کی طرف ایسا ہے جیسا کوئی شخص گردن زدنی کے لئے پکڑا جائے اور بادشاہ اس کی رہائی اور عفو قصور کا حکم لکھدے تو یہ شخص دوات اور کاغذ اور قلم کو جن سے کہ حکم لکھا گیا ہے یاد کرے اور کہے کہ اگر قلم نہ ہوتا تو میں نہ بچتا اور اپنی نجات قلم سے سمجھے جس نے قلم کو ہلایا اس سے نہ سمجھے تو یہ نہایت جہالت ہے اور جو شخص جانے کہ قلم کچھہ حکم نہیں دیسکتا بلکہ وہ کاتب کے ہاتھہ میں مسخر ہوتا ہے تو وہ قلم کی طرف التفات نہیں کریگا اور سوا کاتب کے اور کا شکر گزار نہ ہوگا بلکہ بعض اوقات نجات کی خوشی اور بادشاہ کے شکر میں دل پر قلم اور سیاہی وغیرہ کا خطرہ بھی نہیں ہوگا پس آفتاب اور چاند اور ستارے اور مینہ اور ابر اور زمین اور ہر ایک حیوان اور پتھر وغیرہ سب خدا تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں اس طرح مسخر ہیں جیسے کاتب کے ہاتھہ میں قلم بلکہ یہ مثل بھی صرف سمجھانے کے واسطے لکھدی

گئی کہ لوگ یہی اعتقاد رکھتے ہیں کہ دستخط بادشاہ کیا کرتے ہیں مفصلہ
اور واقع میں کاتب خدائے تعالیٰ ہی ہے۔ چنانچہ ارشاد فرماتا ہے
کہ" وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی "(اور تو نے
نہیں پھینکی مشت خاک جس وقت پھینکی لیکن اللہ نے پھینکی) پس
جب آدمی پر یہ بات کھل جاتی ہے کہ تمام چیزیں آسمان و زمین
کی اسی طرح مسخر ہیں تو شیطان اس سے ناامید پھرتا ہے کہ اب
اس کی توحید میں یہ شرک جمادات کا تو نہیں ملا سکتا مگر دوسری
صورت سے پیش آتا ہے یعنی التفات حیوانات کے اختیار کا
اپنے افعال اختیاری ہیں، دل میں ڈالتا ہے اور کہتا ہے کہ
تو سب باتوں کو اللہ کی طرف سے کیسے اعتقاد کرتا ہے دیکھ
فلاں شخص تجھکو اپنے اختیار سے رزق دیتا ہے اگر چاہے دے
اور چاہے بند کر دے اور بادشاہ کو اختیار ہے کہ چاہے تیری
گردن تلوار سے اڑا دے چاہے معاف کر دے تو خوف
بادشاہ ہی سے چاہیئے اور اسی سے توقع رکھنی چاہیئے۔ کیونکہ
تو اسی کے قابو میں ہے اور یہ بات تو اپنی آنکھ سے دیکھتا ہے

فصل ۵ اور اس میں کچھ شک نہیں اور یہ بھی کہتا ہے کہ اگر قلم کو تو کاتب نہیں جانتا اس جہل سے کہ وہ کاتب کے ہاتھ میں مسخر ہے تو کاتب تو اس سے باختیار خود لکھتا ہے اس کو کاتب کیوں نہیں جانتا اس خطرہ میں اکثر لوگوں کے قدم بلغزش کہا جاتے ہیں۔ بجز اللہ تعالی کے مخلص بندوں کے جن پر شیطان مردود کو قابو نہیں وہ لوگ البتہ چشم بصیرت سے کاتب کو بھی مسخر اور مضطر دیکھتے ہیں جیسے ضعفا قلم کو مسخر دیکھتے ہیں اور ان کو معلوم ہو گیا ہے کہ ضعفا نے اس باب میں ایسی غلطی کی جیسے کہ چیونٹی مثلاً کاغذ پر پھرتی ہو اور دیکھے کہ قلم کی نوک کاغذ کو سیاہ کر رہی ہے اور اس کی بینائی ہاتھ اور انگلیوں پر نہ پہونچتی ہو۔ چہ جائیکہ کاتب کو دیکھے تو غلطی سے یہی جانیگی کہ کاغذ کی سفیدی کو قلم ہی سیاہ کرتا ہے اور اس کی غلطی کی وجہ یہی ہے کہ اس کی بینائی قلم کی نوک سے اوپر نہیں جا سکتی اس واسطے کہ اسکی آنکھ کا حدقہ بہت تنگ ہے پس اسی طرح جس شخص کا سینہ اسلام کے لئے خدائے تعالی کے نور سے نہیں کھلا اس کی بصیرت آسمان اور زمین

کے جبار کے دیکھنے سے قاصر ہے وہ نہیں دیکھ سکتا کہ وہ واحد فضل اور یکتا سب کے اوپر غالب ہے اس لیئے کاتب ہی پر انتظار راہ میں ٹھہر گیا اور یہ صرف جہالت ہے اور ارباب قلوب و مشاہدات کا حال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انکے لیئے آسمان اور زمین کے ہر ذرہ کو اپنی قدرت کاملہ سے گویا کر دیتا ہے یہاں تک کہ وہ لوگ ان ذرات کی تقدیس اور تسبیح خدائے تعالےٰ کیلیئے سنتے ہیں اور ان کے گوش حق نیوش میں آواز ان اشیاء کے اقرار کی اپنی عاجزی پر بدون کسی حرف اور صوت کے سنائی دیتی ہے جن کے کان ہی نہیں وہ اسکو البتہ نہیں سنتے ؎

برگ درختاں سبز در نظر ہوشیار ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار

ایک شخص سالک نور الہیٰ نے جو مشغل راہ رکھتا تھا کاغذ کو دیکھا کہ اس کا رخ سیاہی سے کالا ہو گیا ہے اس نے پوچھا کہ تیرا منہ تو سفید گالا تھا اب تو نے کالا کیوں کیا۔ اس کی کیا وجہ ہے کاغذ نے جواب دیا کہ یہ کیا انصاف ہے کہ یہ بات مجھ سے پوچھتا ہے، میں نے اپنے آپ تو کالا نہیں کیا روشنائی سے پوچھ کہ وہ دوات

فصل ۵ میں جہاں اس کا ٹھکانا اور وطن تھا بیٹھی تھی وہاں سے نکلی
اور میرے صفحۂ رخ پر زبردستی تاخت کی اس نے کہا کہ تو سچا ہے
پھر روشنائی سے پوچھا کہ کیا سبب ہے کہ جو تو نے کاغذ کا منہ
سیاہ کیا۔ اس نے کہا کہ بھلا مجھ سے پوچھتے ہو میں تو دوات میں
چپ چاپ بیٹھی تھی میرا قصد نہ تھا کہ اس جگہ سے نکلوں مگر قلم نے
اپنی طمع فاسد سے مجھ پر زیادتی کی اور مجھکو وطن سے بے وطن کر دیا
اور میری جماعت کو تتر بتر کر ڈالا سارے صفحہ پر ہم کو متفرق معلوم
ہی ہوتی ہوں عیاں راچہ بیاں۔ تو اس کی وجہ قلم سے پوچھنی چاہیئے
مجھ سے کیا علاقہ اس نے کہا کہ تو درست کہتی ہے پھر قلم سے وجہ
اس کی ظلم و زیادتی کی روشنائی پر پوچھی اس نے کہا کہ یہ امر مجھ سے
پوچھتے ہو میں تو ایک سینٹھا تھا کہ نہروں کے کنارے ہرے ہرے
درختوں میں کھڑا تھا ہاتھ سے چھری لیکر پوہنچا اور مجھکو جڑ سے
اکھاڑکر میرا پوست اُتارا اور کپڑے پھاڑے اور پوریاں جدا کیں
پھر تراشا اور سر چیرا اور قط لگایا پھر سیاہی میں ڈبویا اب مجھ سے
خدمت لیتا ہے اور مجھکو سر کے بل چلاتا ہے تو مجھ سے پوچھکر کیوں زخم

فصل ۵

پر نمک چھڑکتا ہے الگ رہ اور ہاتھ سے پوچھ کہ جسنے مجھے دبا
رکھا ہے اس نے کہا کہ تیرا قول درست ہے۔ ہاتھ سے پوچھا کہ
تو نے قلم پر کیوں ظلم کیا ہے اس سے خدمت کیوں لیتا ہے ہاتھ
نے کہا کہ میاں صاحب میں تو گوشت اور ہڈی اور خون ہوں تم نے
کہیں دیکھا ہے کہ گوشت ظلم کرتا ہو یا کوئی جسم اپنے آپ حرکت کرتا ہو
میں تو ایک سواری ہوں مجھپر ایک سوار قدرت نام سوار رہتا ہے
مجھے وہی پھراتا اور دوڑاتا ہے تمام زمین پر لئے پھرتا ہے دیکھو
درخت اور پتھر کوئی بھی اپنی جگہ سے نہیں ہلتا اور نہ اپنے آپ حرکت
کرے کیونکہ ان پر یہ زبردست سوار نہیں مردوں کے ہاتھ میں
اور مجھ میں صورت و شکل میں کچھ فرق نہیں وہ کیوں قلم نہیں
پکڑتے غرضکہ مجھ سے اور قلم سے کچھ واسطہ نہیں یہ سوال قدرت
سے کرنا چاہیئے میرا کچھ قصور نہیں میں صرف سواری ہوں سواری
مجھے ہلاتا ہے اس نے کہا بجا ہے۔ پھر قدرت سے پوچھا کیا وجہ
ہے کہ تو ہاتھ سے خدمت لیتی ہے اور اسے ادہر ادہر پھراتی ہے
اسنے کہا کہ تم مجھے عتاب اور ملامت مت کرو بہت ایسا ہوتا ہے

فصل ۵ کہ ملامت گر پر خود ملامت عاید ہوتی ہے اور جسکو ملامت کرتے
ہیں اس کا قصور نہیں نکلتا تم کو میرا حال کیا معلوم نہیں کیسے
جانا کہ میں نے ہاتھ پر سوار ہونے سے زیادتی کی میں تو اس پر
ملنے سے پہلے بھی سوار تھی مجھے اس کے ہلانے سے کیا مطلب
تھا میں تو چپ چاپ سوتی تھی اور ایسے خواب دخترگوش میں تھی
کہ لوگ یہ جانتے کہ مردہ ہے یا معدوم ہے یعنی نہ خود متحرک تھی
نہ دوسرے کو حرکت دیتی تھی یہاں تک کہ ایک موکل آیا اور اس نے
مجھکو ہلایا اور زبردستی مجھ سے یہ کام لیا جس پر تم ملامت کرتے ہو مجھکو
طاقت اسکی موافقت کی تھی نہ تاب مخالفت اس موکل کا نام ارادہ
ہے میں اسکو نام ہی سے جانتی ہوں یا اسی سے پہچانتی ہوں کہ
ایک بارگی اس نے چڑھائی کر کے مجھکو گہری نیند سے جگا دیا اور
بزور مجھ سے وہ کام لیا اگر میری تجویز تہا کوئی پوچھتا تو مجھ کو
گنجایش تھی کہ میں کچھ بھی نہ کرتی اس نے کہا کہ درست ہے
پھر ارادہ سے پوچھا کہ تجھکو کیا ہوا تھا کہ قدرت پر جو چپ چاپ
اطمینان سے سو رہی تھی جا پڑا اور اسکو حرکت دینے میں لگا دیا اور

ایسی زبردستی کی کہ اس کو تاب مخالفت نہ ہوئی اور بدوں تیری فصل ۵
اطاعت کے کوئی گریز اور مفر نظر نہ آیا ارادہ نے کہا کہ جلدی
مت کرو شاید تمہارے عتاب کا عذر میرے پاس موجود ہے
یعنی میں اپنے آپ نہیں اٹھا بلکہ مجھکو ایک زبردست حکم نے اٹھایا
اور بھیجا ہیں اس کے آنے سے پیشتر ٹھہرا ہوا تھا مگر بارگاہ حضرت
دل سے علم کا قاصد عقل کی زبانی میرے پاس آیا اور یہ پیام
سنایا کہ قدرت کو اٹھادے ہیں نے مجبوری قدرت کو حرکت
دی اسلئے کہ ہیں بیچارہ تابع علم وعقل کا ہوں مجھے خبر نہیں کہ مجھکو
ان کی خدمت گذاری کا کیوں حکم ہے اور کس لیئے ہیں ان کی
اطاعت کیلئے مجبور ہوں اتنا جانتا ہوں کہ جب تک یہ ایلچی نہیں
آتا تب تک چپ چاپ سے رہتا ہوں یہی میرا حاکم ہے خواہ عادل
ہے یا ظالم ہے اسی کے لئے میں مستعد ہوں اور اسی کی اطاعت
مجھپر واجب ولازم ہے بلکہ جب یہ حکم قطعی کردیتا ہے تو مجھکو
تاب مخالفت نہیں اپنی جان کی قسم ہے کہ جب تک وہ خود اپنے
جی میں متردد اور حکم میں متحیر رہتا ہے تو میں چپکا رہتا ہوں مگر

فصل ۵ چوکنا اور حکم کا منتظر رہتا ہوں اور جب حکم اس کا یقینی ہوتا ہے تو اپنی سرشت کی رو سے میں اس کی اطاعت اور فرماں برداری کے لئے مضطر ہو جاتا ہوں اور قدرت کو تعمیل مقتضائے حکم کیلئے اُٹھا دیتا ہوں اب تم اپنا سوال اور عتاب مجھ سے الگ رکھو علم سے میرا حال پوچھو بقول شخصے کہ مردہ بدست زندہ حکم حاکم مرگ مفاجات محکوم کو بجز اطاعت کیا چارہ ہے سالک نے کہا سچ ہے ۔

پھر علم اور عقل اور دل سے جا کر مطالبہ اور عتاب کیا کہ تم نے ارادہ کو اپنا تابع قدرت کے اُٹھانے کے لئے کیوں کیا اور اس سے خدمت کیوں لی عقل نے تو جواب دیا کہ میں تو ایک چراغ ہوں خود روشن نہیں ہوا کسی اور نے روشن کیا ہے اور دل نے کہا کہ میں ایک تختی ہوں خود نہیں پھیلی کسی نے پھیلایا ہے اور علم نے کہا کہ میں ایک نقش ہوں جو تختی دل کی سفیدی پر چراغ عقل کے روشن ہونے کے بعد منقوش ہو جاتا ہوں اور میں خود منقوش نہیں ہوا بہت دنوں یہ تختی مجھ سے پیشتر خالی ہی تھی ۔ پس جس قلم نے کہ مجھکو نقش کیا اس سے پوچھو کیونکہ نقش بدون قلم کے

نہیں۔ اس وقت سائل عاجز ہوکر جواب پر قانع نہوا اور کہنے لگا فصل ۵
کہ اس راہ میں میں بہت پھرا اور بہت سی منزلیں طے کیں اور جس
مجھے توقع ہوئی کہ یہ بتلاویگا وہ دوسرے ہی پر حوالہ کرتا گیا مگر
پھرنے کی کثرت سے میں خوش ہی ہوتا تھا اس لئے کہ ہر کوئی ایک
جواب معقول دل پسند تو دیتا تھا اور دفع سوال میں ایک عذر ظاہر
بیان کرتا تھا مگر تو جو کہتا ہے کہ میں خط اور نقش ہوں مجھکو قلم نے
لکھا ہے یہ بات میں نہیں سمجھتا اس لئے کہ میں صرف قلم نے وغیرہ
کا جانتا ہوں اور تختی بھی لوہے لکڑی کی دیکھی ہے اور نقش
سیاہی و سرخی وغیرہ معلوم ہے چراغ آگ سے روشن دیکھا ہے
مگر اب جو ذکر تختی اور چراغ اور خط اور قلم کا ہے ان میں سے
کوئی چیز نہیں دیکھی عجیب بات ہے کہ کچھ سنتا ہوں اور کچھ
نہیں دیکھتا علم نے کہا کہ تم جو کہتے ہو ٹھیک ہے اس کی وجہ یہ ہے
کہ تمہارے پاس مایہ اور زاد کم ہے اور سواری کم زور اور جس راہ
کے طے کرنیکا قصد رکھتے ہو اس میں مہلکے اور مخاوف بہت ہیں
بہتر یہ ہے کہ اب اس خیال سے درگذرو اور اپنی راہ لو۔ تم مرد اس

فصل ۵ میدان کے نہیں ہو جس کا کام اسی کو ساجھے اور اگر تم مقصد کی راہ
پوری ہی کرنی چاہتے ہو تو کان لگاؤ اور سنو کہ تمہارے اس رستہ
کے عالم تین ہیں اول عالم ملک و شہادت ہے جس میں کی چیزیں
کاغذ اور قلم اور روشنائی اور ہاتھ وغیرہ تھے ان سے تم بتدریج
بڑھ آئے دوسرا عالم ملکوت ہے وہ میرے بعد ہے جب تم مجھ سے
آگے چلو گے تو اس عالم کی منزلوں میں جا پہونچو گے اس عالم میں
جنگل وسیع اور بڑے بڑے دریا اور اونچے اونچے پہاڑ ہیں مجھے
نہیں معلوم کہ تم ان میں کیسے بچو گے - اور تیسرا عالم جبروت ہے -
وہ ملک اور ملکوت کے درمیان میں ہے اسی میں سے تم تین منزلیں
طے کر چکے ہو اسلئے کہ اس کے شروع میں منزل قدرت اور ارادہ
اور علم ہے اور یہ عالم ملک اور ملکوت میں واسطہ ہے یعنی عالم
ملک کا راستہ بہ نسبت اس کے سہل ہے اور عالم ملکوت کا راستہ
اس کی نسبت نہایت سخت اور دشوار گزار ہے اس عالم کو ان دونو
عالم کے درمیان ایسا جاننا چاہیئے جیسے کشتی کی چال زمین اور
پانی کے درمیان ہے - یعنی نہ تو وہ مضطرب پانی کی طرح ہوتی ہے

نہ ساکن زمین کی طرح اور جو شخص زمین پر چلتا ہے وہ عالم ملک اور فضل شہادت میں چلتا ہے۔ پس اگر اس کی قوت زیادہ ہو اور کشتی پر سوار ہو سکے تو ایسا ہو گا کہ گویا عالم جبروت میں سیر کرتا ہے اور اگر اس سے بھی زیادہ قوی ہو اور پانی پر بے کشتی چلنے لگے تو بلا تردد عالم ملکوت میں سیر کرے گا۔ پس اگر تم پانی پر بدوں کشتی نہیں چل سکتے تو پھر جاؤ کہ زمین سے تجاوز کر چکے کشتی کو پیچھے چھوڑا اب تو نرا پانی ہی رہ گیا ہے اور آغاز عالم ملکوت کا یہ ہے کہ جس قلم سے کہ دل کی تختی پر علم لکھا جاتا ہے وہ نظر پڑے اور جس یقین سے کہ پانی پر چل سکتے ہیں وہ حاصل ہو جاوے۔ تم نے یہ حدیث آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حال میں نہیں سنی کہ جب آپ کے سامنے مذکور ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پانی پر چلتے تھے تو آپ نے فرمایا کہ "لو ازداد یقیناً لمشی علی الھواء" یعنی اگر انکو یقین اور زیادہ ہوتا تو ہوا پر چلتے۔ سالک نے کہا کہ میں اپنے معاملہ میں حیران ہوں اور تو نے جو رستہ کا خوف بتایا اس سے میرا دل تھراتا ہے مجھے معلوم نہیں

فصل کہ جو جنگل تو نے بتائے ہیں مجھ میں طاقت انکے قطع کی ہے یا
نہیں۔ اس کی کچھ پہچان بھی ہے۔ علم نے کہا کہ علامت کیوں نہیں
یہ علامت ہے کہ تم اپنی آنکھ خوب نظر باندھ کر میری طرف کھولو اگر
تم کو وہ قلم جس سے میں دل پر منقوش ہوتا ہوں نظر آوے تو ایسا
لگتا ہے کہ تم اس راہ کے اہل ہو گئے کیونکہ جو شخص عالم جبروت
سے بڑھ کر ملکوت کے دروازے پر دستک دیتا ہے اس کو
وہ قلم سوجھنے لگتا ہے دیکھو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
ابتداء نبوت میں وہ قلم معلوم ہوا تھا جبکہ یہ آیت اتری "اقراء
وربك الاكرم الذى علم بالقلم علم الانسان مالم
يعلم" (پڑھ تیرا رب بڑا کریم ہے جس نے علم سکھایا قلم سے آدمی کو وہ جو جانتا
تھا) سالک نے کہا کہ میں نے اپنی آنکھ کھولی اور خوب تاکا مگر
مجھکو تو نہ قلم نظر آتا ہے نہ لکڑی اور میں نے تو قلم ان ہی چیزوں
کے دیکھے ہیں علم نے کہا کہ تم کیسی بات کہتے ہو تم نے نہیں سنا
کہ گھر کا سامان مثل مالک مکان کے ہوا کرتا ہے تمھیں معلوم
نہیں کہ اس کی ذات کسی ذات سے مشابہ نہیں نہ اس کا ہاتھ اور

ہاتھوں کے مانند قلم اس کا اور نہ قلموں کی صورت نہ اس کا خط فصل ۹
اور خطوں کی طرح نہ اس کا کلام اور کلاموں کے موافق یہ امور الٰہی
ہیں اور عالم ملکوت میں سے ہیں جس طرح کہ اور اجسام مکان میں
ہوتے ہیں خدا تعالیٰ کی ذات نہ تو جسم ہے اور نہ کسی مکان میں
اور نہ اس کا ہاتھ مرکب گوشت و ہڈی و خون سے ہے جیسے اور
ہاتھ ہوتے ہیں نہ قلم اس کا نے کا نہ تختی لکڑی کی نہ کلام حروف
اور آواز کا نہ کتابت نقش و نگار کی نہ روشنائی پھٹکری مازو وغیرہ
کی پس اگر تم کو یہ باتیں ایسی نہیں سوجھتیں تو ہماری دانست میں
تم مخنث ہو یعنی جو لوگ خدا تعالیٰ کو منزہ اور پاک سمجھتے ہیں وہ
تو مرد ہیں اور جو اس کو تشبیہ اور اجسام سے دیتے ہیں وہ مونث
ہیں اور تم ان دونوں کے درمیان مخنث ہو نہ ادہر ہو نہ اُدہر ہو بتاؤ
تو خدائے تعالیٰ کی ذات و صفات کو اجسام سے کیسے منزہ کیا اور
اس کے کلام کو معانی اور حروف کو آوازوں سے کس طرح پاک
سمجھا کہ اب اس کے ہاتھ اور قلم اور تختی اور کتابت پر توقف
کرتے ہو اور انکو نہیں سمجھتے ہو پس اگر ارشاد آنحضرت صلی اللہ علیہ

نصل۵ وسلم کہ ان اللہ خلق آدم علیٰ صورتہ کے یہ معنی سمجھے ہو کہ جیسی

صورت ظاہری حضرت آدم علیہ السلام کی آنکھ سے محسوس ہوتی

تھی خدائے تعالیٰ اسی صورت کا ہے تو تمہاری صاحب تشبیہ ہونے

میں کیا شبہ ہے جیسے کہتے ہیں کہ صرف یہودی ہو جاؤ ورنہ توریت

سے مت کھیلو یعنی توریت سے کھیلنا دلالت خالص یہودی

ہونے کی ہے۔ اسی طرح سے جو شخص خدائے تعالیٰ کو اجسام

ظاہری جیسا جانے وہ بھی نرا صاحب تشبیہ ہے اور اگر تم اس

حدیث سے صورت باطنی جو چشم باطن سے معلوم ہوتی ہے نہ چشم

ظاہر سے سمجھے ہو تو بے شک تم خدائے تعالیٰ کو پاک سمجھتے ہو

نری تنزیہ کا اور پاکی کے میدان کے مرد ہو۔ اب منزل طے کرو

کہ تم طویٰ کی وادی مقدس میں ہو اور سر قلبی سے سنو کہ کیا حکم

ہوتا ہے شاید اس بات سے تم کو تجلی پر راہ ملے اور کیا عجب ہے

کہ حجب عرش سے تم کو بھی وہی آواز پہونچے جو حضرت موسیٰ

علیہ السلام کو پہونچی تھی کہ انی انا ربک فاخلع نعلیک"۔

جب سالک نے علم کی تقریر یعنی اپنے قصور سے واقف ہوا اور معلوم

کیا کہ واقع میں میں تشبیہ اور تنزیہ کے درمیان میں مخنث ہوں فصل ۵
اور اس کا دل نفس کو عین نقصان میں دیکھکر مارے غصہ کے
جل گیا اور چونکہ اس کے دل کا تیل ایسا تھا کہ بدوں آگ لگے ہی
قریب جلنے کے تھا جب علم کی اشتعالک اسکو پہونچی وہ تیل
روغن ہوگیا اور نور علی نور بن گیا علم نے اس سے کہا کہ لو اب
مواقع غنیمت جانو اور اپنی آنکھ کھولو شاید تجلی کی راہ ملے سالک
نے آنکھ جو کھولی تو اس کو وہ قلم الہٰی معلوم ہونے لگا دیکھا تو
جیسا علم نے بتایا تھا ویسا ہی ہے کہ نہ وہ سنے کا ہے نہ لکڑی
کا نہ اس کے نوک ہے نہ منہ وہ سب آدمیوں کے دلوں پر طرح
طرح کے علوم لکھتا ہے اور اس کی ایک نوک ہر ایک دل پر ہے
حالانکہ اس کے کوئی نوک نہیں سالک کو اس سے بڑا تعجب ہوا
اور کہا کہ علم عجب رفیق ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو میری طرف سے
جزائے خیر دے کہ جو کچھ اوصاف اس نے قلم کے بتائے تھے
وہ سب مجھے ظاہر ہوگئے واقع میں یہ قلم اور قلموں کی طرح کا نہیں
پھر سالک علم کا شکر گزار ہو کر رخصت ہوا اور کہا کہ میں تیرے

حضرہ پاس بہت ٹھہرا اور بہت کچھ پوچھا اب میرا قصد ہے کہ قلم کی خدمت
میں جاکر اس کا حال دریافت کروں غرض وہاں سے جاکر قلم سے
پوچھا کہ تیرا کیا حال ہے کہ تو ہمیشہ لوگوں کے دلوں پر ایسے علم
لکھتا ہے جن سے ارادہ جاکر قدرت کو اٹھا دیتا ہے اور اقوال اختیاری
سرزد ہونے لگتے ہیں قلم نے کہا کہ تم نے عالم ملک وشہادت میں
جو کچھ دیکھا تھا اور وہاں کے قلم کا جواب سنا تھا وہ تم بھول گئے
یعنی جب تم نے اس قلم سے پوچھا تھا تو اس نے ہاتھ حوالہ کر دیا
تھا اس نے کہا کہ میں بھولا نہیں قلم نے کہا کہ تو وہی جواب میرا
ہے جو اس قلم کا تھا اس نے کہا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے تو تو اسکی
صورت کا نہیں قلم نے کہا کہ تم نے نہیں سنا کہ ان اللہ خلق
ادم علی صورتہ سالک نے کہا کہ میں نے سنا ہے قلم نے کہا
کہ میرا حال بادشاہ کے دہنے ہاتھ سے پوچھو کہ میں اسی کے قبضہ
میں رہتا ہوں وہی مجھکو پھیرتا ہے میں اس کے قابو میں مسخر ہوں
یعنی قلم الہی اور قلم آدمی میں مسخر ہونیکی بابت سے کچھ فرق نہیں اگر فرق
ہے تو ظاہر صورت کا ہے سالک نے پوچھا کہ بادشاہ کا دہنا ہاتھ

کیا ہے قلم نے کہا کہ جس کا مذکور ہم نے اس آیت میں سنا ہے۔ فصل ۵
"والسمٰوات مطویات بیمینہ" (آسمان لپٹے ہیں
اس کے دہنے ہاتھ میں) میں اس کے دہنے ہاتھ کے قبضہ میں
ہوں وہ جس طرح چاہتا ہے ان کو پھیرتا ہے سالک قلم کے
پاس سے یمین کے پاس گیا اور اس میں قلم سے بھی زیادہ عجائب
دیکھے جن میں سے کسی کا وصف بیان نہیں ہو سکتا بلکہ ہزار ہا دفتر
میں اس کی شرح و وصف کا دسواں حصہ بھی نہیں لکھا جا سکتا خلاصہ
یہ کہ وہ یمین یعنی دہنا ہاتھ ہے نہ اور دہنوں کی طرح اور بازو ہے
نہ اور بازوؤں کی طرح کا اور انگلیاں ہیں نہ اور انگلیوں کی موافق
اس ہاتھ میں قلم کو حرکت کرتے ہوئے دیکھ کر معلوم کیا کہ قلم کا
عذر درست ہے۔ تب دہنے ہاتھ سے اس کا حال پوچھا کہ
قلم کو حرکت کیوں دیتے ہو اس نے جواب دیا میرا وہی جواب ہے
جو عالم شہادت کے ہاتھ نے دیا تھا یعنی حوالہ قدرت پر کیا کیونکہ
ہاتھ کو خود بخود حرکت نہیں اس کی محرک قدرت ہوتی ہے سالک
قدرت کے عالم کو گیا اور وہاں ایسے عجائبات دیکھے جن کے

فصل ۵ سامنے پیشتر کے عجائبات گردتے قدرت سے حال حرکت مین
کا پوچھا اس نے جواب دیا کہ میں صرف صفت ہوں قادر سے پوچھ
کہ اس کا بتانا موصوف کا کام ہے نہ صفت کا اور اس وقت
قریب تھا کہ سالک کو لغزش ہو جاتی اور زبان سوال کشادہ کر بیٹھا
مگر اس کو استقلال مرحمت ہوا اور سرا وقات عظمت قادر مطلق
سے آواز آئی کہ "لایسئل عما یفعل وھم یسئلون" (اس سے
پوچھا نہ جاوے جو کچھ وہ کرے اور ان سے پوچھا جاویگا) اس امر
کو سنکر سالک پر ہیبت چھا گئی اور پچھاڑ کھا کر بے ہوش ہوگیا
اور اسی بے ہوشی میں دیر تک تڑپتا تھا جب ہوش آیا تو کہا کہ
الہی تو پاک ہے تیری شان کیا بڑی ہے میں نے تیرے سامنے
توبہ کی اور تجھ پر بھروسہ کیا اور اس بات پر ایمان لایا کہ تو بادشاہ ہے
جبار و قہار یکتا کردگار ہے میں تیرے سوا کسی سے نہ ڈرونگا
نہ دوسرے سے توقع کرونگا اور پناہ نہ مانگونگا مگر تیرے عفو کی
تیرے عذاب سے اور تیری رضا کی تیرے غصے سے اور مجھے اب
کچھ کام نہیں بجز اس کے کہ تیرے سامنے گڑگڑا کر سوال کروں۔

اور منت وسماجت سے میں کہوں کہ میرا راستہ کھولدے تاکہ میں تجھ کو
پہچان لوں اور میری زبان کی گرہ دور کردے تاکہ میں تیری تعریف
کروں حجاب کی آڑ سے خطاب ہوا کہ خبردار ثنا کی طمع مت کر اور
سرور کائنات مفخر انبیاء سے آگے بڑھ کر قدم مت دھر انہیں
کے پاس جا جو تجھکو وہ دیں وہ لے لے اور جس چیز سے روکیں
اس سے باز رہ اور جو کچھ اُنہوں نے کہا دیکھ زبان پر لا دیکھ اُنھوں
نے اس درگاہ میں اس قول کے سوا کچھ نہیں کہا۔ سبحانک
لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علیٰ نفسک '
پاک ہے تو میں نہیں پوری کرسکتا تیری تعریف تو ایسا ہے جیسا
تو خود کرے اپنے نفس کی تعریف۔ سالک نے عرض کیا کہ الٰہی
اگر زبان کو یارا تیری ثنا کا نہیں تو یہی معلوم ہو جاوے کہ دل کو
بھی تیرے معرفت کی توقع ہوسکتی ہے یا نہیں آواز آئی کہ کیا
صدیقوں کی گردن پر سے کودا چاہتا ہے خبردار اور ہوش سنبھال
صدیق اکبرؓ کا حال دیکھ اور ان کی پیروی کر اسلئے کہ سید الانبیاؐ
کے اصحاب ستاروں کے مثل ہیں جن کی اقتدا کرے گا راستہ

وفصل[۵] ملیگا۔ صدیق اکبر[رض] کہتے ہیں۔ العجز عن درك الادراك ادراك/ ادراک کے دریافت کرنے سے عاجز ہونا ہی ادراک ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ ہماری درگاہ سے تیرا بہرہ اسی قدر بہت ہے کہ تو یہ جان لے کہ میں اس دربار سے محروم ہوں اور جمال اور جلال کے ملاحظہ سے عاجز ہوں کیوں ۵

کہ خاصان دریں رہ فرس رانده اند　　بلا احصی از تگ فرو مانده اند

اسکے بعد سالک پھرا اور اپنے سوال اور عتاب کا عذر یمین اور قلم اور ارادہ اور قدرت اور بعد کی چیزوں سے کیا۔ اور کہا کہ مجھ کو معذور رکھو اسلئے کہ میں اجنبی تھا اور ان ملکوں میں نیا آیا تھا اور جو شخص اجنبی چلا آتا ہے اس کو وحشت ہوتی ہی ہے میرا انکار تم پر صرف قصور و جہالت سے تھا اب مجھکو تمہارا عذر معلوم ہوگیا اور ظاہر ہوا کہ ملک اور ملکوت اور عزت و جبروت میں یگانہ ذات اور حکم کی رو سے وہ خدائے واحد و قہار ہے تم لوگ اسکے قبضہ قدرت میں مسخر و متحرک ہو وہی اول ہے اور وہی آخر وہی ظاہر ہے اور وہی باطن۔

پس توحید فعلی سالکین کی اس طرح تھی یعنی جن لوگوں پر کھل فصل ۵
گیا تھا کہ فاعل ایک ہی ہے ان کا طریق توحید اس طرح تھا۔
خلق اللہ تعالیٰ کی قدرت اور ارادہ کے جاری ہونے کی جگہ اور اسکے
افعال کا محل ہے گو خلق خود بھی اسکے افعال ہی میں سے ہے لیکن
خدائے تعالیٰ کا بعض فعل بعض کا محل ہوتا ہے مثلاً حدیث شریف
میں لفظ اعملوا ہر چند زبان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکلا مگر
افعال الٰہی میں سے وہ بھی ایک فعل ہے اور اس بات کا سبب
ہے کہ خلق کو معلوم ہو جائے کہ عمل کرنا مفید ہے اب لوگوں کا
جاننا بھی ایک خدا کا فعل ہے اور وہ بھی ایک اور بات کا سبب
ہے یعنی علم ہی کے باعث ارادہ پختہ حرکت وطاعت کا پیدا
ہوتا ہے پھر ارادہ و شوق بھی فعل الٰہی ہے اور حرکت اعضا کا سبب
ہے اور حرکت اعضا بھی خدا کے افعال میں سے ہے اسی طرح
سب باتیں اس کے افعال میں سے ہیں مگر ایک دوسرے کا
سبب ہوتی ہیں یعنی فعل اول شرط ہوتا ہے دوسرے کی
جیسے جسم کا پیدا ہونا عرض کے لئے شرط ہے یعنی عرض سے پہلے

فصل ۵ جسم کے نہیں پیدا ہوتا اور زندگی کا پیدا ہونا علم کی پیدائش کے لئے شرط ہے اور علم کا پیدا ہونا ارادہ کی پیدائش کے لئے شرط ہے یہ سب افعال خدا تعالی کے ہیں اور ایک دوسرے کے لئے اسی اعتبار سے سبب ہیں ان کے سبب ہونے سے یہ مقصود نہیں کہ وہ ایک دوسرے کے موجد ہیں بلکہ یہ غرض ہے کہ غیر کے حاصل ہونے کے لئے شرط ہیں کہ اول یہ ہو چکے تو دوسرا امر ہو جیسے زندگی جب ہو کہ جب اول جوہر ہو چکے اور علم کے قبول کی استطاعت جب ہو جب پہلے حیات ہو لے اور ارادہ اس وقت ہو جس وقت علم پیشتر آ چکے اس طرح اگر آدمی تحقیق کرے گا تو جو رتبہ توحید کا ہم اوپر لکھ آئے ہیں اس تک ترقی کر جاوے گا۔ (احیاء العلوم جلد ۴ باب توکل)

از قطب الاقطاب غوث الاعظم سیدی محی الدین عبد القادر جیلانی رض

کیف یحسن منک العجب فی اعمالک ورؤیۃ نفسک — گھمنڈ اور خود بینی کرنا اپنے اعمال میں اور اپنے نفس کو دیکھنا ان میں کیا

فیہا وطلب الاعواض علیہا	عوض مانگنا ان پر کس طرح تجھے زیبا معلوم ہوتا ہے حالانکہ یہ سب کچھ
وجمیع ذالک بتوفیق اللہ	اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اس کی مدد
وعونہ وقوتہ وارادتہ	اور اس کی قوت اور اس کے ارادہ
وفضلہ	اور اسکے فضل سے ہے
کیف تعجب بمجرد فعلک	اپنے مجرد فعل پر کیونکر عجب ہو سکتا
واضافۃ ذلک الیہ فی الاحوال	ہے (حالانکہ کل احوال میں) فعل
کلہا الا الشر والمعاصی فانک	کی نسبت حق تعالیٰ کی طرف ہے
تضیفہا الی نفسک فہی احق	مگر شر و عصیان کی نسبت نفس
بذالک لانہا ماوی کل	مضاف ہے کہ وہی اس کا احق
شر وان کان ہو عزوجل	ہے کہ وہ ماوی ہر شر کا ہے اگرچہ
خالقک وخالق افعالک	اللہ سبحانہٗ تعالیٰ تیرا اور تیرے
مع کسبک انت الکاسب	افعال و کسب کا خالق ہے پس تو
وھو الخالق واللہ خلقکم	کاسب ہے اللہ تعالیٰ خالق ہے
وما تعملون	وَاللہ خلقکم وما تعملون ۔

فصل ۵ فیما کسبت ایدیکم (فتوح الغیب المقالة السبعون)

تحقیق این سخن آنست که در آدمی صفتے ہست کہ یکے از دو جانب فعل و ترک را ترجیح میکند اگر چیزے موافق و ملایم خواہش و طبع اوست جانب فعل را ترجیح میکند و اگر نا ملایم است جانب ترک را ترجیح مینماید و معنی اختیار و مراد بکسب این ستلہ و پروردگار عالم جلت قدرتہ ہر چیز را سببے ساختہ چنانکہ آتش برائے سوختن و آب برائے تر کردن و سبب پیدا کردن افعال بندگان قصد ایشاں را ساختہ ہر گاہ آدمی قصد بفعل یا ترک کرد حق سبحانہ و تعالیٰ پیدا می کند در وے آنرا پس ہمہ از خدا است بجہت خالقیت و از بندہ بحیثیت کاسبیت ولیکن ادب آنست کہ در جانب خیر ہماں جہت خالقیت ملحوظ و منظور دارند و در شر حیثیت کاسبیت معتبر انگارند و حق سبحانہ در قرآن مجید بندگان را تعلیم این ادب کردہ است و گفتہ "ما اصابک

لہ و این اختیار و کسب تابع عین ثابتہ اوست کہ مطابق مقتضیات عین ثابتہ کہ غیر مجعول اند خلق الہی واقع می شود۔ تفصیلش از عارف کامل نجواہ (مولف)

من حسنة فمن اللہ وما اصابک من سیئة فمن نفسک فصرہ
اسے قل ان الحسنة من اللہ والسیئة من نفسک و
سید عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرمود در الخیر کلہ بیدیک
والشر لیس الیک" یعنی نیکی ہم از تست و بدی ہم اگرچہ پیدا کردہ
تست ولیکن اورا نسبت بتو کردن بے ادبی است و نیز خلق شر
شر نیست از جہت وجود حکم و مصالح در وجود آن فعل شر شر است الخ
(شرح از مولنا شاہ عبد الحق
محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ)

فلا یری الا فعل الحق عزو جل	پس نہیں دیکھتا ہے مگر فعل الہی
فیصیر موقنا موحدا ضرورۃ	جل شانہ کو پس ہوتا ہے صاحب
فیقطع ان لا فاعل علی	یقین و توحید بحکم اضطرار پس یقینا
الحقیقة الا اللہ ولا محرک	پاتا ہے کہ حقیقتاً کوئی فاعل نہیں
ولا مسکن الا اللہ ولا خیر	ہے مگر اللہ تعالیٰ اور نہیں ہے
ولا شر ولا ضر ولا	کوئی محرک و مسکن مگر اللہ تعالے
نفع ولا عطاء ولا منع	اور نہ خیر و شر اور نہ ضرر و نفع اور نہ

فصل ۵ ولا فتح ولا غلق ولا موت — عطا و منع اور نہ فتح و قبض اور نہ
ولا حیوۃ ولا عز ولا ذل — موت و حیات اور عزت و ذلت
ولا غنی ولا فقر الا بید — اور نہ غنیٰ و فقر مگر اللہ ہی کے ہاتھ
اللہ - فیصیر حینئذ فی القدر — میں ہے - پس اس موقع پر قدر
کالطفل الرضیع فی ید — کے ماتحت ایسا ہوتا ہے جیسا
الظئر والمیت الغسیل — طفل شیر خوار کے ہاتھ میں اور
فی ید الغاسل والکرۃ فی — میت غسال کے ہاتھ میں اور
صولجان الفارس - یقلب — جیسے گیند چوگان سوار کے سامنے
ویغیر ویبدل ویکون ولا — منقلب و متغیر و متبدل ہوتا ہے
حراک بہ فی نفسہ ولا فی — کہ اس کی کوئی ذاتی حرکت باقی
غیرہ فہو غائب عن نفسہ — نہیں رہتی وہ اللہ تعالیٰ کے
فی فعل مولاہ — فعل میں غائب و مستغرق ہوتا ہے

(فتوح الغیب مقالۃ الثالثۃ)

یعنی می باید ترا بطریق ہدایت و وجدان بے اختیار فکر و نظر
اگرچہ بنظر و فکر نیز بتواں یافت کہ فاعل حقیقی و موثر تحقیقی باید کہ ذات

حق باشد کہ واجب بوجود و قادر مطلق است زیرا کہ چون ذات بندہ فعل و
وجود وے و اسباب و آلات و مبادی فعل ہمہ از حق است
و قدرت بندہ را دران دخلے نہ فعلی کہ صادر گردد و از آن نیز از حق
باشد ثبت الجدار ثم النقش بیت

چیزے کہ وجود او بخود نیست ہستیش نہادن از خرد نیست

(شرح از مولنا شاہ عبد الحق
محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ)

وکلّ ذالک بفعل فاعل	تمام احوال خلق ایک فاعل
وتدبیر مدبّر وھو اللّٰہ	ومدبر کے فعل وتدبیر کے ماتحت
لتکون موحدًا للرّب ولا	ہیں اور وہ (فاعل) اللہ تعالیٰ
تنس مع ذالک کسبھم	ہے تا آنکہ رہیگا تو موحد اپنے
لتخلص من مذھب الجبریۃ	اللہ عزوجل کے لئے اور یاد جو
واعتقاد الافعال	اسکے فراموش نہ کر نسبت
لا تتمھم دون اللّٰہ تعالیٰ	کسب کو اس صورت میں مذہب
کیلا تعبدھم وتنسی اللّٰہ	جبریہ سے خلاصی پاوے گا۔

فصل ۵ ولا تقل فعلهم من دون اللہ فتکفر فتکون قدریا ولکن قل ھی للہ خلقا وللعباد کسبا

(فتوح الغیب المقالۃ العاشرہ)

اور اعتقاد رکھ کہ افعال بندگان انکی قدرت پیدا تمام نہیں ہوتے بغیر قدرت حق تعالی کے تاکہ لوگوں کی پرستش نہ کر سکے اور حق تعالی سے فراموشی نہ ہو سکے اور نہ کہو کہ ان کا فعل محض ان ہی کے قدرت سے بغیر قدرت حق تعالے ہے اگر ایسا کہو گے تو کافر و قدری ہو جاوگے مگر یوں کہو کہ افعال کی نسبت حق تعالی کے طرف خلقاً اور بندہ کی طرف کسباً ہے

جبریہ می گویند کہ بندہ را در فعل اصلاً اختیارے نیست و حرکت او مثل حرکت جمادات است و قدریہ طائفہ اند کہ میگویند بندہ خالق افعال خود است و آنچہ صادر می گردد از وے

حرکات و سکنات بہ قدرت او واقع میگردد نہ بقدرت حق و استاد نفس [۵]

افعال عباد بحق بجہت اقتدار و تسبب است و این قول بدعت است

و بغایت شنیع و اشراک است بہ پروردگار تعالیٰ در خالقیت

و نزدیک است کہ منجر بکفر گردد و بعضے علما گفتہ اند کہ ایشان

درین قول بدتر اند از ثنویہ کہ گویند خالق عالم دو است و ایشان

شرکا لا یعد و لا یحصیٰ اثبات کنند و در واقع کردارہائے

بندگان داخل عالم است و چون پروردگار تمام عالم اوست

پیدا کنندہ کردارہائے بندگان نیز او باشد و نیز چون ذات صفات

بندگان و اسباب و آلات ہمہ از وست ہمہ کردارہائے بندگان

کہ اثر و نتیجہ آنست نیز از وے باشد ذات و صفات بندگان ہمہ

از حق و افعال از ایشان معقولیت ندارد و تثبت الجدار ثم النقش [۵]

چیزے کہ وجود او بخود نیست ہستیش نہادن از خرد نیست

افعال عباد مر خدا راست از روئے آفریدن و پیدا کردن و مر بندگان

راست از روے ورزیدن و گرد آوردن و این مذہب اہل سنت

والجماعت است واسطہ است میان جبر و قدر و باین اشارت کرد

فصل ۵ استناد اہل معرفت امام بحق ناطق ابو عبداللہ جعفر صادق علیہ وعلیٰ آبائہ الکرام التحیۃ والسلام بقول خود "لا جبر ولا قدر ولکن امر بین امرین"۔ وتحقیق این کلام آنست کہ پیدا کردن پروردگار تعالیٰ اشیا را دو نوع است با اسباب وبے اسباب وآنرا اسباب عادی خوانند چنانکہ آتش را برائے گرم کردن وطعام را برائے سیر گردانیدن وآب را برائے سیراب ساختن آفریدہ وعادت الٰہی تعالیٰ بران جاری شدہ کہ مسببات را بے اسباب پیدا نہ کند وبا وجود آن قادر است کہ بے آن نیز کند واگر خواہد با وجود آن ہم نکند وآنرا خارق عادت خوانند وقصد وارادت بندگان را سبب ساختہ برائے پیدا کردن حرکات وسکنات ایشان را وآیات واحادیث نیز دلالت وارد بران۔ وقضیہ امر ونہی نیز مبنی است بر وجود کسب ومدخلت بندگان در افعال چنان کہ می فرمایند کما جاءت بہ الآثار چنانکہ آمدہ است بوجود کسبیت مر بندگان را آثار واخبار از شارع ببیان موضع الجزاء من الثواب والعقاب۔ برائے بیان کردن جائے پاداش

کردار ہا از ثواب و عقاب و لفظ موضع مفخم است یا مراد بداں حضرہ بہشت وو وزخ است چہ ایں آثار کہ در جزاے اعمال ورود یافتہ است ہمہ مثبت فعل و عمل اندمر بندگان را واسناد واضافت آنہا بایشاں دلالتاً وصریحاً ناطقند بداں و باوجود آں در اثبات خالقیت حق علی الاطلاق چہ افعال وچہ غیر افعال ونیز آیات آثار ورود یافتہ و کریمۂ واللہ خلقکم وما تعملون مثبت ہر دو جانب است پس بہردو باید گروید و بہردو باید ایماں آورد و ہر دو جانب را نگاہ داشت واللہ اعلم بحقیقۃ الحال ؎

فرداکہ پیشگاہ حقیقت شود پدید ؎ شرمندہ روشوی کہ عمل برمجاز کرد

(شرح از مولٰنا شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ)

از حضرت شیخ اجل عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

لاحول ولاقوۃ الا باللہ

العلی العظیم

سالکان طریق تحقیق دو اقفان سر حقیقت ہر کارے و ہر عملے

فصل۵ که کنند از حول و قوت خود متبری باشند و از رویت عمل و اختیار
خود خالی و فانی - و تدبیرے و اختیارے که مولی تعالی برائے ایشاں
کرده و وضع نموده است از وظائف عبادات و اقسام طاعات
توزیع اوقات بجا آرند و نظر بر سببیت و عمل و ترتیب جزا و استحقاق
ثواب نگمارند - و در نظر ایشاں جز فضل حق و توفیق و قدرت وے
سبحانه نماند جمع بین الشریعة والحقیقة که گویند این باشد و آنکه درکن
ومکن عمل در زجر و منع نفس بر حول و قوت خود استاده بود و بتدبیر و اختیار
خود گرفتار به سبب عمل ناظر و خواهد که به سعی قدرت و زور بازوے
عمل براه رود و حق را بجزائے عمل خود بر حکم وعده او مطالبه کند
ایں نیز اگرچه در حساب ظاہر و ایماں معامله شریعت صورتے دارد - اے
کاش کسے کارے کند و بہر حال باعث عمل پیدا کند تا اینجا برسد پس
ازاں بگذرد اما از حلیه ادب طریقت و مشاہده سر توحید و حقیقت
عامل غافل بود و از وصول مقام فقر و فنا محروم باشد - اعمال
و افعال بندگاں ہمه بخلق قدرت الہی تعالی است -

(کتاب المکاتیب صفحه ۱۱۸)

واللہ خالق والعبد کاسبٌ — اور اللہ خالق (افعال) ہے اور فصل عبد کاسب ہے۔ (عقاید نسفی)

حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

تمام عالم اور اس کے حرکات و سکنات بالکل ایسے ہیں جیسے بازی گر کی پتلیاں اور ان کی حرکات و سکنات ان سب کا مرجع ایک ہے اور یہ سب اسی کے فعل کے ساتھ وابستہ ہیں۔

لا فاعل فی الوجود الا اللہ (ملخصاً از ہمعات)

از مقدمہ فصوص الحکم

ہمہ از دوست کو توحید افعالی کہتے ہیں یعنی اول سالک کو یہی توحید پیش آتی ہے اسلئے کہ تمامی افعال سے یگانگی اور معرفت ذات کی ثابت ہوتی ہے اس لئے کہ جو کچھ کہ خیر و شر رنج و راحت نفع و ضرر موت و حیات کفر و ایمان طاعت و عصیان وغیر ذالک کہ افعال موجودات سے ہیں حق تعالیٰ ہی سے ہیں کہ فاعل حقیقی وہی ہے جیسا کہ وَالقدر خیرہ و شرہ من اللہ تعالیٰ، وارد ہے پس

فصل ۹ بجز ارادہ حق تعالے کے صدور افعال مخلوق کا محال ہے جو کچھ کہ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ہی سے ہوتا ہے۔

فصل ششم

توحید فی الصفات

آیات قرآنی

قرآن کریم میں بکثرت اسما و صفات الٰہی کا ذکر ہے تحقیق ہوا کہ مکررات کو حذف کیا جائے تو ننانوے باقی رہتے ہیں۔ چنانچہ بخاری شریف کی حدیث ہے:۔

اسماء اللہ تعالیٰ الحسنیٰ	اللہ تعالیٰ کے اسما مبارک جن سے
التی امرنا بالدعاء بھا	دعا کرنے کے لئے ہم محکوم ہیں۔
تسعة وتسعون اسمًا من	ننانوے نام ہیں جو شخص یاد کرے
احصاھا دخل الجنة۔	انکو داخل ہوگا بہشت میں

(بخاری و مسلم و ترمذی و نسائی وغیرہ)

لا یحفظھا احد الا دخل الجنة ۔ نہ یاد کریگا انکو کوئی مگر کہ داخل ہوگا جنت میں

فصل ۶ فہرست اسماء مبارک حسب ذیل ہے۔

۱	اللہ	خدا۔ معبود	۱۵	الغفار	بہت بخشنے والا
۲	الرحمٰن	نہایت رحم والا	۱۶	القہار	زبردست غلبہ رکھنے والا
۳	الرحیم	بہت مہربان	۱۷	الوہاب	بخشش عطا کرنے والا
۴	الملک	بادشاہ	۱۸	الرزاق	مخلوقات کو روزی پہونچانیوالا
۵	القدوس	تمام عیوب سے پاک	۱۹	الفتاح	مشکلکشا یا بندوں میں حکم کرنے والا۔
۶	السلام	تمام نقصانات سے محفوظ	۲۰	العلیم	بہت جاننے والا
۷	المومن	اپنے وعدہ میں سچا یا امن بخشنے والا	۲۱	القابض	گرفت کرنے والا
۸	المہیمن	نگہبان یا گواہ	۲۲	الباسط	فراخ کرنے والا
۹	العزیز	غالب۔ قوی۔ قاہر	۲۳	الخافض	پست کرنے والا
۱۰	الجبار	بڑا دباؤ والا	۲۴	الرافع	بلند کرنے والا
۱۱	المتکبر	عظمت و بزرگی والا	۲۵	المعز	عزت دینے والا
۱۲	الخالق	ہر چیز کا پیدا کرنیوالا	۲۶	المذل	ذلیل کرنے والا
۱۳	الباری	ہر چیز کا موجد	۲۷	السمیع	بہت سننے والا
۱۴	المصور	مخلوق کی طرح طرح کی صورتیں بنانیوالا	۲۸	البصیر	بہت دیکھنے والا

۲۹ الحکم مخلوقات کا حاکم

۳۰ العدل عدل کرنے والا

۳۱ اللطیف باریک بین

۳۲ الخبیر آگاہ دانا عالم

۳۳ الحلیم بردبار

۳۴ العظیم بزرگ بڑا

۳۵ الغفور بہت بخشنے والا

۳۶ الشکور بڑا قدر شناس

۳۷ العلی بہت عالی مرتبہ

۳۸ الکبیر بڑا بزرگ

۳۹ الحفیظ نگہبان

۴۰ المقیت غذا پہنچانے والا

۴۱ الحسیب کفایت کرنے والا

۴۲ الجلیل بزرگ قدر

۴۳ الکریم بزرگ بخشش کرنے والا

۴۴ الرقیب نگہہ رکھنے والا فصل ۶

۴۵ المجیب دعا قبول کرنیوالا

۴۶ الواسع وسیع سماوات یا وسیع الفضا

۴۷ الحکیم حقایق اشیا کا عالم

۴۸ الودود نیک بندوں کو دوست رکھنے والا

۴۹ المجید بزرگ شریف

۵۰ الباعث اٹھانے والا اور زندہ کرنے والا

۵۱ الشہید —

۵۲ الحق ثابت

۵۳ الوکیل کارساز

۵۴ القوی توانا کامل قدرت والا

۵۵ المتین استوار

۵۶ الولی محب مددگار

۵۷ الحمید مستحق حمد

۵۸ المحصی ہر چیز کو احاطہ علم میں کرنے والا

فصل ۹

۵۹ المبدی ابتداءً پیدا کرنے والا

۶۰ المعید دوبارہ پیدا کرنے والا

۶۱ المحی مخلوق کو زندہ رکھنے والا

۶۲ الممیت مارنے والا

۶۳ الحی زندہ

۶۴ القیوم کارخانۂ عالم کا سنبھالنے والا

۶۵ الواجد غنی

۶۶ الماجد بزرگی والا

۶۷ الواحد یگانہ تنہا

۶۸ الصمد بے نیاز

۶۹ القادر قدرت والا

۷۰ المقتدر صاحب مقدرت

۷۱ المقدم آگے بڑھانے والا

۷۲ المؤخر پیچھے ہٹانے والا

۷۳ الاوّل سب سے پہلا

۷۴ الآخر سب سے پچھلا

۷۵ الظاہر آشکارا ہے

۷۶ الباطن پوشیدہ ہے

۷۷ الوالی تمام امور کا متولی

۷۸ المتعالی مخلوقات کی صفات سے منزہ

۷۹ البر نیکی کرنے والا

۸۰ التواب توبہ قبول کرنے والا

۸۱ المنتقم بدلا لینے والا

۸۲ العفو گناہوں کا مٹانے والا

۸۳ الرؤف بہت شفقت کرنے والا

۸۴ مالک الملک ملک کا مالک

۸۵ ذوالجلال والاکرام بزرگی و عزت والا

۸۶ الجامع تمام مخلوقات کو جمع کرنے والا

۸۷ الغنی بے پروا

۸۹ المغنی لوگوں کو بے پروا کرنے والا

۹۰ المعطی عطا کرنے والا

۹۱ المانع روکنے والا

۹۲ الضارُ ضرر و شر کا خالق

۹۳ النافعُ نفع و خیر کا پیدا کرنے والا

۹۴ النورُ روشن کرنے والا

۹۵ البدیع موجد

۹۶ الباقی باقی رہنے والا

۹۷ الوارثُ تمام موجودات کے بعد باقی رہنے والا

۹۸ الرشید صاحب رشد

۹۹ الصبورُ بڑا صبر کرنے والا
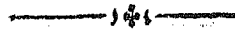
احادیث نبوی صلعم

عن ابی ھریرۃ کان یقرء ھذہ الایات — روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ آں حضرت صلی اللہ

فصل ان اللہ یامرکم ان تؤدوا
الامانات الی اھلھا
الی قولہ سمیعا بصیرا قال
رایت رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم
یصنع ابھامیہ علی اذنیہ
التی تلیھا علی عینہ قال
ابوھریرۃ رایت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یقرءھا یصنع اصبعیہ
(نسائی ابوداؤد)

والہ وسلم پڑھتے تھے اس
آیت کو ان اللہ یامرکم ان
تؤدوا الامانات الی اھلھا
کو سمیعاً بصیراً تک
کہا ابوہریرہ نے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم رکھتے تھے
اپنے دونوں انگوٹھوں کو اپنے
دونوں کانوں پر اور اس انگلی
کو انگوٹھے کے نزدیک ہے
اپنے دونوں آنکھوں پر اور
کہا ابوہریرہ نے دیکھا میں نے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
پڑھتے اس آیت کو تو رکھ لیتے
تھے دونوں انگلیوں کو اپنے
کانوں پر

قال ابوھریرہ قال رسول اللہ
صلعم ان اللہ تعالیٰ قال
من عادی لی ولیا فقدا
ذنتہ بالحرب وما تقرب
الیّ عبدی بشیٔ احب
الیّ مما افترضتہ علیہ وما
یزال عبدی یتقرب الی
بالنوافل حتی احبہ
فاذا احببتہ کنت سمعہ
الذی یسمع بہ وبصرہ
الذی یبصر بہ ویدہ
التی یبطش بہا ورجلہ
التی یمشی بہا الی آخر
حدیث (بخاری)

کہا ابوھریرہ رضی اللہ
تعالےٰ عنہ نے کہ فرمایا
رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم
نے بیشک اللہ تعالےٰ
فرماتا ہے کہ
جس نے دشمنی رکھی میرے
ولی یعنی دوست ومحب کیساتھ
پس بہ تحقیق آگاہ کرتا ہوں میں ساتھ
جنگ کے اور نہیں نزدیک ہوتا
مجھ سے بندہ میرا کسی اور چیز سے
جو محبوب تر ہو نزدیک میرے بہ نسبت
اس چیز کے کہ جو فرض کیا ہے
میں نے اس پر اور ہمیشہ بندہ میرا
نزدیک ہوتا ہے مجھ سے بذریعہ

نوافل سے گے تا آنکہ دوست رکھتا ہوں
میں اسکو تو ہوتا ہوں میں شنوائی
اس کی جو سنتا ہے وہ اس سے
بینائی اس کی جو دیکھتا ہے اس سے
اور ہاتھ اس کا جو پکڑتا ہے اس سے
اور پیر اس کا جو چلتا ہے اس سے

قرب فرائض سے مراد ذات الہی سے محقق ہونا ہے چنانچہ
ارشاد نبوی ہے "لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک
مقرب ولا نبی مرسل" قرب نوافل سے مراد صفات الہی
سے متصف ہونا ہے جس کی تفصیل حدیث بالا میں مذکور ہے

(للمولف)

اقوال

اکابر دین رحمہم اللہ علیہم اجمعین

العلامۃ الاوحد الشیخ الامام العارف کامل امام الائمہ قطب الاقطاب والغوث الاعظم محی الدین ابی محمد عبدالقادر الحسنی الحسینی رضؓ

فتکون فی ھذہ الحالۃ	پس ہوگا تو اس حال میں گویا کہ
کانک احییت بعد الموت	تو زندہ کیا گیا ہے موت کے بعد
فی الاٰخرۃ فتکون بکلیتک	آخرت میں پس ہو جاتا ہے تیرا سارا
قدرۃ تسمع باللہ وتبصر	وجود مظہر قدرت الٰہی تعالےٰ
باللہ وتنطق باللہ	بلکہ عین قدرت سنتا ہے خدا
وتبطش باللہ وتسعی	سے اور دیکھتا ہے خدا سے اور

بضن با اللہ و تعقل با اللہ	بولتا ہے خدا سے اور چلتا ہے
و نطمئن و تسکن با اللہ	خدا سے اور سمجھتا ہے خدا سے
فتعمی عما سواہ و تصم	قرار پاویگا تو اور آرام لیگا تو خدا
عنہ فلا تری لغیرہ وجوداً	سے یعنی تمام کاموں تمام چیزوں
(فتوح الغیب)	میں منظور و موجود تیرے نظر شہود
	میں بجز اللہ تعالی اور اس کی
	قیومیت کے کچھ نہ رہیگا اور تو مطلق
	فانی ہوگا۔ پس حق تعالی کے
	سوا ہر چیز سے اندھا بہرہ ہوجائیگا
	اور وجود میں اس کے غیر کو نہ دیکھ
	سکے گا

بی یبصر بی یسمع بی یبطش بی یمشی

سر بست بسے غامض تدریہ ولا تعنی

رفت او ز میاں ہمیں خدا ماندہ خدا

الفقر اذا تم فہو اللہ این ست

این مقام فنا فی التوحید است که وجود بنده و فعل و ذات و صفات
وے فانی شده و در نظر شهود وے جز حق و ذات و صفات و فعل
وے نمانده و این مرتبه اعلیٰ و اکمل و نهایت مراتب قرب توحید است
و شامل است جمیع مراتب و اقسام آنرا۔

فصل

و بعضی از متاخرین صوفیه مراتب قرب را بر چهار قسم نهاده اند
اول مراتب قرب نوافل و گفته اند که بنده در آنجا فاعل است و حق آلت
یعنی شهود بنده در وے چنان نشسته که اشارات انا در وے
بجوهر ذات خودش است اما شهود فاعلیت وے از نظرش ساقط
گشته۔ و این مرتبه فناء صفات است که از مواظبت و مداومت
بر نوافل خیرات و مرضیات حق حاصل می گردد چنانچه منطوق حدیث
نبوی صلی الله علیه و آله وسلم که حق تعالیٰ میگوید که چون بنده مداومت
و مواظبت بر نوافل می نماید و تقرب می جوید بداں سوے من
دوست میدارم من اورا پس می شوم سمع او و بصر او و جمیع اعضاے
او پس بمن می شنود و بمن می بیند الی آخره و ایشان بی یسمع و بی
یبصر را برین معنی حمل کنند و مرتبه دیگر است که آنرا قرب فرایض

فصل میگویند که از عمل فرائض حصول می پذیرد چنانکه آں نیز از سیاق حدیث مذکور معلوم گردد۔ وگویند که فاعل دراینجا حق است وبندہ آلت وایں مقام فنائے ذات است واِنّ الحق ینطق بلسان عمرؓ دریں مقام است ومقامے دیگر است جامع قربین مارمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ اشارت بداں است کہ مقامے دیگر است در قرب کہ ارفع واعلیٰ مقامات است ودراینجا شہود عبد مقرب، ہیچ یکے از فاعلیت وآلیت مقید نیست ونہایت وکمال ایں مقام مخصوص بحضرت سید السادات وخاتم النبیین است صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وآں مقام خلافت واتحاد است اِنّ الذین یبایعونك انما یبایعون اللہ یداللہ فوق ایدیہم ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ اشارت باوست وایں اصطلاحی جدید است از بعضے متاخرین ایں قوم وکلام وے رضی اللہ عنہ اشارت بہ مجمل مقام قرب مطلق است بے ملاحظہ واعتبار ایں تقسیم ومخصوص نیست بقسمے ازاں کہ آنرا ایں قوم قرب نوافل نام کردہ اند ومفہوم بی یبصر وبی یسمع صریح ومنحصر نیست دریں

قسم بلکہ معنی شے حصول فنا و توحید است ولہذا مترتب ساختند فصل ۶
برآن این راکہ فلا تری لغیرہ وجوداً بالاتر ازیں چہ باشد
ولفظ حدیث نیز نص نیست در اختصاص آں بعمل نوافل بلکہ دلالت
می کند کہ حاصل می شود ایں مقام بفرایض باتتمیم وتکمیل آں
بنوافل چنانکہ بنظر در سباق وسیاق حدیث ظاہر می گردد پس
توہم کردہ شود کہ آنچہ حضرت ایشان فرمودہ اند بعضی مرتبہ فنا ست
نہ کل وآن ادنی مراتب اوست (شاہ عبدالحق رح محدث دہلوی)

حضرت شیخ احمد سرہندی امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ

وصوفیہ چوں کمالات خود را ظلال کمالات واجب تعالیٰ یافتہ اند و وجود
وسایر توابع وجود را عکوس آن کمالات دانستہ ناچار خود را بیش
از امانت دار کمالات او ندیدہ اند و غیر را از ہرا یاسے ان کمالات
نیافتہ چوں بحکم ان اللہ یامرکم ان تودوا الامانات الی
اھلھا، ایں امانت را باہل امانت بسپارند واین کمالات را درست
بذوق باصل بدہند خود را معدوم یابند و میت دانند چہ وجود
حباب چوں باصل رفت معدوم ومیت ماند وفنا متحقق گشت

فصل ہشتم

توحید فی الوجود

(۱) آیاتِ قرآنی

ونحن اقرب الیہ من حبل الورید (۱۶/۲۶) — اور ہم اس کی (انسان کی) شہ رگ سے بھی قریب ہیں

پتلی کی طرح نظر سے مستور ہے تو — آنکھیں جسے ڈھونڈتی ہیں وہ نور ہے تو

نزدیک رگ جاں سے ہو اس پہ یہ بعد — اللہ اللہ کس قدر دور ہے تو

ونحن اقرب الیہ منکم ولا کن لا تبصرون (۱۶/۲۷) — اور ہم بہ نسبت تمہارے بہت زیادہ اس (جاں بلب) کے قریب ہیں۔ مگر تم نہیں دیکھتے

وھو معکم اینما کنتم (۱۷/۲۷) — اور وہ (خدا) تمہارے ساتھ ہے جہاں بھی تم ہو

ان ربی قریب مجیب (۵/۱۲) — تحقیق میرا پروردگار قریب ہے اور

دعا قبول کرتا ہے۔

انني معكما اسمع وارى (۱۶/۱۱)

بیشک میں تمہارے ساتھ ہوں سنتا اور دیکھتا ہوں

فلما اتها نودي من شاطئ الواد الايمن في البقعة المباركة من الشجرة ان يموسى انى انا الله رب العلمين (۲۰/۱۱)

پھر جب موسیٰ آگ پاس پہنچے تو اس مبارک جگہ میں میدان کے دہنے کنارے (ایک) درخت (تھا اس میں) سے انکو آواز آئی کہ موسیٰ (یہ تو) ہم اللہ ہی سارے جہاں کے پروردگار

فلما جاءها نودي ان بورك من في النار ومن حولها و سبحن الله رب العلمين ۝ يا موسى انه انا الله العزيز الحكيم (۱۹/۱۴)

پھر جب موسیٰ آگ پاس آئے تو انکو آواز آئی کہ مبارک ہے وہ (ذات) جو اس (نورانی) آگ میں جلوہ فرما ہے۔ اور مبارک ہیں جو اس آگ کے ارد گرد ہیں اور اللہ رب العلمین پاک ذات ہے

فصل ۷

ہو ہی یہ تو ہم اللہ ہیں زبردست حکمت والے

ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم (۹/۲۶)

تحقیق جو لوگ تم سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ انکے ہاتھوں پر ہے

وفی الارض ایات للموقنین وفی انفسکم افلا تبصرون (۱۸/۲۶)

یقین لانے والوں کے لئے زمین میں خدا کی نشانیاں موجود ہیں اور خود اپنے آپ میں کیوں نہیں دیکھتے۔

مظاہر سب اسکے ہیں ظاہر ہے وہ ۔۔۔ تکلف ہے یاں جو چھپاتے ہیں لوگ
عجب کی جگہ ہے کہ اس کی جگہ ۔۔۔ ہمارے تئیں ہی بتاتے ہیں لوگ
پہنچا جو آپکو تو میں پہنچا خدا کے تئیں ۔۔۔ معلوم اب ہوا کہ بہت میں بھی دور تھا

ام خلقوا من غیر شیء ام ھم الخالقون (۳/۲۷)

کیا یہ پیدا کئے گئے کسی غیر شئے سے کیا یہی خالق ہے

انی خالق بشراً من طین	میں بناتا ہوں ایک انسان مٹی فصل
فاذا سویتہ ونفخت فیہ	کا اور پھر میں جب ٹھیک بنا چکوں
من روحی فقعوالہ ساجدین	اور پھونکوں اس میں اپنی روح تو
(١٤/٢٢)	تم (فرشتو) گر پڑو اسکے آگے
	سجدے میں
انا عرضنا الامانۃ علے	البتہ ہم نے پیش کی امانت
السمٰوات والارض والجبال	آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں
فابین ان یحملنہا واشفقن	پر۔ جو سب نے اسکو قبول نہ کیا
منہا وحملہا الانسان	کہ اٹھائیں اور اس سے ڈر گئے۔
انہ کان ظلوماً جہولا (٦/٢٢)	اور انساں نے اسکو اٹھالیا یہ بڑا
	ہی ظالم اور بیخبر تہا
ان اللہ یامرکم	اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ
ان تؤدوا الامانات الی	امانتیں امانت والوں کے حوالے
اھلہا (٥/٥)	کردو
اللہ غنی وانتم الفقراء (٦/٢٦)	اللہ غنی ہے اور تم سب فقیر

مضؔ حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا۔ اقض عنی الدین واغننی من الفقر۔ پھر حضرت صلعم کا ارشاد الفقر فخری والفقر منی (للمولف)

شهد الله انه لا اله الا هو والملئكة واولوا العلم قائماً بالقسط لا اله الا هو العزيز الحكيم (پ۳)	(خود) اللہ گواہی دیتا ہے۔ کہ اسکے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور فرشتے اور علم والے بھی اس بات پر گواہ ہیں۔ عدل کے ساتھ قائم ہے اسکے سوا کوئی معبود نہیں۔ زبردست حکمت والا ہے
الذی خلق السموات والارض وما بينهما فی ستة ايام ثم استوى على العرش۔ الرحمٰن فسئل به خبيرا (پ۱۹)	جس نے آسمان وزمین اور جو کچھ آسمان وزمین میں ہے۔ (سب کو) چھ دن میں پیدا کیا۔ پھر عرش (بریں) پر جا براجا (وہی خدائے) رحمٰن (ہے)

سو اس کی بابت تو کسی باخبر سے پوچھنا چاہیئے

فصل

اے سید حقیقت مطلقہ ظہورات بے نہایت دارد اما کلیات او پنج ست ظہور اول ظہور علم اجمالی ست ظہور دوم ظہور علم تفصیلی ظہور سوم ظہور صور روحانیہ ظہور چہارم ظہور صور مثالیہ ظہور پنجم ظہور صور جسمانیہ است۔ اگر ظہور انسانی را جدا گیری ظہورات کلیہ شش بود۔ ایں ظہورات را تنزلات ستہ گویند اے سید انساں جامع ہمہ ظہورات است و بیاں ایں جامعیت بوجوہ کثیرہ می آید (من عرف نفسہ فقد عرف ربہ) (رسالہ نور وحدت مصنفہ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ)

ذالك بان الله هو الحق وان ما يدعون من دونه الباطل وان الله هو العلي الكبير (۱۴/۲۱)

یہ تصرفات اس بات کی دلیل ہیں کہ اللہ ہی حق ہے اور اس کے سوا جن کو وہ پکارتے ہیں سب باطل اور بیشک اللہ ہی سب سے بالا بڑی شان والا ہے

اولم يتفكروا في انفسهم

کیا ان لوگوں نے اپنے دلوں میں

مفنی ماخلق السموات والارض	غور نہیں کیا کہ اللہ نے آسمان اور
وما بینھما الا بالحق واجل	زمین اور جو کچھ ان کے درمیان
مسمیٰ وان کثیر من الناس	میں ہے نہیں پیدا کیا مگر حق کے
بلقآئ ربھو لکفرون	ساتھ اور وقت مقرر کے واسطے
(۴/۲۱)	اور اکثر لوگ اپنے رب کے
	دیدار کے قائل ہیں
سنریھم ایاتنا فی الآفاق	قریب ہے کہ ہم دیکھ لینگے ان کو
وفی انفسھم حتی یتبین	اپنی نشانیاں آفاق اور انکے
لھم انہ الحق اولم یکف	نفسوں میں۔ یہاں تک کہ ظاہر
بربک انہ علی کل شئی	ہو جاوے کہ وہی حق ہے کیا
شھید الا انھم فی مریۃ	یہ بات کافی نہیں کہ تمہارا پروردگار
من لقاء ربھم الا انہ	تمام چیزوں پر شاہد ہے۔ آگاہ
بکل شئی محیط (۱/۲۵)	ہو کہ وہ لوگ اپنے رب سے ملنے
	پر شک میں ہیں۔ آگاہ ہو تحقیق
	وہ ہر چیز پر محیط ہے

غلط تھا آپ سے غافل گزرنا — نہ سمجھے ہم کہ اس قالب میں تو تھا نفس

گل و آئینہ کیا خورشید و مہ کیا — جدھر دیکھا تدھر تیرا ہی رو تھا

گر معرفت کا چشم بصیرت میں نور ہے — تو جس طرف کو دیکھیے اسکا ظہور ہے

آتی ہے دل میں اور ہی صورت نظر مجھے — شاید یہ آئینہ بھی کسی کے حضور ہے

وللہ المشرق والمغرب — اور اللہ ہی کی ہے مشرق و

فاینما تولوا فثم وجہ اللہ — مغرب۔ پس جدھر تم رخ کرو۔

ان اللہ واسع علیم (۱۴/۱) — ادھر اللہ کا سامنا ہے بیشک

اللہ بڑی گنجایش والا سب

کچھ جانتا ہے

آنکھیں جو ہوں تو عین ہے مقصود ہر جگہ — بالذات ہے جہاں میں تو موجود ہر جگہ

اللہ نور السموات والارض (۱۸) — اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے

مہر ہر ذرہ میں مجھکو ہی نظر آتا ہے — تم بھی ٹک دیکھو تو صاحب نظراں کہتے ہیں

وھو اللہ فی السموات — وہی اللہ ہے آسمانوں اور زمین

وفی الارض (۷) — میں

مفہوم: جگ میں آکر ادھر ادھر دیکھا — تو ہی آیا نظر جدھر دیکھا

ھو الاول والاخر والظاھر — وہی اول ہے وہی آخر ہے وہی

والباطن وھو بکل شی علیم — ظاہر ہے اور وہی باطن ہے اور

(۱۴/۱۲) — وہی کل چیزوں سے واقف ہے

ہے ما سوا کیا جو میر کہیئے — آگاہ سارے اس سے ہیں آگاہ

جلوے ہیں اسکے شانیں ہیں اسکی — کیا روز کیا خور کیا رات کیا ماہ

ظاہر کہ باطن اول کہ آخر

اللہ اللہ اللہ

احادیث نبوی صلعم

ثم قال والذی نفس — پھر فرمایا آپ نے صلعم قسم ہے

محمد بیدہ لوانکم دلیتم — اس ذات کی جس کے ہاتھ میں

بحبل الی الارض السفلی — محمدؐ کی جان ہے اگر بہ تحقیق چھوڑ دو

لھبط علی اللہ ثم قرء ھو — رسی کو طرف زمین آخر کے البتہ

الاول والاخر والظاھر — پڑیگی وہ رسی اللہ تعالی پہ پھر پڑھی

والباطن وھو بکل	آپ نے آیہ کریمہ ھو الاول والآخر فصل
شیٔ علیم (ترمذی)	والظاھر والباطن وھو بکل
	شیٔ علیم - یعنی وہی ہے
	اول اور آخر اور ظاہر اور باطن
	اور وہی ہے ہر شے کا جاننے
	والا
اللھم انت الاول	یا اللہ تو پہلے سے ہے پس
فلیس قبلک شیٔ و	نہیں ہے پہلے تیرے کوئی چیز
انت الاخر فلیس	اور تو ہی پیچھے ہے پس نہیں
بعدک شیٔ وانت	ہے پیچھے تیرے کوئی چیز اور
ظاھر فلیس فوقک	تو ہی ظاہر ہے پس نہیں ہے
شیٔ وانت باطن فلیس	اوپر تیرے کوئی چیز اور تو ہی
دونک شیٔ اقض عنّی	باطن (پوشیدہ) ہے پس
الدّین واغننی من الفقر	نہیں ہے پیچھے تیرے کوئی
(مسلم ابو داؤد)	چیز ادا کر ہم سے قرض (استرداد)

فصل ۲

امانت یعنی فنا فی اللہ) اور
محتاجی سے ہمکو غنی کردے
(بقا باللہ)

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اصدق کلمۃ قالہا الشاعر کلمۃ لبید الا کل شئ ما خلا اللہ باطل (مسلم وبخاری)	کہا ابو ہریرہ رضی نے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سچا کلمہ لبید کا ہے کہ دیکھو جو شئے کہ سوائے اللہ کے ہے وہ باطل ہے
عن عمران بن حصین رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلعم کان اللہ ولم یکن شئ غیرہ (بخاری)	عمران بن حصین رضی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ تھا اللہ تعالیٰ اور نہ تھی کوئی شئے اسکے سوا

هو الآن کما کان
(وہ) اب بھی ویسا ہی ہے جیسا کہ تھا نقل

لا تسبوا الدهر فان
زمانہ کو برا مت کہو بیشک اللہ

الله هو الدهر (مسلم)
ہی زمانہ ہے ۔

قال رسول الله صلعم قال
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ

الله تعالی یوذینی بنی آدم
وسلم نے کہ فرمایا اللہ تعالے نے

یسب الدهر وانا الدهر
کہ ایذا دیتا ہے مجھکو بنی آدم

بیدی الامر اقلب اللیل
بہ سبب برا کہنے زمانہ کے حالانکہ

والنهار
میں ہی زمانہ ہوں میرے ہی

(بخاری مسلم ابو داؤد)
دست قدرت میں ہر ایک

کام ہے لوٹاتا ہوں شب و روز کو

یا ابن آدم مرضت
قیامت کے اللہ تعالی فرمایگا

فلم تعدنی یا ابن آدم
کہ آدم کے بیٹے میں بیمار ہوا

استطعمتک فلم تطعمنی
تھا تو نے میری عبادت نہ کی

یا ابن آدم استسقیتک
اے بنی آدم میں نے تجھ سے

فلم تسقنی
کھانا مانگا تو نے نہ کھلایا اے

فصل

بنی آدم میں نے تجھ سے پانی مانگا
تو تو نے نہ پلایا

یا ابن آدم مرضت فلم
تعدنی قال یا رب کیف
اعودک وانت ربّ
العالمین قال اما علمت
ان عبدی فلانا مرض
فلم تعدہ ما علمت انک
لو عدتہ لوجدتنی عندہ
(مسلم)

قیامت کے دن اللہ تعالے
فرمائیگا کہ اے بنی آدم میں بیمار
تھا تو نے میری عیادت نہیں
کی یہ کہیگا اے میرے رب کیونکر
تیری عیادت کرتا تو تمام عالم کا رب
ہے اللہ تعالی فرمائیگا کہ کیا تو نے
نہیں جانا کہ میرا فلان بندہ
بیمار تھا پس نہیں عیادت
کی تو نے اُس کی کیا تو نہیں جانتا
کہ اگر اسکی عیادت کرتا تو ضرور مجھکو
اوس کے نزدیک پاتا

وما تقرب الیّ عبدی بشیء
احب الیّ مما افترضتہ علیہ

نہیں تقرب حاصل کرتا ہے میرا بندہ
میری طرف مثل ادائے فرایض کے

فصل ۴

وما یزال عبدی یتقرب
الیّ بالنوافل حتّی احبه
فاذا احببته کنت عینه
التی یبصر بها واذنه التی
یسمع بها ویده التی
یبطش بها ورجله التی
یمشی بها وفواده الذی
یعقل بها ولسانه الذی
یتکلم بها
(احمد ترمذی وطبرانی)

یعنی ادائے فرائض سے تقرب خاص
حاصل ہوتا ہے اور ہمیشہ بندہ نزدیک
ہوتا ہے نوافل سے حتیٰ کہ میں
اس کو دوست رکھتا ہوں اور جب
میں دوست رکھتا ہوں تو اس کی
آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا
ہے اور اسکا کان ہو جاتا ہوں
جس سے وہ سنتا ہے اور اسکا
ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا
اور اسکا پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے
وہ چلتا ہے اور اسکا دل ہو جاتا
ہوں جس سے وہ سمجھتا ہے اور
اس کی زبان ہو جاتا ہوں جس سے وہ
بات کرتا ہے

قرب فرائض سے مراد ذات الٰہی سے متحقق ہونا ہے ولی مع اللہ

مضیٔ وقت لا یسعنی فیه ملک مقرب لا نبی مرسل قرب نوافل
سے مراد صفات الہی سے متصف ہونا جسکی تفصیل حدیث بالا میں مذکور
ہے (للمولف ۱۲)

اتقوا فراسة المومن فانه ینظر بنور الله (ترمذی)
مومن کی فراست سے ڈرو اسلئے کہ بیشک وہ خدا کے نور سے دیکھتا ہے

اذا ضرب احدکم فلیجتنب الوجه فان صورة الانسان علی صورة الرحمن (دارقطنی)
جب کوئی کسی کو مارے تو منہہ پر مارنے سے اجتناب کرے کیونکہ صورت انسان یقیناً صورت رحمن پر ہے

اذا قاتل احدکم فلیجتنب الوجه فان الله خلق آدم علی صورته (بخاری مسلم)
جسوقت مارے کوئی کسیکو چاہیئے کہ بچائے منہہ کو کیونکہ بیشک اللہ تعالے نے پیدا کیا ہے آدم کو اپنی صورت پر

رایت ربی عزوجل
میں نے دیکھا اپنے رب عزوجل کو

فی احسن صورۃ (ترمذی دارمی) اچھی صورت میں

انی رائیت ربی فی احسن بیشک میں نے اپنے رب کو

صورۃ شاب امرد ایک نوجوان کی اچھی صورت

(ترمذی وطبرانی) میں دیکھا

احفظ اللہ تجدہ تجاھک اللہ کے مراقب رہو تو اپنے

(ترمذی) سامنے اسکو پاؤ گے

اذا کان احدکم جب کوئی تم میں سے نماز پڑھے

یصلی فلا یبصق قبل وجھہ تو اپنے روبرو نہ تھوکے کیونکہ

فان اللہ قبل وجھہ اللہ تعالیٰ اس کے روبرو ہے

اذا صلی (مسلم و بخاری) جبکہ وہ نماز پڑھتا ہے

ان احدکم اذا قام جب تم میں سے کوئی شخص نماز

فی صلوتہ فانہ یناجی میں کھڑا ہوتا ہے تو وہ اپنے

ربہ فان ربہ بینہ پروردگار سے سرگوشی کرتا ہے

وبین القبلۃ (بخاری) بیشک اس کا رب اس کے اور

قبلہ کے درمیان ہے

فصل

اذا رفعت من الرکوع — جب اُٹھے رکوع سے پس کہہ ربنا

فقل ربنا لک الحمد — لک الحمد تو تحقیق اللہ تعالیٰ

فان اللہ یقول علی لسان — اپنے بندے کی زبان سے فرماتا

عبدہ سمع اللہ لمن حمدہ — ہے سمع اللہ لمن حمدہ

(شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فی الفتاوے)

قال صلعم ان اللہ — فرمایا رسول اللہ صلعم نے تحقیق

تعالیٰ لیغفر لعبدہ مالم — اللہ تعالیٰ بخشدیتا ہے اپنے

یقع الحجاب قالوا یا — بندے کو جب تک حجاب واقع

رسول اللہ وما — ہو صحابہؓ نے دریافت کیا یا

الحجاب قال ان تموت — رسول اللہ وہ حجاب کیا چیز

النفسُ وھو مشرکۃ — ہے تو فرمایا کسی کا اس

(احمد و بیہقی) — حال میں مرجانا کہ وہ مشرک ہو

انّ المومن من یخرج — بے شک مومن وہ شخص ہے

نفسہ من بین جنبیہ — جو خارج کرے نفس کو اپنے پہلو

(بیہقی فی شعب الایمان) — سے

انت نور السموات — توہی نور آسمان اور زمین
والارض ومن فیھن — کا اور جو کچھ ان میں ہے
(مسلم وبخاری)

دوجہاں سایہ است و نور توئی — ہمہ را مایہ ظہور توئی

رای محمد ربہ اذا — دیکھا محمد صلعم نے اپنے رب کو
تجلی بنورہ الذی ھو — جب تجلی فرمائی اپنے نور سے
نورہ (ترمذی) — جو وہ نور ہے

ھل رائت ربک قال — کیا دیکھا آپ نے رب کو فرمایا
رایت نوراً انی اراہ (مسلم) — کہ دیکھا میں نے نور

اللھم اجعل فی قلبی — اے اللہ پیدا کر میرے دل میں نور
نوراً وفی بصری نوراً و — میری آنکھوں میں نور میرے
فی سمعی نوراً ومن یمینی — کانوں میں نور میرے داہنے
نوراً ومن یساری نوراً — نور میرے بائیں نور میرے اوپر
ومن فوقی نوراً ومن تحتی — نور میرے نیچے نور میرے
نوراً ومن امامی نوراً — سامنے نور اور میرے پیچھے نور

فصل ومن خلفی نوراً وفی نفسی
نوراً واعظم لی نوراً
(وفی روایۃ) وفی عصبی
نوراً وفی لحمی نوراً وفی دمی
نوراً وفی شعری نوراً و
فی بشری نوراً واجعلنی نوراً
(بخاری مسلم ابوداؤد وابن ماجہ)

میرے نفس میں نور میرے
واسطے نور پھیلا (بروایت دیگر)
میرے اعصاب میں نور میرے
گوشت میں نور میرے خون
میں نور میرے بالوں میں نور
میرے جلد میں نور اور بنا مجھ کو
نور ہی نور۔

فقال الناس لقد طال — لوگوں نے کہا کہ چچیرے بھائی (حضرت علی کرم اللہ وجہہ) کے فصل

نجواہ مع ابن عمہ فقال — ساتھ مشورت و سرگوشی میں

رسول اللہ صلعم ما — بہت دیر ہوئی رسول اللہ صلعم

انتجیت ولکن — نے فرمایا کہ میں نے ان سے

اللہ انتجاہ — مشورہ نہیں کیا بلکہ اللہ نے کیا

(ترمذی و طبرانی)

قال رسول اللہ صلعم — فرمایا رسول اللہ صلعم نے جس نے

من رانی فقد رای الحق — مجھے دیکھا بے شک حق کو دیکھا

(بخاری و مسلم)

اقوال مقربین و صدیقین و اکابر دین رضوان اللہ تعالےٰ اجمعین

انا نقطۃ باء بسم اللہ — میں نقطہ بائے بسم اللہ ہوں

انا جنب اللہ الذی — میں پہلو (مظہر) ہوں اس اسم

فرطتم فیہ وانا القلم — کا جس کے باب میں تم افراط

وانا اللوح المحفوظ و — کرتے ہو اور میں ہوں قلم اور

وفی انا العرش وانا الکرسی — لوح محفوظ اور عرش و کرسی
وانا السبع السموات — اور میں ہی ہوں ساتوں آسمان
وانا الارضون وانا — اور زمین اور میں زندہ ہوں
حی لا یموت الخ — نہ مروں گا

(خطبہ حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ
منقول از فتوحات ۔ جواہر الحقائق وغیرہ مذکور
در تحفہ اثنا عشریہ مولفہ مولانا شاہ
عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی)

انی انا اللہ — تحقیق کہ میں اللہ ہوں

(حضرت امام جعفر علیہ السلام)

لیس فی جبتی الا اللہ — نہیں ہے میرے جبہ میں مگر اللہ

(حضرت جنید بغدادی رض)

لا الہ الا انا فاعبدون — البتہ میں ہی اللہ ہوں پس میری
سبحانی ما اعظم شانی — ہی عبادت کرو اور میں پاک
(حضرت بایزید بسطامی رض) — بڑی شان والا ہوں

انا اقول وانا اسمع — میں ہی کہتا ہوں اور میں ہی سنتا نصل

وھل فی الدارین غیری — ہوں بھلا میرے سوا دونوں

جہاں میں کون ہے

(حضرت ابو بکر شبلیؒ)

انا الحق — میں خدا ہوں

(حضرت شاہ منصور علیہ الرحمۃ)

قال اللہ تعالیٰ انا الدھر الخ — اللہ جل شانہ فرماتا ہے میں ہی زمانہ ہوں

(بخاری ، مسلم ، ابو داؤد)

من عرف نفسہ — جس نے اپنے نفس کو جانا

فقد عرف ربہ — تو اس نے اپنے رب کو پہچانا

مولانا روم ؒ

ابلہاں حیراں کہ آیا حق کجاست — بر زمین است یا کہ او خود بر سماست

یا کہ بر خلد بریں ست جائے او — یا کہ بر عرش بریں ماوائے او

نقد عقل خویش را در باختم — فکر ہا کردم بسے در ساختم

حق ہمہ حق را تو می جوئی کجا

خویش را بشناس تا یابی خدا

فصل

حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ حضرت سیدنا حسینؓ کو تعلیم فرماتے ہیں

یا ولدی فکرک فیک یکفیک	اے فرزند تیرا فکر تجھ میں تیرے لئے کافی ہے
فلیس شئ خارجاً منک	کیونکہ کوئی شئے تجھ سے خارج نہیں ہے
داءک فیک وما تشعر	تیرا دردو تیرے اندر ہے اور تو نہیں جانتا
دواءک منک ولا تبصر	اور تیری دوا تجھ میں ہے اور تو نہیں دیکھتا
وتزعم انک جسم صغیر	تجھکو گمان ہے تو چھوٹا جسم ہے
وفیک انطوی عالم کبیر	اور حالانکہ تیرے اندر ایک عالم اکبر بیٹھا ہوا ہے
وانت ام الکتاب الذی	اور تو وہ ام الکتاب ہے کہ
ما حرفہ یظہر المضمر	اپنے حرفوں سے دل کی بات جتاتا ہے

از امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مکتوب ۸۹ ـ ہشتاد و نہم جلد ثالث ... پوشیدہ نماند کہ عبارت

فصل ہمہ اوست ہرچند در قدماء صوفیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم متعارف
نبودہ است اما مثل انا الحق و سبحانی ولیس فی جبتی
سوی اللہ و امثال آنہا بسیار بودہ است کہ مؤدائے ایں
عبارت وآں عبارات یکے ست۔ آب از سر جو گزشت چہ یک
نیزہ چہ یک مشت ودر متاخراں صوفیہ ایں عبارت شایع و ذایع ست
و بے تکلف ہمہ اوست میگویند و براں قول اصرار دارند مگر
قلیلے از ایشاں کہ دریں عبارت و امثال ایں عبارت تردد دارند
بلکہ صورت انکار اظہار می نمایند و آنچہ ایں فقیر از اطلاقات
ایشاں معنے ہمہ اوست می فہمد آنست کہ ایں ہمہ جزئیات متفرق
حادث ظہور یک ذات اند۔ تعالیٰ و تقدس در رنگ آنکہ صورت
زید مثلاً در مرایاے متعددہ منعکس گردد و ظہور آنجا پیدا کند
گویند ہمہ اوست یعنی ایں ہمہ صور کہ در مرایاے متعددہ نمود
پیدا کردہ است ظہور یک ذات زید است اینجا کدام جزئیست
دانستہ است و کدام حلول و تلون ذات زید با وجود ایں ہمہ
صور بر صرافت حالت اصلی خود ست و ایں صور در وے نہ ہیچ

مفصل افزوده است و نه هیچ کاسته۔ آنجا که ذات زید است این همه صور را آنجا نامے
ونشانے نیست تا باوے نسبتے از نسب جزئیت واتحاد وحلول وسریان پیدا کنند
سر الآن کما کان را اینجا باید جست چه در مرتبه که اوست تعالےٰ چنانچه عالم را پیش از ظهور آنجا گنجایش
نبود بعد از ظهور هم آنجا هیچ گنجایش نباشد۔ فلاجرم یکون الآن
کما کان۔ ..... از تحقیق سابق واضح گشت که درین عبارات
شطح نما هیچ حلول واتحاد نیست اگر محل است باعتبار ظهور است نه باعتبار
وجود چنانچه فهمیده اند و بحلول واتحاد برده۔ مانا که این مسئله توحید
در متقدمان صوفیه نیک محرر وملخص نشده بود هر کسے ازینها
که مغلوب حال می گشت کلمه در توحید که اتحاد نما باشد ازوے
ظاهر میشد واز غلبهٔ سکر بسر آن درنمی رفت وظاهر آن عبارات
را از شائبه حلول واتحاد مصروف نمی ساخت وچون نوبت بشیخ
بزرگوار محی الدین بن العربی قدس سره رسید او از کمال معرفت
این مسئله دقیقه را مشرح ومبین ساخت ومبوب ومفصل گردانید
ودر رنگ صرف ونحو درحد تدوین آورد مع ذلک جمعے ازین
طائفه مراد او را نفهمیده تخطیه او نمودند ومطعون وملام ساختند

و دریں مسئلہ در اکثر تحقیقات شیخ محق ست و طاعنان او دور از صوب فصل بزرگی و وفور علم شیخ را از تحقیق ایں مسئلہ باید دریافت نہ رو و طعن او باید کرد .... وآنچہ مختار ایں حقیر ست دریں مسئلہ و مبنا شان تقدیس و تنزیہ ست عبارت ہمہ از وست نہ باں معنے کہ علماء ظواہر برآں اقتصار نمایند و گویند صدور خلق ہمہ از وست ایں خود صادق ست مع ذالک اینجا علاقۂ دیگر ہم ست کہ علما باں مہتدی نگشتہ اند و صوفیہ بدریافت آں ممتاز گشتہ و آں ارتباط اصالت و ظلیت است یعنی اگر وجود ممکن ست ناشی از وجود واجب ست تعالی و پرتو وجود اوست سبحانہ و ہمچنیں اگر حیات ست ناشی از صفت حیات اوست سبحانہ و پرتو آں حیوٰت مقدسہ است علیٰ ہٰذا القیاس العلم و القدرۃ و الارادۃ وغیرہا پس بطور صوفیہ عالم ہم صادر از وست سبحانہ و ہم ظل کمالات او ناشی از آں کمالات منزہ او تعالی مثلاً وجودیکہ بممکن دادہ اند نہ امریست کہ بسر خود باشد و استقلال او را حاصل بود بلکہ آں وجود پرتو ظل وجود واجب ست تعالےٰ

فصل: ہمچنیں حیوۃ و علم و غیرہا کہ بہ ممکن بخشیدہ اند نہ امورے اند
کہ باستقلال ثبوت از صانع تعالیٰ پیدا کردہ اند بلکہ باوجود صدور
از صانع تعالیٰ اینہا ظلال کمالات وے اند سبحانہ وصور و
امثال آں کمالات ہمیں ارتباط اصالت و ظلیت کہ صوفیہ آں
مہتدگشتہ اند معاملہ صوفیہ را باعلاے علییں بردہ است و بفنا
وبقا رسانیدہ و بولایت خاص متحقق ساختہ و چوں علماء ظواہر
را ایں دید میسر نشدہ است از فنا و بقا بہرہ نہ رسیدہ و بولایت
خاصہ متحقق نشدہ۔ و صوفیہ چوں کمالات خود را ظلال کمالات
واجب تعالیٰ یافتہ اند و وجود و سائر توابع وجود را عکوس
آں کمالات دانستہ ناچار خود را بیش از امانت دار کمالات او
ندیدہ اند و غیر از مرایاے آں کمالات نیافتہ و چوں بحکم ان اللہ
یامرکم ان تؤدوا الامانات الیٰ اھلھا ایں امانت را
باہل امانت بسپارند و ایں کمالات را درست بذوق باصل
بدہند۔ خود را معدوم یابند و میت دانند چہ وجود و حیوۃ چوں
باصل رفت معدوم و میت ماند و فنا متحقق گشت۔ للمولوی ؒ

چوں بدانستی تو اورا از نخست   سوے آں حضرت نسب کردی درست فصل

وآنکہ دانستی کہ ظل کیستی   فارغی گر مردی وگر زیستی

بارخدایا از تنگی عبارات، الفاظیکہ شرع باطلاق آں وارد نشدہ است ور رنگ ظلیت وغیرہا اطلاق می نمائیم ومیگوئیم کہ وجود ممکن ظل وجود واجب است تعالی وصفات او ظلال صفات کاملہ او تعالے ازیں اطلاق ترساں ولرزانیم۔ وچوں اولیاء تو بایں اطلاق سبقت نمودہ اند امیدوار عفوئیم۔ ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطأنا۔

مکتوب ۱۲۲ صد وبست و دوم جلد ثالث۔۔۔۔

سوال۔ تو در رسائل خود درمیان واجب تعالیٰ وممکن نسبت اصالت وظلیت اثبات کردہ وممکن را ظل واجب تعالیٰ گفتہ ونیز واجب را تعالیٰ اعتبارا اصالت حقیقت ممکن کہ کالظل اوست نوشتہ ومعارف کثیرہ برآں مرتفع ساختہ اگر بایں اعتبار شیخ (محی الدین بن العربی) قدس سرہ نیز واجب را تعالیٰ حقیقت ممکن گوید چہ محظور لازم می آید وچرا ملام بود۔

نص جواب - ایں قسم علوم کہ اثبات نسبت نماید درمیان واجب تعالے وممکن وشرع بہ ثبوت آنہا وارد نشدہ است ہمہ از معارف شکریہ است واز نارسائی بحقیقت معاملہ ع ممکن چہ بود کہ ظلّ واجب باشد تعالیٰ و واجب را تعالیٰ چرا ظل بود کہ ظل موہم تولید بثل ست ومنبی از شائبہ عدم کمال لطافت اصل ہرگاہ محمد رسول اللہ را از لطافت ظل نبود خدائے محمد را چگونہ ظل باشد موجود در خارج بالذات وبالاستقلال حضرت ذاتست تعالے وصفات ثمانیہ حقیقیہ او تعالیٰ وتقدس وماسوائے آں ہرچہ باشد بایجاد او تعالیٰ موجود گشتہ است وممکن ومخلوق وحادث ست وہیچ مخلوقے ظل خالق خود نیست وغیر از مخلوقیت ہیچ انتسابے بخالق ماوراے آں نسبت کہ شرع بان وارد ست ندارد - ایں علم بظلیت عالم سالک را درراہ بسیار بکار می آید وکشاں کشاں باصل می برد وچوں بکمال عنایت منازل ظلال راطے کردہ باصل برسد بمحض فضل او تعالیٰ می یابد کہ ایں اصل ہم بحکم ظل داشتہ است وشایان مطلوبیت نبود کہ بداغ امکان

متسم است و مطلوب ماورائے حیطۂ ادراک و وصل و انفصال است فصل

درین ورطہ کشتی فرو شد ہزار
کہ پیدا نشد تختہ بر کنار

مکتوب ۹۵ - نود و پنجم جلد ثالث۔ ... حضرت حق سبحانہ تعالیٰ ہمیشہ بر تنزیہ و تقدیس خود ست و از صفات حدوث و سمات نقص منزہ و مبراست تغیر و تبدیل را دراں حضرت جل سلطانہ بار نیست و اتصال و انفصال را دراں بارگاہ گنجایش نہ تجویز حالیت و محلیت انجا کفر ست و حکم باتحاد عینیت عین الحاد و زندقہ خواص عباد او تعالیٰ ہر چند دراں حضرت قرب و وصل پیدا کنند از قبیل قرب جسم بجسم نخواہد بود واز جنس اتصال جوہر بعرض نہ۔ آنجا اگر قرب ست بے چوں ست و اگر وصل ست ہم بے چوں۔ ہمگی کاروبار ایں بزرگواراں دراں حضرت جل سلطانہ، از عالم بیچونی ست۔ و عالم چوں نسبت بعالم بیچوں حکم قطرہ دارد نسبت بہ دریائے محیط کہ آں ممکن ست و ایں واجب تعالیٰ و نیز عالم چوں در ضیق زمان و مکان کائن ست و عالم بیچوں از تنگی وارستہ است و از مکاں و زمان گزشتہ

مقصود آرے میداں عبارت وتعبیر دراں عالم ممتنع ست و دریں عالم، تنگ وتاریک لعلوه عن العبارة و بعده عن الاشارة ارحم الراحمین خواص عباد خود را نصیبے از بیچونی داده در عالم بیچوں سر داده است و بمعاملات بیچونی مشرف ساخته است۔ اگر فرضاً تعبیر ازاں بیچونی بچوں نمایند بعید تر ازاں ست که بالعناں لذت جماع را نا رسیدگان بلذت قند وشکر تعبیر کنند چه ایں هر دو لذت از یک عالم چوں ست وآں تعبیر ومعبر از دو عالم متبائن ست ناچار چوں کسے تعبیر از بیچوں بچوں نماید و بر بیچوں احکام چوں اجرا کند جاے آں دارد که مورد طعن وطرد گردد و بالحاد و زندقه متهم شود پس دقت وغموض آن اسرار از راه عبارت وتعبیر آمد نه از راه تحقق وحصول آں زیرا که متحقق شدن بآن اسرار کمال ایمان ست وتعبیر نمودن ازاں بیچوں بعبارات چوں عین کفر والحاد من عرف الله کل لسانه را اینجا کار باید فرمود۔

مکتوب ۱۲۱ صد وبست ویکم جلد ثالث ... از بقایا

سکریست کہ تجویز افشائے اسرار نمودہ می آید.... اگر صحو خالص محض باشد افشائے اسرار آنجا کفر بود..... بقیہ سکر در صحو در رنگ نمک است کہ مصلح طعام است اگر نمک نباشد طعام معطل و بے کار بود ؎

گر عشق نبودے وغم عشق نبودے چندیں سخن نغز کہ گفتے کہ شنودے

مکتوب ۹۵ نود و پنجم جلد ثالث .... در اسرار یکہ مخصوص بولایت حضرت امام ربانی ست قدس سرہ..... اگر شمہ ازاں کاروبار کہ بایں ولایت مربوط ست اظہار نماید و یا اشارتے ازاں معاملات کہ بآں دو ولایت منوط ست ظاہر سازد۔ قطع البلعوم و ذبح الحلقوم (یعنی بریدہ شود راہ گزر طعام از حلق و ذبح کردہ شود حلق) ہر گاہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ در اظہار بعضے علوم کہ از حضرت پیغمبر گرفتہ است علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام قطع البلعوم گوید از دیگراں چہ گفتہ آید۔ غوامض اسرار الٰہی ست جل سلطانہ کہ باخص خواص عباد خود درمیاں میدارد و نامحرمے در حوالی آں نمی گذرد۔ و حضرت خاتم الرسل

مصلی علیہ و علیہم الصلواۃ والتسلیمات کہ رحمت عالمیاں ست
از کمال معرفت وو فور قدرت آن اسرار را با ابو ہریرہ وغیرہ
درمیاں آورد و قابلیت مستمعان دانستہ آں درہاے مکنونہ
را بایشاں ایثار فرمودہ و مثل من مفلس کم بضاعت از تذکرہ
خطور آں اسرار ہراساں ولرزاں ست وہیچگونہ مناسبت خود را
بااین خرابی و آوارگی باں مطالب علیا نمی یابد اما امیدانند ع
باکریماں کارہا دشوار نیست

حضرت سہل تستری رحمتہ اللہ علیہ

قال سہل تستری رضیا	فرماتے ہیں کہ اے مسکین خدا ے
مسکین کان و لم تکن	تعالیٰ موجود تھا اور تو نہ تھا اور وہ
و یکون ولا تکون فلما	ہوگا اور تو نہ ہوگا آج جو تو ہوگیا
کنت الیوم صرت تقول	تو کہنے لگا ہیں تو اب بھی
انا و کن الآن کما	ایسا ہی ہو جا جیسا پہلے نہیں
لم تکن فانہ الیوم کما	تھا کیونکہ آج ویسا ہی وقت ہے
کان	جیسا پہلے تھا

حضرت شیخ ابوالحسن مغربی شاذلی رضی اللہ عنہ فصل

انا لا نری مع الحق من — ہم خدا کے ساتھ کسی مخلوق کو کچھ
الخلق احدًا وان کان ولا — بھی نہیں دیکھتے اور اگر ضروری
بد فکالھباء فی الھواء ان — ہو تو ایسا دیکھتے ہیں جیسا کہ ایک
فتشتہ لم تجد شیئًا — ذرہ ہوا میں ہوتا ہے اگر اس کی
نفحات الانس ص ۶۰۶ — تفتیش کرو تو کچھ بھی نہیں ہوتا

حضرت خواجہ خواجگان خواجہ بہاء الدین نقشبند رضی اللہ عنہ

یا ایھا الذین آمنوا آمنوا باللہ ارشاد است بآنکہ در ہر طرفتہ العین نفی وجود طبیعی می باید کرد و اثبات واجب الوجود جل ذکرہ کہ وجودک ذنب لا یقاس بھا ذنب (از ملفوظات حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رضی اللہ عنہ

معلوم گردد کہ موجود و موثر مطلق نیست الا خداوند تعالیٰ و باید کہ جملہ ذوات و صفات و افعال را با ذات و صفات و افعال او محو و ناچیز دانی ہر کجا علمے و ارادتے و سمع و بصرے یابی اثرے از آثار علم

نفس، وارادت وقدرت او دانی (عوارف المعارف)

حضرت غریب نواز خواجہ معین الدین چشتی رضی اللہ عنہ

روزے فرمودند کہ ہر آنکہ بایاد دوست ہمیشہ خیزد گوے نجات از میدان سعادت ببرد واز حال خود فانی بمشاہدہ دوست باقی وحق تعالے متولی اعمال او بود داورا بخود اختیار دبا غیر قرار نباشد (از ملفوظات خواجہ)

فرمودند کہ وقتیکہ من از پوست خود بیروں آمدم عاشق ومعشوق وعشق را یکے دیدم گفت ہست عارف حق باشد واز حق بہ ہیچ باز نہ گردد گفت صادق اوست کہ در ملک او چیزے نباشد او در ملک ہیچ کس نباشد (از رسالہ حالات خواجہ)

حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ

فصل ۴

شہدت بان اللہ	میں گواہی دیتا ہوں
لا شیئ غیرہ - ان	کہ اللہ تعالیٰ ہے اور
کل مکلف	نہیں ہے (موجود) کوئی شے
مامور بمعرفت اللہ	اس کی غیر ہر مکلف
تعالیٰ و معنی	معرفت الٰہی کے لئے
المعرفت ان یعلم	مامور ہے - اور معرفت
المعلوم علی ماھو	کے معنی ہیں معلوم
علیہ بحیث	کو ویسا ہی جانتا
لا یخفی علیہ	جیسا کہ وہ ہے تاکہ اسکے
من صفات المعلوم	صفات سے کوئی صفت
شیئ لا با لظن	مخفی نہ رہے ظن و
والتقلید لایحصل	تقلید سے کوئی علم

العلم والمعرفت لان
معنے الظن تجویز
الامرین احدهما
ظهر عن الآخرة
ومعنے التقلید
قبول قول من لا
یدری ما قال
ومن این قال
وذلك لا یکون علما
(میزان التوحید)

معرفت حاصل نہیں
ہوسکتی اس لیئے کہ معنی
ظن جائز رکھتا ہے
دو امروں سے ایک امر
کو جو ظاہر تر ہو دوسرے
امر سے - اور تقلید
کے معنی ہیں کسی کی
بات کو مان لینا
بغیر سمجھے اسکے کہ وہ کیا کہتا
ہے اور کہاں سے کہتا
ہے علم و معرفت کے
لئے ظن و تقلید
کافی نہیں ہے

حضرت حجۃ الاسلام
امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ

والرابعة ان لایری فی الوجود الا واحداً	(توحید کا) چوتھا مرتبہ یہ ہے کہ وجود میں سوا ذات واحد یکتا کے اور کسی کو نہ دیکھے
والرابع موحد بمعنی انه لم یحضر فی شهوده غیر الواحد فلا یری الکل من حیث انه کثیر بل من حیث انه واحد وهذه هی الغایة القصوی فی التوحید	اور یہ چوتھا اس نظر سے موحد ہے کہ اس کے مشاہدے میں بجز واحد یکتا کے اور کوئی نہیں آتا وہ سب کو کثرت کی راہ سے نہیں دیکھتا بلکہ وحدت کی راہ سے اور یہی توحید کی انتہائی منزل ہے

فصل مجرد الاعتقاد من غیر کشف کثیرا لنفع بالاضافة الی مجرد نطق اللسان ناقص القدر بالاضافة الی الکشف والمشاهدة التی تحصل بانشراح الصدر والفساحه واشراق نور الحق فیه

صرف اعتقاد بدون کشف کے زبانی قول کی نسبت بہت مفید ہے مگر کشف ومشاہدہ کی نسبت جو سینے کی کشادگی اور نور حق کی اس میں تابش سے حاصل ہوتا ہے اس کی قدر کم ہے

ونقول ههنا نظران نظر بعین التوحید المحض و هذا النظر یعرفك قطعًا انه الشاکر وانه المشکور وانه المحب وانه المحبوب وهذا النظر من عرف انه لیس فی الوجود غیره وان کل

(اس باب میں دو اعتبار ہیں)

ایک اعتبار تو صرف توحید و وحدت وجود کا ہے جس سے یقینی یہ معلوم ہوتا ہے کہ شاکر اور مشکور محب اور محبوب ایک ہی چیز ہے اور یہ نظر ایسے لوگوں کی ہے جو جانتے ہیں کہ سوائے خدائے تعالیٰ کے اور کوئی معبود نہیں کل شئے

شئ هالك الا وجهه وان
ذالك صدق فی كل حال
ازلاً وابداً
ای فناء عن نفسه وعن غير
الله فلم يرا الا الله تعالی
فمن لم يفهم هذا ينكر عليهم
ويقول كيف فنی وطول ظله
اربعة اذرع ولعله ياكل
فی كل يوم ارطالاً من الخبز
فيضحك عليهم الجهال لجهلهم
بمعانی كلامهم وضرورة قول
العارفين ان يكونوا اضحكة
للجاهلين واليه الاشارة
لقوله تعالی ان الذين
اجرموا كانوا من الذين امنوا

ھالک الا وجھہ انکے دل میں ٹھنی ہے فصل
اور اسبات کو ہر حال میں ہر زمانہ میں
ازلاً اور ابداً سچ جانتے ہیں
سالک اپنے نفس اور غیر اللہ
سے فانی ہو کر سوائے خدا
تعالی کے اور کچھ نہیں دیکھتا
جس شخص کی فہم میں یہ بات نہیں
آئی وہ اس حالت کا انکار کرتا
ہے اور کہتا ہے کہ بھلا جس شخص
کا سایہ چار ہاتھ لنبا ہو اور دن
بھر میں سیروں روٹیاں چٹ
کر جاتا ہو وہ فنا کیسے ہو جاتا ہے
اور باتیں جہالت کی کہہ کر ان پر
ہنستے ہیں انکی تقریر کے معانی نہیں
سمجھتے عارفوں کے لئے یہ بھی ضرور ہے کہ

فصل یضحکون واذا مروابھم یتغامزون واذا انقلبوا الی اھلھم انقلبوا فاکھین واذا راؤھم قالوان ھؤلاء لضالون وما ارسلوا علیھم حافظین ثم بین ان ضحک العارفین علیھم غداً اعظم اذ قال اللہ تعالی فالیوم الذین امنوا من الکفار یضحکون علی الارائک ینظرون

جاہلوں کے لئے باعث خندہ نہیں اور اسی کی طرف اشارہ ہے اس آیت میں وہ جو گناہگار ہیں وہ تھے ایمان والوں پر ہنستے اور جب گزرتے ان کے پاس سے تو آپس میں اشارے کنائے کرتے اور جب پھر کر جاتے اپنے گھر اور جب انکو دیکھتے کہتے بیشک یہ لوگ بہک رہے ہیں حالانکہ وہ (ہنسنے والے) ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجے گئے وہ پھر فرمایا کہ عارفوں کا ہنسنا کل کو ان کے خندہ سے بڑھکر ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے کہ ’سو آج ایمان والے منکروں پہ ہنستے ہیں تخت پر بیٹھے دیکھتے ہیں

النظر الثانی نظر لم یبلغ الی
مقام الفناء عن نفسه و
هؤلاء قسمان قسم لم
یثبتوا الا وجود انفسهم
وانکروا ان یکون لهم
رب یعبد و هؤلاء هم
العمیان المنکوسون وعماهم
فی کلتا العینین لانهم
نفوا ما هو الثابت تحقیقاً
وهو القیوم الذی هو قائم
بنفسه وقائم علی کل
نفس بما کسبت وکل قائم
فقائم به ولم یقتصروا علی
هذا حتی اثبتوا انفسهم
ولو عرفوا لعلموا انهم من حیث انهم

فصل دوسرا اعتبار یہ ہے کہ وجود کے
طرف نظر مذکورہ بالا سے نہ دیکھا
جائے ہیں جو لوگ اس رتبہ
پر نہیں پہونچے ان کی دو قسمیں
ہیں ایک قسم تو وہ ہے کہ اپنے
وجود کے سوا اور کسی کو موجود ہی
نہیں مانتے۔ اور اس بات کو برا
جانتے ہیں کہ انکا کوئی معبود ہو
ایسے لوگ بالکل اوندھے ہیں اور
دونوں آنکھوں کے اندھے
ہیں اوندھے اور الٹے اس جہت
سے ہیں کہ جو چیز کہ تحقیقاً ثابت
تھی یعنی ذات قیوم کہ قائم بالذات
ہے اور ہر ایک شخص کے اعمال کا قائم رکھنے
والا ہے اور جتنی چیزیں موجود ہیں

فص

ثبات لهو ولا وجود لهم	وہ سب اسی کے باعث موجود ہیں
وانما وجودهم من حيث	اس کو نہ جانا اور ان لوگوں نے
اوجدوا لا من حيث وجدوا	اسی پر اختصار نہ کیا بلکہ اس کے
وفرق بين الموجود وبين	مقابل میں اپنے نفسوں کو قائم
الموجد وليس في الوجود	بالذات ٹھہرایا انکو اور اگر سوچیئے
الا موجود واحد موجد	تو معلوم ہوتا کہ نہ کچھ قیام ہے
فالموجود حق والموجد باطل	نہ وجود۔ انکا وجود اس لئے ہے
من حيث هو والموجود	کہ دوسرے نے انکو ایجاد فرمایا
قايم وقيوم والموجد هالك	ہے اپنے آپ سے موجود نہیں
وفان واذا كان كل	ہوئے اور ظاہر ہے کہ موجود اور
من عليها فان فلا يبقى	ایجاد کی ہوئی چیزوں میں بہت فرق
الا وجه ربك ذو	ہے اور موجود دو ہی چیزیں ہیں
الجلال والاكرام	یا موجود یکتا یا ایجاد کی ہوئی اشیا جن میں
	سے موجود حق ہے اور ایجاد کی ہوئی
	چیزیں بذات خود باطل اور موجود

حقیقی قایم اور قیوم ہے اور ایجاد فضل کی چیز ہالک و فانی ہے یہاں تک کہ جب کوئی بھی نہ رہیگا تب ذات پاک ہی رہیگی۔

الفریق الثانی لیس بھم عمی ولکن بھم عور لانھم یبصرون باحدی العینین وجود الموجود الحق فلا ینکرونہ والعین الاخری ان ثم عماھا لم یبصر بھا فناء غیر الموجود الحق فاثبت موجودا اٰخر مع اللہ تعالے وھذا مشرک تحقیقا کما ان الذی قبلہ جاحد تحقیقا فان جاوز
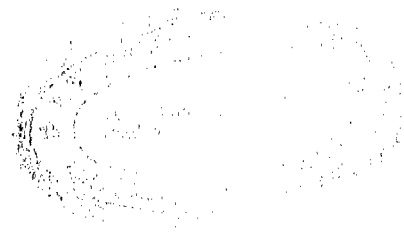
دوسری قسم کے لوگ اندھے تو نہیں مگر کانے ہیں یعنی ایک آنکھ سے وجود موجود حقیقی کا دیکھتے ہیں اور اوراسی کے منکر نہیں مگر دوسری آنکھ اگر بالکل چوپٹ ہوئی تو یہ نہیں سوجھا کہ سوائے موجود برحق کے اور سب فانی ہیں اسی لئے اللہ تعالے کے ساتھ دوسرے کو بھی موجود ثابت کرتے ہیں یہ لوگ مشرک ہیں جیسے کہ اول (والے) منکر تھے

ففی ہذا العمی الی العمی ادراکہ — اور اگر دوسری آنکھ میں کچھ

تفاوتا بین الموجودین — بینائی ہوئی تو چندھے ہوئے

فاثبت عبداً ورباً فہذا — تو اس بینائی کے باعث دونوں

القدر من اثبات التفاوت — موجودوں میں فرق ثابت

والبعض من الوجود الآخر — کرتے ہیں ایک کو رب ایک

دخل فی ہذا التوحید ثم — کو بندہ کہتے ہیں اور اس قدر

ان کحل بصرہ بما یزید — تفاوت ثابت کرنے اور دوسرے

فی انوارہ فیقل عمشہ — موجود کو ناقص سمجھنے سے حد توحید

وبقدر ما یزید فی بصرہ — میں داخل ہو جاتے ہیں گو پورے

یظہر لہ نقصان ما اثبتہ — موحد نہیں ہوتے پھر اگر

سوی اللہ تعالیٰ فان — آنکھ میں سرمہ لگایا جائے

بقی فی سلوکہ کذالک — اور چندھا پن کم ہو تو جتنا نور

فلا یزال ینقضی بہ — آنکھ کا بڑھتا جاوے گا

النقصان الی المحو — اتنا ہی وجود ما سوے اللہ کا

فینتہی عن رؤیتہ ما سوی — کم ہوتا جاوے گا اور سلوک

الله فلا يرى الا الله فيكون
قد بلغ كمال التوحيد
وحيث ادراك نقصانا
في وجود ما سوى الله
تعالى دخل في اوائل
التوحيد وبينهما درجات
لا تحصى فيها بتفاوت
درجات الموحدين و
كتب الله المنزلة على
نسخة رسله هي الكحل
الذي به يحصل انوار
الابصار۔

راہ معرفت میں بھی حال گزرنا تو عشق
کم ہوتے ہوتے دوسرا وجود محو
ہو جاوے گا اور خدا کے سوا
کچھ نہ سوجھے گا اس وقت پوری
توحید کا رتبہ حاصل ہوگا۔ اور
جہاں سے دوسرے وجود
کو ناقص سمجھا تھا وہ ابتدائی
توحید تھی اور ان دونوں مرتبوں
کے درمیان میں درجات
بے انتہا ہیں اور اسی سے
درجات موحدین کے مختلف
ہوتے ہیں اور جس طرح سے
کہ نور بصر زیادہ ہوتا ہے وہ خدا
کی کتابیں ہیں جو اپنے رسولوں
پر نازل کی ہیں

نفس: والانبیا ھم الکحالون قد جاؤا داعین الی التوحید المحض و ترجمته قول لا الٰہ الا اللہ۔ ومعناہ ان لا یری الا الواحد الحق۔ الخ

اور پیغمبر سرمہ لگانے والے ہیں کہ سب کو توحید محض کی طرف لے جاتے ہیں جس کا مضمون لا الٰہ الا اللہ میں موجود ہے یعنی اس کلمہ طیبہ کے معنی یہ ہیں کہ سواء خدا و تعالیٰ واحد برحق کے اور کچھ نہ دیکھے۔ الخ

حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ

لا تطمع ان تدخل فی زمرۃ الروحانیین حتّی تعادی جملتك و تباین جمیع الجوارح والاعضاء وتنفرد عن وجودك وحرکاتك وسکناتك وسمعك وبصرك وکلامك وبطشك وسعیك

فرمایا حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روحانیوں کی جماعت میں داخل ہونیکی آرزو مت کر یہاں تک کہ تو اپنے تمام وجود کا دشمن ہو جائے اور اپنے تمام اعضا و جوارح سے جدا اور اپنی ہستی سے علیحدہ تنہا اور اپنے حرکات وسکنات اور سُننے

وعملک وعقلک وجمیع	اور دیکھنے اور کلام کرنے اور پکڑنے فعل
ماکان منک قبل وجود	اور چلنے اور اپنے عمل اور اپنی عقل
الروح فیک وما اوجد	اور تمام اس چیز سے جو تجھ میں روح سے
فیک بعد نفخ الروح لانّ	پہلے موجود تھی اور جو کچھ روح کے
جمیع ذالک حجابک عن	پھونکے جانے سے بعد میں نمودہوئی
ربک فاذا صرت روحًا	سب تنہا ہو جائے کیونکہ یہ سب
منفردۃ سرالستر وغیب	تیرا پردہ ہیں تیرے خدا عزوجل
الغیب مباینا الاشیاً	سے پس جب تو نری روح ہو جا
فی سرک جدّ متحدا لکل	اور سر السر و غیب الغیب تو ہو جائیگا
عدو وحجابًا وظلمۃ کما	اشیاء سے الگ ظاہر و باطن میں
قال ابراھیم الخلیل	پس حجاب اور ظلمت کو دشمن سمجھ
علیہ الصلواۃ والسلام	جس طرح پر کہ حضرت ابراہیم ؑ نے
فانہم عدو لی الارب	فرمایا فانہم عدو لی الارب
العالمین وقال ذالک	العالمین وہ سب میرے دشمن
للاصنام فجعل انت جملتک	ہیں مگر خدا رب العلمین حضرت ابراہیم ؑ

فصل واجزاءك اصنامًا منهم
سائر الخلق ولا تطلع
شيئًا من ذالك ولا تتنبه
جملته فيحر تؤمن على الاسرار
والعلوم اللدنية وغرائبها
وسترد عليك التكوين
وخرق العادات التى
هى من قبيل القدرة
التى تكون المؤمنين فى
الجنة فتكون فى هذه
الحالة كانك جنيت
بعد الموت فى الآخرة
فتكون كلمتك قدرة
تتمحى بالله وتتصرف بالله
وتنطق بالله وتبطش

نے بتوں کی بابت کہا تھا پس تو اپنے
تمام وجود اور اپنے تمام اجزا کو تمام مخلوقات
کے بت تصور کرے اور ان میں سے
کسی چیز کی فرماں برداری نہ کرے
اور اس کے طرف التفات تک
نہ کرے پس اس وقت تو اسرار
اور علوم لدنیہ اور اس کے عجائبات
پر امین کیا جاویگا اور تجھ کو
کرامتیں عطا فرمائی جائینگی خوارق
عادات اس سے ظاہر ہونگے جو
از قسم ان قدرتوں کے ہیں جو
اہل ایمان کو جنت میں عطا ہونگی پس
تو اس حالت میں ایسا ہوگا کہ گویا مرنے کے
بعد قیامت کے دن زندہ کیا گیا ہے پس
تجھے سب کچھ قدرت ہو جاوے گی

بالله وتسمع بالله و
تعقل بالله وتطمئن
وتسكن بالله فتعمى عما
سواه فتصم عنه فلا ترى
لغيره وجوداً معه حفظ
الحدود ولزوم الاوامر
والنواهي فان انخرم
فيك شي من الحدود
فاعلم انك مفتون متلاعب
بك الشياطين
فارجع الى حكم الشرع
والزمه ودع عنك الهوى
كل حقيقة لا يشهد لها
الشرع فهي زندقة
(فتوح الغيب)

تو اللہ کے ساتھ سنیگا اللہ ہی کے ساتھ عقل
دیکھیگا اور اللہ ہی کے ساتھ بولیگا
اللہ ہی کے ساتھ پکڑیگا اللہ ہی کے
ساتھ چلیگا اللہ ہی کے ساتھ
سمجھیگا اللہ ہی کے ساتھ اطمینان
اور سکون حاصل کرے گا سو تو اسکے
ماسوا سے اندھا اور بہرہ ہو جاویگا
پس تو اس کے غیر کا وجود ہی نہ
دیکھیگا باوجود حدود کی حفاظت
کرنے اور امر و نہی کے لازم پکڑنے
کے پس اگر تجھ سے حدود میں سے
کوئی ٹوٹ جائے تو جان لے کہ تو
فتنہ میں ڈالا گیا ہے شیطان تجھ سے
کھیلتے ہیں پس تو شرع کے حکم کی
طرف رجوع کر اور اسکو لازم پکڑ اور ہوی

کو اپنے پاس سے دور کر دے کیونکہ
جس حقیقت کی شریعت شہادت
نہ دے وہ زندقہ اور الحاد ہے۔

قال الله تعالى يا غوث الاعظم ما اظهرت كظهوري في الانسان سألت يا رب هل لك اكل وشرب قال لي يا غوث الاعظم اكل الفقير اكلي وشربه شربي ثم سألت يا رب من اي شئ خلقت الملئكة قال خلقت الملئكة من نور الانسان وخلقت الانسان من نور ذاتي

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے غوث الاعظم میرا ظہور اور کسی چیز میں ایسا نہیں جیسا کہ انسان میں میں نے پوچھا کہ اے میرے مولا کیا تیرے لئے کھانا پینا بھی ہے خدا نے فرمایا کہ اے غوث الاعظم فقیر ہی کا کھانا میرا کھانا ہے اور اس کا پینا میرا پینا ہے پھر میں نے سوال کیا کہ اے میرے رب تو نے فرشتوں کو کس چیز سے بنایا خدا نے فرمایا کہ میں نے ملائکہ کو انسان کے نور سے اور انسان کو اپنے نور ذات سے خلق کیا

یا غوث الاعظم جعلت　　اے غوث الاعظم میں نے انسان کو مثل

الانسان مطیتی وجعلت　　اپنی سواری بنایا ہے اور تمام دنیا

سائر الاکوان مطیتہ　　کو اس کی سواری۔

یا غوث الاعظم الانسان　　اے غوث الاعظم انسان میرا بھید

سری وانا سرہ ولو عرف　　ہے اور میں اس کا بھید ہوں

الانسان منزلتہ عندی　　انسان کی جو قدر منزلت میرے

لیقول فی کل نفس من　　نزدیک ہے اگر اسے معلوم ہو جائے

الانفاس انا الملک لا　　تو ہر وقت یہی صدا دے کہ میں مالک

ملک الا انا　　ہوں اور میرے سوا اور کوئی مالک نہیں

حضرت امام الائمہ شیخ محی الدین ابن عربی رضی اللہ عنہ

ان اللہ تعالی یقول کنت　　اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اسکی سمع

سمعہ الذی یسمع بہ بصرہ　　ہوتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور

الذی یبصر بہ ویدہ التی　　میں اسکی بصر ہوتا ہوں جس سے

یبطش بھا ورجلہ التی　　وہ دیکھتا ہے اور میں اس کا ہاتھ ہوتا ہوں

یسعی بها فکان هویته
هی عین الجوارح التی هی
عین العبد فهو یته
واحدة والجوارح مختلفة

جس سے وہ گرفت کرتا ہے اور
میں اس کا پاؤں ہوتا ہوں جس سے
وہ چلتا ہے پس اسی حدیث میں
مذکور ہے کہ حق تعالیٰ کی ہویت
ان جوارح کی عین ہے اور یہ جوارح
بندہ کی عین ہیں پس ہویت ایک
ہی ہے اور جوارح مختلف ہیں

فالقرب الالهی من العبد
لا خفاء به فی الاخبار
الالهیة فلا قرب اقرب
من ان یکون هویته
عین اعضاء العبد
و قواه لان عینه تعالیٰ
بعینه موجود فی کل
صغیر و کبیر و لیس العبد

پس اخبار الٰہی میں خدا کے بندہ
کے ساتھ قریب ہونے میں کوئی
خفا و استتار نہیں ہے اور کوئی
قرب اس سے زیادہ نہیں ہے کہ
حق تعالیٰ کی ہویت بندہ کے
اعضا کی عین ہو اور بندہ بھی اعضا
اور قویٰ ہے اور اسکے سوا سے وہ
دوسری چیز نہیں ہے پس وہی

سوی ھذہ الاعضاء
والقوی فھو الحق مشھود
فی خلق متوھم فالخلق
معقول والحق محسوس
مشھود عند المومنین
واھل الکشف والوجود الخ
فمن عرف ان الحق
عین الطریق عرف الامر
علی ما ھو علیہ فان
فیہ جل و علا یسلک
ویسافر اذ لا معلوم الا
ھو وھو عین السالک
والمسافر فلا عالم الا ھو
فمن انت فاعرف
حقیقتک وطریقتک

حق ہے اور خلق موہوم ہیں حق فصل
مشہود ہے پس خلق معقول
ہے اور حق تعالیٰ محسوس ومشہود
ہے مومنین اور اہل کشف
ووجدان کے نزدیک ۔
پس جس نے جان لیا کہ حق تعالیٰ
عین طریق ہے اس نے اصل امر کو اصلی
طور سے پہچان لیا کیونکہ اسی
ذات جل وعلا میں وہ چلتا ہے
اور سفر کرتا ہے اسلئے وہی معلوم ہے
اور وہی عین سالک ومسافر
ہے پس عالم بھی سوا اس کے
اور چیز نہیں ہے ۔ اب
تم کون ہو اپنی حقیقت پہچانو اور

فص فقد بان لك الامر على
لسان الترجمان ان
فهمت وهو لسان حق
فلا يفهمه الا من
فهمه الحق فان للحق
نسباً كثيرة ووجوهاً
مختلفة الخ

اپنا راستہ جانو کیونکہ اصل الامر
تم کو ترجمان الحق کے زبان سے
ظاہر ہوگیا ہے اگر تم نے سمجھ لیا
ہے اور وہ ترجمان الحق کی
زبان صحیح ہے اور اس کو وہی
سمجھے گا جسکو حق تعالی سمجھا دے
کیونکہ حق تعالی کی بہت نسبتیں
ہیں اور اس کے مختلف حیثیات
ہیں

تحققنا بالمفهوم وبالاخبار
الصحيحة انه عين الاشياء
والاشياء محدودة وان
اختلفت حدودها
فهو محدود بحد كل
محدود فما يحد شيء الا

ہم نے اسکے مفہوم اور حدیث
صحیح سے یقیناً جان لیا کہ وہ
(اللہ تعالی) اشیا کا عین ہے
اور اشیا محدود ہیں اور اگرچہ
مختلف ہیں حدود اشیا کے پس
وہ ہر محدود کی حد سے محدود ہے

وهو حد للحق فهو الساری — اور جب کسی شے کی حد ہوتی ہے مفصل
فی مسمی المخلوقات — تو وہ حق تعالیٰ ہی کی حد ہے
والمبدعات ولو لم یکن — اور وہی مخلوقات زمانی غیر زمانی
الامر کذالک ما صح — ہیں ساری ہے اور اگر یہ امر
الوجود فهو عین الوجود — اس طرح نہ ہوتا تو کسی موجود کا
فهو علی کل شیء حفیظ — وجود صحیح نہ ہوتا اور وہ عین
بذاته ولا یؤده حفظ — وجود ہے اور وہ ہر شے پر بذاتہ
شیء فحفظه للاشیاء — محافظ ہے اور اس کو شے کی
کلها حفظه لصورته — محافظت تھکاتی نہیں ہے
عن ان یکون الشیء — پس اس کو کل اشیا کی حفاظت
علی غیر صورته ولا — کرنی عین اپنی صورت کی حفاظت
یصح الا هذا فهو — ہے اور اس سے پاک اور برتر
الشاهد من الشاهد — ہے کہ کوئی شے اس کی صورت
والمشهود فالعالم — کی غیر ہو اور سوا اس کے دوسری
صورته وهو روح — صورت صحیح نہیں ہے۔ پس

فصح العالم المدبرة له
فهو الانسان الكبير
(فصوص الحکم فص ہودیہ)

شاہد سے شاہد وہی ہے اور مشہود
سے مشہود وہی ہے اور تمام عالم
اس کی صورت ہے اور وہ حق تعالیٰ
تمام عالم کی روح ہے اور وہی عالم
کا مدبر ہے اور یہ تمام عالم ہی
انسان کبیر ہے جس کی حق تعالیٰ روح ہے

فان قلت بالتنزیہ
کنت مقیداً۔ وان
قلت بالتشبیہ کنت محدوداً

اور اگر تو تنزیہ کہتا ہے تو اس کو
مقید کرنے والا ہے۔ اور اگر تو
تشبیہ کہتا ہے تو اس کو محدود
کرنے والا ہے۔

وان قلت بالامرین
کنت مسدداً۔ وکنت
اماماً فی المعارف و
سیداً

اور اگر تو تشبیہ اور تنزیہ دونوں
کو کہتا ہے تو راہ راست پر ہے
اور تو معارف کا امام اور سردار ہے

فمن قال بالاشفاع کان

اور جو حق وخلق دونوں کو وہ کہتا ہے

مشرکاً۔ ومن قال بالافراد کان موحداً۔ فایاک والتشبیہ ان کنت ثانیاً وایاک والتنزیہ ان کنت مفرداً۔ فما انت ھو بل انت ھو وتراہ فی عین الامور مسرحاً ومقیداً

(فصوص الحکم)

وہ شرک کرنے والا ہے اور جو شخص دونوں کو ایک کہتا ہے وہی موحد ہے پس بچا تو اپنے تئیں تشبیہ محض سے اگر ہے تو دوئی کا قائل اور بچا تو اپنے تئیں تنزیہ محض سے اگر ہے تو ایک کا قائل اور تو من حیث اطلاق وہ نہیں ہے بلکہ تو باعتبار عینیت وہویت کے وہی ہے اور تو اس کو اشیا کے عین میں مطلق اور مقید دیکھتا ہے

اسرار العارفین حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ

توحید عبارت از تخلیص قلب است از توجہ ما دون او سبحانہ تا زمانیکہ دل را گرفتاری بما سوے متحقق اگرچہ اقل قلیل باشد از ارباب توحید

فصل ۷ نیست۔ بے تحصیل این دولت واحد گفتن و دانستن نزد ارباب اصول از فضول است آرے از واحد گفتن و دانستن کہ در تصدیق ایمان معتبر است لابد است اما بمعنی دیگر است فرقے درمیان لا معبود الا اللہ و درمیان لا موجود الا اللہ بین است۔ جلد اول مکتوب (۱۱۱)

توحید یکہ در اثنائے راہ این طائفہ علیہ را دست می دہد دو قسم است توحید شہودی و توحید وجودی۔ توحید شہودی یکے دیدن است یعنی مشہود سالک جز یکے نباشد و توحید وجودی یک موجود دانستن و غیر او را معدوم انگاشتن۔ با وجود عدمیت مجالی و مظاہران یکے پنداشتن۔ پس توحید وجودی از قبیل علم الیقین آمد و شہودی از قسم عین الیقین۔ توحید شہودی از ضروریات این راہ است چہ فنا بے این توحید متحقق نمی شود و عین الیقین بے آن میسر نمی شود
جلد اول مکتوب (۴۳)

درخارج غیر از ذات و صفات واجبی جل سلطانہ ہیچ چیز ثابت و موجود نبود۔ و باین معنی توان گفت الان کما کان مثال آن نقطہ جوالہ و دائرہ موہوم است کہ موجود ہمان نقطہ است و بس و دائرہ درخارج

معدوم است و نامے ونشانے در خارج ندارد۔ مع ذالک ضعف آن دائرہ در مرتبہ حس و وہم ثبوتے پیدا کردہ است الخ

باین تحقیق معلوم گشت کہ ہیچ چیز غیر از حق جل وعلا در خارج موجود نیست چہ اعیان وچہ آثار اعیان بلکہ ثبوت اینہا در مرتبہ حس و وہم است و ہیچ محظور لازم نیست الخ (جلد سوم مکتوب ۵۸)

حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی مجددی علیہ الرحمہ

یھدی اللہ لنورہ من یشاء عبارت است از ہدایت کردن عارف بمراتب نور ومعرفت سریان نور ذات در جمیع مراتب شیون وصفات ظلال وممکنات وایراد اسم ذات قولہ تعالیٰ اللہ نور السموات والارض دلیل واضح است بر آن کہ ذات است کہ مابہ الموجودیت ہمہ اشیاء است لاغیرھا (مکتوبات حضرت معز سند رحمہ کلمات طیبات)

حضرت مرزا جان جاناں شہید مجددی علیہ الرحمہ

در عالم ہر چہ ہست از وجود وتوابع آن ظلال وانعکاسات اوست

از حضرت وجود جل شانه فلا موجود بالوجود الحقیقی فی الخارج الحقیقی الا اللہ فهذا هو التوحید (مکتوب مندرجہ کلمات الطیبات)

حضرت مولانا شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس اللہ سرہ

وآنکہ گویند وجود یکے است و موجود یکے است و موجود جز یکے نہ وغیرے درمیان نہ و گویند ؎ کجا غیر و کو غیر و کو نقش غیر سوی اللہ واللہ ما فی الوجود حکایتے دیگر است شاید کہ حقیقت حال ہمیں باشد۔ بنائے ایں کار بر نفی ہستی و ترک وجود نہادہ اند نفی ہستی و ترک وجود چہ باشد کدام ہستی و وجود تا نفی آن نمایند و ترک دہند مراد از نفی ہستی و ترک وجود یافت نیستی و ادراک عدم خواہد بود۔ چوں ذات و صفات و مال و منال و تمام اوصاف و احوال از حق باشد دیگر آدمی را دریں جا مدخلے نماند۔ آدمی بارے کیست کہ او را نام وجود نہند۔ ایں معنی از کتب ایں طائفہ بہ تفصیل و تحقیق معلوم تواں کرد و اگر از زبان مردے کہ آشنا ایں راہ باشد بشنوند آنرا تاثیرے دیگر و نورانیتی دیگر باشد

فصل و کار گرد و دل نشین تر گردد۔ باز اگر سعادت مندے را بحکم فطرت در جوہر ذات وے این معنی ابداع نمودہ باشند تا بے سابقہ تکلف در باطن خود بذوق دریابد این پایہ از ہمہ بالاتر۔ و بحصول مقصود نزدیک باشد اصل ہمیں است (کتاب المکاتیب)

حضرت مولنا شاہ عبدالرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اگر بالا نظر کنی ہمہ اللہ است و اگر پائین نظر کنی ہمہ اللہ است و اگر راست بینی ہمہ اللہ است و اگر چپ بینی ہمہ اللہ است و اگر در خود نظر کنی ہمہ اللہ است ہمہ حرکات و ارادات منجانب اللہ است پس ہمیشہ درین نسبت کوش و خود را از نظر خود بپوشش ماند آں اللہ باقی جملہ رفت اللہ لیس فی الوجود غیر اللہ قل اللہ ثم ذرھم (انفاس رحیمیہ)

حضرت مولنا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس اللہ سرہ

بجواب مکتوب حضرت شاہ ابوسعید مجددی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد می فرمایند کہ سیادت مآب حقائق و معارف آگاہ سلمہ اللہ تعالی۔ نوشتہ بودند

منفصل که اولاً مشهود می‌شود که ذات مبدئی اثرها دارد مانند آتش که اثر او سوختن است
فرق این قدر که ذات مبدئی صفات کامله غیر متناهی دارد لهذا بسبب
ظهور مراتب غیر متناهی می‌تواند بود و آتش همه یک اثر دارد که ضو است
سیادت مآبا حاصل این شهود ظهور استعدادات وجود است
در مظاهر امکانیه - و اطلاع بر عدم تناهی آن استعدادات جمیع صوفیا
چه قائل بوحدت وجود و چه قائل بوحدت شهود همه بر آن متفق اند -
باز نوشته‌اند که مشهود می‌شود که وجود واحد است و قوالب مختلف
بسبب قوالب امتیاز ممکنات پیدا شد - ضوء مصباح در خانه یک طور است
چو آنجا قوالب مختلف است اگر آئینه‌ها سرخ و سبز و زرد باشد رنگ‌ها
مختلف پیدا می‌شد سیادت مآبا این معرفت بوحدت وجود می‌کشد
باز نوشته‌اند دو چیز مشهود می‌شود ذات که نور دقیق است و صفات
در زید و فرس و حجر و غیره صفات مشهود می‌شود و دران میان بنظر دقیق
ذات هم مشهود میگردد سیادت مآبا آن نیز از شعبه‌های وحدت
وجود است که حقیقت وجود رنگ‌های مختلف که ظل قابلیات ذات
وجود است در همه مشهود و ظاهر است سیادت مآبا آنچه بر لوح ضمیر ایشان

مشہود شدہ ہمہ موافق مکاشفات صوفیہ محققین است غلطی واقع نشد فضل
شکر نعمت واجب الوجود باید کرد و امید مزید باید داشت بالجملہ بلحاظ
جمع درین سیر سلوک سعی نمایند ہمہ موافق سیر صوفیہ است وہم
مطابق شریعت (مکتوب المعارف وکلمات طیبات)

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

وحدت الوجود حق ومطابق واقع است چرا کہ دلائل عقلیہ ونقلیہ بر آن
قائم است علماء متکلمین در انکار این مسئلہ ہمگی دو وجہ است اول آنکہ
برین مسئلہ بسبب کمال دقت وباریکی شبہات عقلیہ ونقلیہ بسیار وارد
می شوند ودر نظر آنہا حل آن شبہات میسر نشدہ - ناچار بانکارش
آمدند - این ست حال شطحیات از متکلمین

دوم آنکہ این مسئلہ از اسرار است شرایع وادیان موقوف
بہ دانستن این مسئلہ نیست الخ پس بیان این مسئلہ درکتب عقاید
بنا بر باریکی ودقت آن ممنوع ومحذور است وامساک لسان ازان
واجب این است حال محققان متکلمین ومعہذا این جماعت

فضل اجمالاً در تصانیف خود را ایمائ اجمالی این مسئلہ دادہ اند۔ کالغزالی والرازی وغیرهما من الائمة فی هذا الفن (فتاوی عزیزیہ)

قول بوحدت وجود بوجہے کہ مخالف احکام شرع نباشد یعنی جمیع موجودات را مظاہر حق دانند وجود را واحد انگارد و ہر مرتبہ را از وجود حکم جداگانہ ثابت کند در بعضے مراتب موصوف بعبدیت و در بعضے بالوہیت و در بعضے حلال و در بعضے حرام و در بعضے طاہر و در بعضے نجس و مراتب وجود را ہم خلط نہ کند و بگوید ؎

ہر مرتبہ وجود حکمے دارد   گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی

و نیز بگوید العبد عبد وان ترقی والرب رب وان تنزل عین ایمان و مسلمانی است شائبہ کفر دریں نیست و مشائخ کبار و علمائے نامدار ایں قول تصریحات و در میاں آں تصنیفات فرمودہ اند از قادریان ایں و یار شیخ عبدالرزاق و از چشتیان حضرت سید گیسودراز و سید جعفر مکی و از نقشبندیان حضرت خواجہ باقی باللہ و حضرت خواجہ عبیداللہ احرار و مولانا عبدالرحمن جامی و مولانا عبدالغفور لاری و شیخ عبدالرزاق کاشی و از مشائخ عرب شیخ محی الدین

عربی و شیخ صدرالدین قونوی و شیخ عبدالکریم جیلی و شیخ عبدالوہاب فصل،
واز علماء مدینہ منورہ حضرت شیخ ابراہیم کردی واز مشائخ مکہ معظمہ
شیخ حسام الدین علی متقی و دیگر علماء مثل شیخ عبدالحق دہلوی
در مرج البحرین باین قول رفتہ اند پس این قول را کفر دانستن تکفیر این ہمہ
مسلمانان کردن است معاذ اللہ من ذالک

و در کلام حضرت غوث الاعظم و حضرت خواجہ بزرگ و
حضرت قطب الدین اشارات باین یافتہ میشود واز حضرت
خواجہ فریدالدین شکر گنج متواتر منقول است کہ مریدان خود را بزبان
پنجابی تلقین ذکری فرمودند کہ در ہر جہت این لفظ را
بگویند (دلیل تو) و این دلیل صریح بر اعتراف وحدت
وجود است و در احادیث صحیحہ اشارت بہمین معنی آمدہ در حدیث
ترمذی است " لو انکم ادلیتم بحبل الی الارض السفلی
لھبط علی اللہ

و نیز در حدیث صحیح است کہ " اذا رفعت من الرکوع
فقل ربنا لک الحمد فان اللہ یقول علی

نصّ لسان عبدہ سمع اللہ لمن حمدہ۔

بلکہ در آیات بسیار اشارت بایں معنی واقع شدہ

صریح ترین آیات سنریھم ایاتنا فی الافاق

وفی انفسھم حتی یتبین لھم انه الحق۔ اولم

یکف بربک انه علی کل شیء شھید۔

الا انھم فی مریة من لقاء ربھم الا انه

بکل شیءٍ محیط۔

فاینما تولوا فثم وجه اللہ۔

وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ۔

ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ

ید اللہ فوق ایدیھم الخ

(فتاویٰ عزیزی جلد دوم)

اقتباس

از مکتوب حضرت مولٰنا حاجی امداداللہ صاحب فاروقی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ محررہ ۲۱/ذی الحجہ سنہ ۱۳۲۹ھ در مقام مکہ معظمہ بنام جناب مولوی محمد عبدالعزیز صاحب چشتی صابری علیہ الرحمۃ بجواب چند سوالات درباب مسئلہ وحدت الوجود وہو ہذا۔

سوال اول مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم معتقدان وحدت الوجود و وحدۃ الموجود را ملحد و زندیق میگفتند مرید و شاگردشان مولوی احمد حسین صاحب نیز ہمچنان میگویند و اقوال ضیاء القلوب را ماول میدانند تاویل آن جز خود دیگرے را نمی شمارند و مولوی رشید احمد صاحب و مولوی محمد یعقوب صاحب نیز ہمیں مسلک بودہ اند باوجود آنکہ اجازت از تو گرفتہ اند و مشرب اہل چشت میدارند خلاف مشایخ چشت سخنان میگویند۔

جواب نکتہ شناسا مسئلہ وحدت الوجود حق و صحیح است درین مسئلہ

تفصل ۵ شکے وشبہے نیست معتقد فقیر وہمہ مشائخ فقیر ومعتقد کسانیکہ با فقیر بیعت
کردہ وتعلق میدارند ہمین ست مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم ومولوی
رشید احمد صاحب ومولوی محمد یعقوب صاحب ومولوی احمد حسن صاحب
وغیرہم از عزیزان فقیر اند وتعلق با فقیر میدارند ہیچگاہ خلاف اعتقادات
فقیر وخلاف مشرب مشائخ طریق خود مسلکے نخواہند پذیرفت۔
لکن اعتقاد کیفیتے است قلبی کہ بندہ را از کمال علم ویقین صدق بر امرے در
دل مستحکم گردد این را در عرف شرع شریف تصدیق میگویند و اقرار
بلسان برائے اجرائے احکام مسلمانی ضرور افتادہ گرنہ بنا بر ثبوت اسلام
عند اللہ اقرار ضرورتے ندارد وتصدیق قلبی کافی ست این مسئلہ
وحدۃ الوجود چنان نیست بلکہ درینجا تصدیق قلبی وتیقن وکف لسان
واجب است چراکہ اسلام شرعی تعلق با خدا وبا خلق میدارد اسلام
حقیقی محض تعلق با خدا دارد آنجا تصدیق با اقرار ضرور است اینجا فقط
تصدیق باید سوائے آن در استتار این مسئلہ فائدہ ہمین کہ اسباب
ثبوت این مسئلہ بسیار نازک ونہایت دقیق فہم عوام بلکہ فہم علماء ظاہر کہ از
اصطلاح عرفا عاری اند قوت درک آن نمی دارد چہ علما بلکہ صوفیانیکہ ہنوز

سلوک خود تمام ناکرده باشند واز مقام نفس گزشته بمرتبه قلب نارسیده (مفصل)
ازین مسئله ضرر می یابند واز مکر نفس و تزلزل و لغزش پا در چاه اباحت
و قعر ضلالت سرنگون می افتند بلکه گروها افتاده اند کما شهدنا هم
نعوذ بالله من ذٰلک جناب هم نیکو میدانند که این مسئله خاصیت
عجیب میدارد ع بعض راهادی و بعض را مضل هرچند نعمت خوشگوار
است اصحاب را ازان لذت و حلاوت حاصل مرضا را تلخ و ناگوار و در حق شان
زهر قاتل برائے همین فرموده اند افشاء سر الربوبیة فقد کفر استتار
آن لازم افشائے آں ناجائز اول کسیکه درین مسئله خوض فرموده
شیخ محی الدین ابن عربی است قدس الله سره اجتهاد او درین مسئله
و اثبات آں ببراهین واضحه برگردن جمیع موحدان تا قیام قیامت
منت نهاد لطف اینجا است که شیخ الشیوخ شهاب الدین عمر سهروردی
قدس الله سره هم عصر و هم بلد او بود مردمان حال شیخ اکبر از و پرسیدند گفت
فهو زندیق مردمان از صحبت او احتراز می کردند چون وفات یافت
از شیخ الشیوخ حال آخرة او پرسیدند فرموده مات قطب الوقت
من کان ولی الله همه مردمان تعجب کردند و پرسیدند که چرا او را زندیق

وصل گفتی ما را از استناد مرحوم داشتی گفت او ولی و واصل بحق بود اما جذبه
قوی داشت هرچند مقرب بارگاه بود قابل اتباع نبود در زمان اخیر
مجذوب شده بود زبان او در افشائے اسرار بے اختیار شده اگر شما
در صحبت او میر سید یگمراه می شدید چرا که از غلبۂ حال سخنان که
میگفت در فہم شما نمی آمد عوام را زبان وا دا گردانید بر شما سنت نهادم
پس اینجا غور باید فرمود که هر وقت را چه می رسد که با کس و ناکس بازار
مسئلہ وحدۃ الوجود گرم داریم و عوام را که جزوی از ایمان تقلیدی
میدارند از آن ہم بے نصیب سازیم در ینجا گفتگو بے حاصل است
وقت خود و اعتقاد عوام ضایع کردن است معارف آگاہا برائے
ہمیں احتیاط احباب فقیر مثل فقیر زبان ازیں قیل و قال بستہ میدارند
و احتراز میکنند سائلان را اشارت بتاویلات مینمایند تا انکار آں
مسئلہ نگردد و بسا مردم جاہل بدستاویز این مسئلہ سر بشیخی برداشتہ
مجلس ہا می آرایند خود گمراه شده گروه مسلمانان را گمراه میسازند چنانچہ
مشاہدہ می افتد پس ازیں قیل و قال چہ فائدہ اگر میباید مرد مانرا
بطلب حق و ترک تعلق دنیا و کثرت ذکر و فکر تحریص باید فرمود و دران

باید کوشید چون ازین سلوک تزکیہ نفس و تصفیہ قلب حاصل گردد فصل
خود ضرورت آن قسم مراقبہ کہ در ضیاء القلوب مرقوم شدہ پیش می آید
خدا خود رہبری میکند والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا
غرض از ہدایت کردن سبیل تجلی ذاتی است بر قلب سالک تا حقیقت
مسئلہ وحدۃ الوجود منکشف گردد۔ این راہ رفتنی است گفتنی نیست
از گفتن تا دانستن و از دانستن تا دیدن و شدن فرق بسیار است
خدائے تعالیٰ ما و احباب ما را شما و احباب شما را درین راہ از زلت
پا نگہدارد پیرو شیخ اکبر حضرت جامی قدس اللہ سرہ السامی میگوید؎

از ساحت دل غبار کثرت رفتن ۔۔۔ خوشتر کہ بہرزہ در وحدت سفتن
مغرور سخن مشو کہ توحید خدائے ۔۔۔ واحد دیدن نہ بود واحد گفتن

اگر از راہ انصاف نگذاریم و تعمق نظر در حقیقت این مسئلہ
نگریم جز حیرت در حیرت بدون فنا در فنا ہیچ بدست نمی آید چہ خاک
گوئیم کہ چنین است و چنانست ع

آن سوختہ را جان شد و آواز نیامد

حضرت جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ

اللہ اللہ غیر اللہ نیست کس ‏ ‏ ‏ ‏ اللہ اللہ گشت مارا ہم نفس

در بشر روپوش آمد آفتاب ‏ ‏ ‏ ‏ فہم کن واللہ اعلم بالصواب

اوست عین جملہ اشیا اے پسر ‏ ‏ ‏ ‏ با تو گفتم راز پنہاں سر بسر

خود ہم او آب ست ہم ساقی و مست ‏ ‏ ‏ ‏ ہر سہ یک شد چوں طلسم تو شکست

عقل اینجا ساکت آمد یا مضل ‏ ‏ ‏ ‏ زانکہ دل با اوست یا خود اوست دل

جملہ معشوق ست عاشق پردہ ‏ ‏ ‏ ‏ زندہ معشوق است و عاشق مردہ

چشم نیکو باز کن در من نگر ‏ ‏ ‏ ‏ تا ببینی نور حق اندر بشر

چوں مرا دیدی خدا را دیدئی ‏ ‏ ‏ ‏ گرد کعبہ صدق بر گردیدئی

باطنت بر جملہ عالم شد محیط ‏ ‏ ‏ ‏ در مکان و لا مکاں باشد بسیط

گرچہ آدم اندرون عالم است ‏ ‏ ‏ ‏ در حقیقت عالم اندر آدم است

حق بتو حق را تو می جوئی کجا ‏ ‏ ‏ ‏ خویش را بشناس تا یابی خدا

بگذر از اسم و مسمیٰ را بیاب ‏ ‏ ‏ ‏ بے مسمی بر تو نہ بود فتح باب

حق عیاں است اے برادر جاودال ‏ ‏ ‏ ‏ تو عیاں را از چہ می جوئی نہاں

اتصالے بے تکیف بے قیاس — ہست رب الناس را با جان ناس — فصل ع

گر بیابی قرب حق بے کیف و کم — آن زمان واللہ گوئی حق منم

نیست از خود شو کہ تا یابی نجات — چون تو برخیزی نشیند حق بجات

چیست توحید خدا آموختن — خویشتن را پیش واحد سوختن

گر بگوید جملہ حق است احمقی است — ور بگوید جملہ باطل او شقی است

آن انا منصور رحمت شد یقین — وان انا فرعون لعنت شد ببین

مسجدے کو اندرون اولیاست — سجدہ گاہ جملہ است آنجا خداست

گر نبودے ذات حق اندر وجود — آب و گل را کے ملک کردے سجود

تو بصورت رفتۂ گم گشتۂ — زان نمی یابی کہ معنی ہشتۂ

صورت ظاہر چہ جوئی اے جوان — رو معانی را طلب اے پہلوان

درگذر از اسم بنگر در صفات — تا صفاتت رہ نماید سوئے ذات

گم شوی در ذات آسائی ز خود — چشم تو یکرنگ بیند نیک و بد

اختلاف خلق از نام اوفتاد

چون بمعنی رفت آرام اوفتاد

عاشق حقی و بینی غیر را — کعبہ میخواہی کہ سازی دیر را

فصل غیر او را از نظر بیرون فگن ... چشم دل نہ بر جمال ذوالمنن
کیست دیگر در جہاں غیر از خدا ... از چہ احول گشتۂ اے تر اژ خا
خود توئی کز غیر حق خود را بسوز ... چشم دل بر وحدہ ہر دم بدوز
جز وجود مطلق و ہستی پاک ... انچہ آید در خیالت ہست خاک
تو کجا و من کجا عالم کجا ... ہست یک نور منزہ اے فتا
ظاہر و باطن نہان و آشکار ... شمع یک شمع است قندیلش ہزار
در ہزاراں آئینہ یک صورت است ... زین تکثر ہم خرد را حیرت است
کثرت آئینہ آمد از کجا ... این ز اسما و صفات است اے کیا
شمع در آئینہ خانہ گر نہی ... بینی ہر آئینہ اش را بے وہی
در حقیقت یک بود اے ہوشیار ... بینی چشم تو نمایان صد ہزار
ذات شمعان یک بود بے کثرتے ... مر ترا ز آئینہ باشد حیرتے
بے تکثر شمع یک شد چون ہزار ... وحدت ہستی مطلق ہوشدار
گر بپرسی آئینہ شد از کجا ... شمع ہست آن خود قدیم با ضیا
آئینہ زاں جملہ اسما و صفات ... اقتضا کردند فضل کائنات
و تو اول چشم را پیدا بکن ... بعد ازاں دیدہ بسویش وا بکن

تیغ لا در قتل غیر حق براند — در نگر آخر که بعد لا چه ماند مفعل

ماند الا اللہ باقی جملہ رفت — شاد باش اے عشق شرکت سوز رفت

قرب از پائیں بہ بالا جستن است — قرب حق از حبس ہستی رستن است

نفی را اثبات می پنداشتیم — دیدہ سد و م بینی داشتیم

عارفان کہ جام حق نوشیدہ اند — رازہا دانستہ و پوشیدہ اند

آنکہ کف را دید آید در سخن — وانکہ دریا دید شد بے ما و من

اے خنک آں را کہ ذات خود شناخت — اندر ایں سرمدی قصرے بساخت

ہرکہ محجوب است او خود کودکے ست — مرد آن باشد کہ بیروں از شکے ست

از خودی خود ندارم ہم خبر — نیست از ہستی سر مویم خبر

ہوش من از غیر حق آگاہ نیست — در دل و جانم بجز اللہ نیست

از خودی بگذر کہ تا یابی خدا — فانی حق شو کہ تا یابی بقا

گر ترا باید وصال راستیں

محو شو و اللہ اعلم بالیقیں

تو نمی دانی کہ آخر کیستی — جہد کن چندانکہ دانی چیستی

آنکہ آدم را بدن دید او رمید — وانکہ نور مؤتمن دید او خمید

فصل پاسبان آفتاب اند اولیا — در بشر واقف ز اسرار خدا

آن ولی حق که خوے حق گرفت — نور گشت و تابش مطلق گرفت

مرده است از خود شده زنده برب — زان بود اسرار حقش در دو لب

جان بجانان داد از خود باز رست

بر سریر یک جا ویدان نشست

تو نه این جسم بل آن دیده — وارہی از جسم گر جان دیده

آدمی دیده ست و باقی لحم و پوست — هر چه چشمش دیده است آن غیر اوست

این دوئی اوصاف دیده احول ست — ورنه اول آخر آخر اول ست

هین گذار از نقش خم در خم نگر — کاندرو بحریست بی پایان و سر

این چنین خم را تو دریا دان یقین — زنده از وے آسمان و هم زمین

بلکه وحدت گشته اورا در وصال — شد خطاب او خطاب ذو الجلال

بعد ازان گوید حقم منصور وار — تا شود بردار شهرت او سوار

ما همه عینیم گر شد نقش عین — بل همه عینیم ما بے میغ و غین

غرق دریاییم گرچه قطره ایم — جملگی شمسیم گرچه ذره ایم

چیست عالم آن عرضها مجتمع — در یکے عین بسیط متسع

نیست چون اعراض را ہرگز بقا   ہرچہ موجود است ہست اکنون فنا فصل

عالم امواجے ست در بحر وجود   لیک چون آبست سیال ای ودود

نیست در واقع بجز نقطہ دگر

این فسادا از حس تو شد اے پسر

نور او در یمن و یسر و تحت و فوق   بر سر و بر گردنم مانند طوق

ما عدم ہائیم ہستی ہائے ما   تو وجود مطلق فانی نما

نور نور چشم خود نور دل ست   نور چشم از نور دلہا حاصل است

باز نور نور دل نور خدا است   کوز نور عقل و حس پاک و جدا است

ہر کرا باشد ز سینہ فتح باب   او ز ہر ذرہ بہ بیند آفتاب

حق پدید ست از میان دیگران   ہمچو ماہ اندر میان اختران

دو سر انگشت بر دو چشم نہ   ہیچ بینی از جہان انصاف دہ

ورنہ بینی این جہان معدوم نیست   عیب جز انگشت نفس شوم نیست

تو ز چشم انگشت را بردار ہین   وانگہانے ہرچہ می خواہی ببین

آئینہ ہستی چہ باشد نیستی   نیستی بگزین گر ابلہ نیستی

ہین بکن تعجیل اول نیست شو   چون غروب آری بر آر از شرق ضو

فصل ۷

حضرت خواجه عطار رحمة الله علیه

نکو گوئے نکو گفته است در ذات   که التوحید اسقاط الاضافات

ازان نامحرمی و مانده غافل   که این معنی نکردستی تو حاصل

یکے حرف است چندینی کتاب است   یکے نور است چندینی حجاب است

ازین معنی که می گویم شکے نیست   که در حق الیقین غیر از یکے نیست

حجاب خویش اینجا صورت تست   اگر خواهی چو مردان خدا جست

حجاب صورتت بردار از پیش   که تا معنی بیابی مرد درویش

گمان بگذار و بنال یقین باش   چو مردان خدا تو پیش بین باش

توئی سلطان سر لامکانی   به معنی برتر از کون و مکانی

تو با اوئی و او با تست همیشه   چرا در جستن و جوئی همیشه

دلا حق بین که حق داری تو در خویش   طلب کن در بر خود و نیز خویش

وجود تست اینجا عین بے چون   که بنمود است رخ از کاف و از نون

چو سر اینجا بدیدی هم چو عطار   تو هستی نقطهٔ اسرار پرکار

نمی گویم که جان در باز اینجا ـ ـ ـ فنا شو تا بیابی راز اینجا

هزاران شرح گفتم از حقیقت
تو ماندستی ہنوز اندر طبیعت فصل

حقیقت چیست پیش اندیش بودن
ز خود بگذشتن و باخویشتن بودن

حقیقت بین و بگذر از ہمہ باز
وجود خویش را اندر ہمہ باز

بداں ایں و چناں گم شو دریں کار
کہ سرگرداں شوی مانند پرکار

چنیں خواہی شدن در آخر کار
کہ ویرانی پذیرد نقش پرکار

کہ می داند کہ ایں اسرارہا چیست؟
کہ دل ہر لحظہ خوں بر جائے بگریست

بزن کوس معانی ہم چو عطار
برافگن پردۂ از روئے اسرار

حضرت شاہ بو علی قلندر علیہ الرحمۃ

چوں کشائی چشم اے اہل یقیں
ہر طرف تاباں جمال یار بیں

یار را می بیں تو در ہر آئینہ
سوز و سازی اوست در ہر طنطنہ

اوست در ہر ذرہ پیدا و نہاں
اوست در ارض و سما و لا مکاں

چوں الف در لام سے گردد نہاں
خویش را گم ساز تا گردد عیاں

تا تو ئی کے یار گردد یار تو
چوں نباشی یار باشد یار تو

فصل ہر کہ او از خویشتن بیزار گشت — بیشک آن کس محرم اسرار گشت

یار در پہلو چرائی بے خبر — یار در تو تو چہ گردی در بدر

چون تو داری چشم احول اے پسر — کے در آید روئے جاناں در نظر

پیش مردن میر اے نیکو سیر — جان بجاناں دہ وجان از خود گزر

یک قدم باشد حریم دوست بس — چند گردی بے خبر اے بوالہوس

حضرت بہلول رحمۃ اللہ علیہ

اے برادر غیر حق خود نیست کس — اہل معنی را ہمیں یک حرف بس

گر تو غیر حق نہ بینی در جہاں — بر تو روشن گردد اسرار نہاں

جملہ را یک بینی اے مرد خدا — تا نباشی در مقام احولا

چون نماند نقشہا اندر میاں — آن زماں نقاش را بینی عیاں

با تو گویم سر اسرار نہاں — اے برادر نقش را نقاش داں

چون ترا باشد کمال دین حق — خویش را ہرگز نہ بینی جز کہ حق

بغیر حق مبیں در ہر دو عالم — اگر ہستی ز ذریات آدم

کہ اندر ہر دو عالم جز یکے نیست — دریں معنی کہ می گفتم شکے نیست

مادمن بگذار بگذر از دوئی	تا دریں رہ مرد صاحب سر شوی فصلؑ
چوں تو یکتا باشی اے مرد خدا	پس بقا باشد ترا بعد از فنا
دو مبیں اے مرد معنی درمیان	تا شود اسرار حق پیشت عیاں
دو مبیں اے مرد بگذر از دوئی	تا رسی در عالمے کہ بو دئی
اے دل آخر یکزماں بگذر زجاں	تا رسی اندر مقام لامکاں
اے دل آخر بگذر از عقل فضول	چند باشی در پے ردّ و قبول
گر تو غیر حق بہ بینی اے پسر	در قیامت خستہ گردی کور وکر
گر تو غیر حق بہ بینی اے فقیر	ہر زماں از جاں برآید صد نفیر
غیر حق اندر دو عالم خود مبیں	تا بسوزاں و گذر کن از یقیں

چوں تنت فانی شود در بحر نور

محو گردی و شوی اندر حضور

حضرت نظامی گنجوی علیہ الرحمتہ

پناہ بلندی و پستی توئی	ہمہ نیستند انچہ ہستی توئی
نشاید ترا جز بتو یافتن	عناں باید از ہر درے تافتن

فضلِ ہمہ صورتے پیش فرہنگ رائے | بہ نقاش صورت بود رہ نمائے
ترا بہتم از ہرچہ پرداخت است | کہ ہستی تو سازندہ او ساختہ است

بسے منزل آمد ز من تا بتو
نشاید ترا یافت الا بتو

حضرت سعدی رحمتہ اللہ علیہ

کہ تا با خودی در خدا راہ نیست | ازیں نکتہ جز بے خود آگاہ نیست
ندانی کہ چوں راہ ہر دم بدوست | ہر آنکس کہ پیش آمدم گفت اوست
کہ گر آفتاب است یکذرہ نیست | دگر ہفت دریاست یکقطرہ نیست
مئے صرف وحدت کسے نوش کرد | کہ دنیا و عقبیٰ فراموش کرد
چو سلطان غیرت علم بر کشد | جہاں سر بجیب عدم در کشد
اگر یاری از خویشتن دم مزن | کہ شرک است با یار و با خویشتن
تو خود را گماں بردۂ پر خرد | انائے کہ پر شد دگر چوں برد
رہ عقل جز پیچ بر پیچ نیست | بر عارفاں جز خدا ہیچ نیست
ز دعوی تہی آئی تا پر شوی | تو از خود پری زاں تہی میروی

ہمہ ہر چہ ہستند ازاں کمترند ... کہ با ہستیش نام ہستی برند

گر از ہستی خود خبر داشتے ... ہمہ خلق را نیست پنداشتے

ز ہستی در آفاق سعدی صفت

تہی گرد و باز آئی پر معرفت

حضرت نجم الدین محمود شبستری رحمۃ اللہ علیہ

تعالی اللہ قدیمی کو بیکدم ... کند آغاز و انجام دو عالم

جہان خلق و امر اینجا یکے شد ... یکے بسیار و بسیار اندکے شد

ہمہ از وہم تست ایں صورت غیر ... کہ نقطہ دائرہ است از سرعت سیر

یکے خط ست ز اول تا بآخر ... برو خلق جہاں گشتہ مسافر

محقق را کہ از وحدت شہود است ... نخستیں نظر بر نور وجود است

دلے کز معرفت نور صفا دید ... ز ہر چیزے کہ دید اول خدا دید

جہاں جملہ فروغ نور حق داں ... حق اندر وے ز پیدائیست پنہاں

چہ نور حق ندارد نقل و تحویل

نیاید اندرو تغییر و تبدیل

مصفی دل عارف شناسای وجود است — وجود مطلق او را در شهود است

بجز هست حقیقی هست نشناخت — و یا هستی که هستی پاک دریافت

وجود تو همه خار است و خاشاک — برون انداز از خود جمله را پاک

چو تو بیرون شدی او اندر آید — بتو بی تو جمال خود نماید

تو ای تو نسخهٔ نقش الهی
بجو از خویشتن هر چیز که خواهی

انا الحق کشف اسرار است مطلق — بجز حق کیست تا گوید انا الحق

چو کردی خویشتن را پنبه کاری — تو هم حلاج وار این دم برآری

برآور پنبهٔ پندارت از گوش — ندای واحد القهار بنیوش

درآ در وادی ایمن که ناگاه — درختی گویدت انی انا الله

روا باشد انا الحق از درختی — چرا نبود روا از نیک بختی

هر آنکس را که اندر دل شکی نیست — یقین داند که هستی جز یکی نیست

انانیت بود حق را سزاوار — که هو غیب است و غایب وهم و پندار

جناب حضرت حق را دوئی نیست
در آن حضرت من و ما و توئی نیست

هر آنکو خالی از خود چون خلا شد — انا الحق اندرو صوت و صدا شد

شود با وجه باقی غیر هالک — یکے گردد سلوک و سیر و سالک

حلول و اتحاد این جا محال ست — کہ در وحدت دوئی عین ضلال ست

تعین بود کز ہستی جدا شد — نہ حق بندہ نہ بندہ با خدا شد

وجود خلق و کثرت در نمود است — نہ ہر چہ آن نماید عین بود ست

جز از حق نیست دیگر ہستی الحق — ہو الحق گو و گر خواہی انا الحق

نمود وہمی از ہستی جدا کن

نہ بیگانہ خود را آشنا کن

وصال حق ز خلقیت جدائیست — ز خود بیگانہ گشتن آشنائیست

چو ممکن گرد امکان بر فشاند — بجز واجب دگر چیزے نماند

وجود ہر دو عالم چون خیال ست — کہ در وقت بقا عین زوال ست

نہ مخلوق ست آنکو گشت واصل — نگوید این سخن را مرد کامل

عدم کے راہ یابد اندرین باب — چہ نسبت خاک را با رب ارباب

تو معدوم و عدم پیوستہ ساکن — بواجب کے رسد معدوم ممکن

نظر کن در حقیقت سوی امکان — کہ او بے ہستی آمد عین نقصان

فصل ۵ وجود اندر کمال خویش ساریست — تعینها امور اعتباریست

خیال از پیش برخیزد بیکبار — نماند غیر حق در دار دیار

ترا قربی شود آن لحظه حاصل — شوی تو بی توئی با دوست واصل

وصال اینجا یکی رفع خیال است — خیال از پیش برخیزد وصال است

مگو ممکن زحد خویش بگذشت — نه او واجب شد و نه واجب او گشت

هر آن کو در حقیقت گشت فایق

نگوید کین بود قلب حقایق

حضرت معین الدین چشتی علیه الرحمة

تو چند در طلب یار دربدر گردی — بخود نگر که توئی مظهر همه اسما

نقاب هستی خود را تو از میاں بردار — دگر ببین که جمال که می شود پیدا

بکوش تا که ز چشمت غبار برخیزد — که تا معاینه بینی ظهور نور خدا

اگر تجلی نور قدم همی خواهی

معین نقاب حدوث از جمال خود بکشا

توئی که جز تو ترا خود حجاب دیگر نیست — بغیر نور رخت را نقاب دیگر نیست

شهود حق طلبی از وجود خود بگذر — که جز وجود تو او را حجاب دیگر نیست — فصل

ز قشر تن بگذر در لباب جان بنگر — دران لباب عجب گر کتاب دیگر نیست

چو محو تست معین نام او چه می پرسی

که جز محویتش اکنون جواب دیگر نیست

چشم بگشای که آفاق پر از نور خداست — خالی از نور خدا در همه آفاق کجاست

معنی که ز نظر خلق نهان بود مدام — نیک بنگر که نمودار ازین صورتهاست

آن جمالیکه نظر تیز دران محرم نیست — همچو خورشید درین آینه‌ها پیداست

شد معین با تو بخلوت گه وحدت محرم

تا که از هستی وا ز نیستی خویش جداست

بخدا غیر خدا در دو جهان نیست کسے — صد دلیل است ولے واقف ازان نیست کسے

لاجرم عاشق و معشوق بخود ساخت پدید — تا که بر وے بجز از وے نگران نیست کسے

زنده دل را چه غم از رفتن جان روز ازل — تا که دل زنده باین روح روان نیست کسے

بار عشق تو معینی بدل و جان بکشد

که هوادار تو تنها بزبان نیست کسے

کسے که عاشق و معشوق خویشتن همه اوست — حریف و خلوت و ساقی و انجمن همه اوست

اگر بینی بتحقیق سب نگر ہی دانی | کہ ناظر دل و منظور جان و تن ہمہ اوست
اگر تو خود ہستی خویش پارہ کنی | نظر کنی کہ درین زیر پیرہن ہمہ اوست

گو کہ کثرت اشیا نقیض وحدت گشت
تو در حقیقت اشیا نظر فگن ہمہ اوست

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ

آرزو گر بودت پر تو دیدار خدا | زنگ ہستی ببر و دیدۂ معنی بکشا
تا ز خود وا نرہی نیست ترا ہیچ علاج | گر کنی طاعت صد سالہ بیک روز ادا
یک قدم بر سر نفس ار بتوانی بنہاد | نیست حاجت کہ ریاضت کشی اندر شبہا

قطب دین سود و زیان دو جہان ہیچ
گوشہ گیر و بجز ذکر خدا لب مکشا

خنک آنکہ ز ہستی خود در کشیدہ است | صاحب دلے کہ شربت وصلش چشیدہ است
فانی ز خویش گشتہ و باقی با خداست | آن قابلے کہ بار امانت کشیدہ است
زاں قید بیروں رستہ ز شادی و دل دوست | گر راہ بے خودی بوصالش رسیدہ است
گر از خودی برستی خود قطب دین تمام | زانرو کہ خود پرست خدا را ندیدہ است

فصل

تا گشته‌ام بکوی فنا آشنای دوست　　تا گشته‌ام جدا از لقاء دوست

مهر دلم ربوده ز سودای غیر خویش　　جز وے نماند در دل و جانم ورای دوست

خوش آنکه دل بدلبر جانی سپرده است　　آ وائے هر که نیست دلش مبتلای دوست

عقل تو عقیده است علم تو حجاب　　هستی تو بر روی آب مانند حباب

معلوم که سرمایهٔ عمرت چند است

بشتاب و جمال یار خود را دریاب

نیم شب از خواب غفلت باش بیدار ای پسر　　منتظر میباش تا دلبر کند سویت نظر

گر نه بیند دیده دل چهره دلدار را　　پاک کن ز آئینه دل زنگ هستی و دگر

بر فروز از جذبهٔ حق در دل خود آتشی　　تا نماند در وجودت هیچ چیز از خشک و تر

کوششی کن اندرین راه و بر دار از خود میان　　تا همه او گردی و از خود نماند هیچ اثر

از پی پندار بیرون که سد راه تست　　هر چه داری جز هوای یار بیرون کن ز سر

هر چه بینی غیر حق را از هوایش جهد کن　　نفی کن تو زودتر آن جمله را از خیر و شر

قطب دین تا کے ز هستی دور مانی از خدا　　گر خدا خواهی تو از جود وجود خود گذر

چو من در بزم وصل یار از خود بی نشان گشتم　　بهستی سرفراز این جهان آن جهان گشتم

قطعہ: ز دست ساقی باقی چو خوردم یک دو پیمانہ — شدم از خویشتن فانی و بادی ہمزبان گشتم

بر آں بودم کہ محرم گردم اندر خلوت دلبر — بحمد اللہ کہ ہمت برگزیدم آنچناں گشتم

نیاوردم حیل در راہ جاناں قطب دیں ہرگز

کہ نا رفتم بدریائے حقیقت محض آں گشتم

حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ

من نہ آنم بادہ ام یا بادہ را پیمانہ ام — عاشق شوریدہ ام یا عشق با جانانہ ام

مبتلائے چیستم جاں گو ممت یا جانِ جاں — اصطلاح شوق بسیار است من دیوانہ ام

با جمال ذاتیش حسن دگر در کار شد — چشم او را سرمہ ام یا زلف او را شانہ ام

غافل از خود ماند از صورت چو پیدا شد آئینہ — تا ترا بشناختم جانا ز خود بیگانہ ام

اے اہل بہ ہستیم نام تجدد تہمت است

راز ل پیش از زماں تعمیر شد میخانہ ام

فراغت یافتم از حج و عمرہ — چو احرام سر کوئے تو بستم

چو دیدم روئے زیبائے نو جانا — ز تشویش وجود خویش رستم

بیا ساقی بدہ جام شرابے — کہ مخمور صبوحی الستم

توئی اول توئی آخر توئی ظاہر توئی باطن — توئی مقصود اہل دل توئی مشتاق ہمدم ہم مفصل ہم

زیک منبع دریں جا مختلف فوارہا پیوستہ — مزاج حرص قارون زہد ابراہیم ادہم ہم

کدامی طرفہ نیرنگی دریں کاشانہ سر دادی

کہ عالم پائے کوباں دست افشاں گشت آدم ہم

نخستیں بادہ کاندر جام کردند — مزاجش عکس آن گلفام کردند

ہویدا شد در امکاں صورت حق — بآن صورت جہاں را نام کردند

ہمی بایست تفصیلی ازاں رخ — مکارم را بما اتمام کردند

شراب وحدت از خمخانۂ غیب — مرا صبح ازل در کام کردند

چو غلطیدم ز مستیہا بہر سو — حریفاں مستی از من وام کردند

حقیقت را کہ مستور از نظر بود

بنام مشہور خاص و عام کردند

دلے دارم ز خود خالی حبابش میتواں گفتن — درو کیفیتے جوشش شرابش میتواں گفتن

وجود بے نمود معنی ما دیدنی دارد — دریں نیرنگہا بوئے گلابش میتواں گفتن

سویدائے دل ما یابی اندر پیچ و تاب او — نقوش عالم الم الکتابش میتواں گفتن

فرد پاشید از ہم کثرت موہوم چوں شبنم — ز فیض معنی ما آفتابش میتواں گفتن

فصل بہ زلف پیچ در پیچ کسے گم کردہ ام خود را ۔ خرد شے در دل شبہا نمی کردم چہ میکردم

وے پر درد جاں افگار و یار تند خو دارم ۔ جہاں را پر ز یا ربہا نمی کردم چہ میکردم

غم تحصیل یار شغل و درد عزل می بینم ۔ جنون ترک منصبہا نمی کردم چہ میکردم

کسے با ال ہمی سازد کسے با گل ہمی بازد ۔ اگر من یاد آن لبہا نمی کردم چہ میکردم

حجاب وصل مطلوب ست آ دل بستن مطلبہا

ایں گر ترک مطلبہا نمی کردم چہ میکردم

ساقی کرمے کن کز ہوش خود افتم ۔ من بار خودم خود از دوش خود افتم

بینم رخ ساقی ظاہر شدہ در خود ۔ مفتون شدہ بر خود مدہوش خود افتم

مثل مے جوشاں کز خم بدر افتد ۔ جوشے زدہ بر خود از جوش خود افتم

از ہر بن مویم جو شد مے دیگر

از فرط تمایل ز آغوش خود افتم

احدیت و عبدیت

آیات قرآنیہ

قل ھو اللہ احد ۝ اللہ	آپ کہد یجئے کہ وہ اللہ ایک ہے
الصمد ۝ لم یلد ۝ ولم یولد ۝	اللہ بے نیاز ہے اسکے اولاد
ولم یکن لہ کفواً احد ۝	نہیں اور نہ وہ تو کسی کی اولاد ہے اور
	نہ کوئی اس کے برابر کا ہے ۔
سبحٰن اللہ عما	اللہ (کی ذات) پاک ہے اس سے
یشرکون ۔ $\frac{۱}{۲۸}$	جو شریک بتاتے ہیں ۔
سبحانہ و تعالیٰ	پاک اور بلند ہے وہ ذات
عما یقولون علواً کبیراً $\frac{۵}{۱۵}$	اس سے جو کہتے ہیں ۔

اے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم

وز ہر چہ گفتہ اند و شنیدیم و خواندہ ایم

لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ۱۹/۷ — نہیں ادراک کرتی ہیں اس کو نگاہیں حالانکہ وہ ادراک کرتا ہے نگاہوں کو اور وہ بڑا باریک بیں باخبر ہے۔

ہر جا ہے تیرا جلوہ لیکن — دیکھا تو کہیں نظر نہ آیا
یاں عقل ہے گم کہ بس تجھی کو — پایا ہر شے میں پر نہ پایا

وحدت میں تیری حرف دوئی کا نہ آسکے
آئینہ کیا مجال تجھے منہ دکھا سکے

لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ۲۵ع۳ — نہیں مثل اس کے کوئی شے اور وہی سمیع اور بصیر ہے۔

كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهُ لَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۲۰ع۱۲ — کل چیزیں ہلاک ہونے والی ہیں سوائے وجہ اللہ کے۔ اسی کی حکومت ہے اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے تم سب کو۔

نہ تھا کچھ تو خدا تھا کچھ نہ ہوتا تو خدا ہوتا
ڈبویا مجھکو ہونے نے نہ ہوتا میں تو کیا ہوتا

ہاں کھائیو مت فریب ہستی
ہر چند کہیں کہ ہے نہیں ہے

ولما جاء موسیٰ لمیقاتنا وکلمہ
ربہ قال رب ارنی
انظر الیک قال لن ترانی
۹ ع ۷

اور جب پہونچا موسیٰ ہمارے وقت
(موعود) پر اور کلام کیا اُس سے
اُس کے رب نے تو کہا اے میرے
رب (اپنے تئیں) دکھلا دے مجھکو کہ
دیکھوں میں تیری طرف کہا اللہ تعالےٰ
نے ہرگز نہ دیکھ سکیگا مجھ کو۔

اُسے کون دیکھ سکتا کہ یگانہ ہے وہ یکتا
جو دوئی کی بو بھی ہوتی تو کہیں دو چار ہوتا

وماکان لبشر ان یکلمہ اللہ
الا وحیًا او من وراء
حجاب ۶/۲۵

اور کسی کی تاب نہیں کہ خدا اس سے
(دوبدو ہوکر) کلام کرے مگر الہام کے
ذریعہ سے یا پردے کے پیچھے سے

محرم نہیں ہے تو ہی نواہائے راز کا
یاں ورنہ جو حجاب ہے پردہ ہے ساز کا

گوش کو ہوش کے ٹک کھول کے سن شور جہاں
سب کی آواز کے پردہ میں سخن ساز ہے ایک

فصل ربنا لا تؤاخذنا ان	اے ہمارے رب نہ پکڑ ہم کو اگر
نسینا او اخطانا ربنا	ہم بھول جائیں یا چوک جائیں
ولا تحمل علینا اصراً	اے ہمارے رب نہ رکھ ہم پر بھاری
کما حملتہ علی الذین	بوجھ جیسا تو نے رکھا تھا ان پر
من قبلنا ربنا ولا تحملنا	جو ہم سے پہلے تھے اے ہمارے
مالا طاقۃ لنا بہ واعف	رب ہم سے نہ اٹھوا اتنا بوجھ
عنا وقف واغفرلنا وقف	جس کی ہم میں برداشت نہیں
وارحمنا وقف انت مولنا	اور درگزر کر ہمارے قصوروں سے
فانصرنا علی القوم الکافرین	اور بخشدے ہمیں اور
پ ۳ ع ۷	ہم پر رحم کر تو مددگار
	ہمارا ہے تو ہماری مدد کر کافر
	قوم کے مقابلہ میں ۔
ربنا لا تزغ قلوبنا	اے ہمارے رب تو ہمارے دلوں کو
بعد اذ ھدیتنا وھب لنا	کجی اور بدسمجھی سے بچا اس کے
من لدنک رحمۃ	بعد کہ تو ہم کو سمجھ دے چکا اور عطا

انك انت الوهاب ربنا — فرما ہم کو خاص اپنے پاس کی فضل

انك جامع النّاس ليوم — رحمت سے بیشک تو ہی بڑا

لاريب فيه ان الله — دینے والا ہے اے ہمارے

لا يخلف الميعاد — رب بیشک تو سب لوگوں کو

پ۳ ع۹ — اکٹھا کرنے والا ہے ایک دن

جس میں کچھ بھی شک نہیں ہے

بیشک اللہ وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

احادیث نبوی

انی لاعلمهم بالله — میں تم سے زیادہ عالم باللہ ہوں

واشدهم له خشية — اور تم سے زیادہ خائف ہوں

(بخاری و مسلم)

حجابه النور لو كشفه — حجاب اس کا نور ہے اگر کھولے

لاحرقت سبحات وجهه — اسکو اللہ جلاوے روشنی اس کے

ما انتهى الله بصره من خلقه — وجہہ کی۔ اور نہیں پہنچی اس کی

فصل (مسلم)	طرف اس کی مخلوق کی نگاہ
لا احصی ثناء علیک	میں تیری حمد و ثنا نہیں کر سکتا ہوں
انت کما اثنیت علی	تو ویسا ہی ہے جیسی تو نے اپنی
نفسک (مسلم)	تعریف خود ہی کی ہے
اعوذ بعفوک من عقابک	میں پناہ مانگتا ہوں تیری عفو کی
واعوذ من رضاک	تیرے عذاب سے اور تیری رضا
من سخطک واعوذ بک	کی تیرے غضب سے اور تیری ہی
منک	پناہ مانگتا ہوں تجھ سے۔
اللھم لک الحمد انت قیم	یا اللہ تیرے لئے سب تعریف ہے
السموات والارض و	تو ہی قایم رکھنے والا آسمانوں اور
من فیھن ولک الحمد	زمین کا اور جو کچھ ان میں ہے اور تیرے
انت ملک السموات	لئے سب تعریف ہے تو ہی بادشاہ
والارض ومن فیھن	آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان میں
ولک الحمد انت نور	ہے اور تیرے ہی لئے سب تعریف ہے
السموات والارض	اور تو ہی آسمانوں اور زمین کا نور ہے

ومن فیهن ولک الحمد — اور جو کچھ ان میں ہے اور تیرے ہی لئے حمد

انت الحق ووعدک الحق — سب تعریف ہے اور تو ہی ثابت وموجود

ولقاءک حق وقولک حق — ہے اور وعدہ تیرا سچا ہے اور دیدار تیرا

والجنة حق والنار حق — حق ہے اور کلام تیرا سچا ہے اور جنت

والنبیون حق ومحمد حق — حق ہے اور دوزخ حق ہے اور سب

والساعة حق اللهم لک — نبی حق ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم

اسلمت وبک آمنت — حق ہیں اور قیامت حق ہے یا اللہ

وعلیک توکلت والیک — واسطے تیرے فرماں بردار ہوا میں اور

انبت وبک خاصمت — تجھ پر ایمان لایا میں اور تجھے کو کام

والیک حاکمت انت — اپنے سونپے میں نے اور طرف تیرے

ربنا والیک المصیر فاغفر لی — رجوع کیا میں نے اور تیری مدد سے جھگڑتا ہوں

ما قدمت وما اخرت وما — دشمنان دین سے اور تیری طرف فریاد لایا میں

اسررت وما اعلنت — تو ہمارا ہے اور تیری طرف بازگشت

وما انت اعلم به منی — ہے پس بخش میرے لئے وہ گناہ

انت المقدم وانت — کہ پہلے کئے ہیں نے اور جو

نض المؤخر انت الٰہی لا الٰہ الا انت
(صحاح ستہ)

پیچھے کئے ہیں نے اور جو پوشیدہ کئے ہیں نے اور جو ظاہر کئے ہیں نے اور وہ گناہ کہ تو ہی بہتر جانتا ہے انکو مجھ سے تو ہی آگے بڑھانیوالا اور تو ہی پیچھے رکھنے والا تو ہی معبود میرا نہیں کوئی معبود مگر تو۔

اقوال صدیقین واکابر دین رضوان اللّٰہ تعالیٰ علیہم اجمعین

مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ

مکتوب ۶۷ جلد دوم۔ بداند کہ اللہ تعالیٰ بذات قدیم خود موجود است۔ وسائر اشیا بایجاد او سبحانہ موجود گشتہ اند و بتخلیق او تعالیٰ از عدم بوجود آمدہ۔ پس او تعالیٰ قدیم و ازلی باشد واشیا ہمہ حادث و نوپدید باشند و ہرکہ قدیم و ازلی ست باقی و ابدی ست وہرچہ حادث و نو آمدہ است فانی و مستہلک است۔ یعنی در معرض زوال ست۔ واو سبحانہ یگانہ ست شریک ندارد نہ در وجوب

وجود نہ در استحقاق عبادت - وجوب وجود غیر او را تعالیٰ نشاید فصل

و استحقاق عبادت سواء او را نسزد - و مر او را تعالیٰ صفات کاملہ

است از انجملہ حیات و علم و قدرت و ارادت و سمع و بصر

و کلام و تکوین است کہ بقدم دازلیت متصف اند - و بحضرت

ذات جل سلطانہٗ قایم اند - و تعلقات حوادث در قدم صفات خلل

نہ نکند و حدوث متعلق مانع از لیت ایشان نگردد - فلاسفہ از بیخردی

و معتزلہ از کوری از حدوث متعلق پے بحدوث متعلق برند - و نفی صفات

کاملہ نمایند و عالم بجزئیات ندانند کہ مستلزم تغیر ست کہ امارت حدوث

است - نمیدانند کہ صفات ازلی باشند و تعلقات صفات بہ متعلقات

حادثہ حادث باشند - و صفات نقائص از جناب قدس او تعالیٰ

مسلوبست ذات او تعالیٰ از صفات و لوازم جواہر و اجسام و اعراض

منزہ است - زمان و مکان و جہت را در حضرت او تعالیٰ گنجایش

نیست اینہا ہمہ مخلوق او یند - او تعالیٰ جسم و جسمانی نیست جوہر و عرض

نیست - محدود و متناہی نیست - طویل و عریض نیست - دراز و کوتاہ

نیست پہن و تنگ نیست بلکہ واسع ست نہ بان وسعت کہ بفہم ما

(ص؟) درآید۔ محیط است نہ باں احاطہ کہ مدرک ما شود۔ و قریب است نہ
باں قرب کہ متعقل ما گردد۔ و با ماست نہ بمعیت متعارفہ ایماں
آریم کہ واسع ست و محیط و قریب ست و با ماست اما کیفیت
ایں صفات را ندانیم کہ چیست و ہرچہ دانیم دانیم کہ قدمے در مذہب
مجسمہ دارد و او تعالیٰ با ہیچ چیز متحد نشود و ہیچ چیز باوے متحد نگردد
و نیز ہیچ چیز دروے تعالیٰ حلول نہ کند و او تعالیٰ در ہیچ چیز حال
نشود و تبعیض و تجزی در جناب قدس او تعالیٰ محال ست و ترکیب
و تحلیل دراں حضرت جل شانہٗ ممنوع ست و او سبحانہٗ مثل و کفو نیست
زن و فرزند نیست ذات و صفات او تعالیٰ بیچونی و بیچگونہ اند شیئے
و بے نمونہ اند۔ ایں قدر میدانیم کہ او تعالیٰ ہست و باسما و صفات
کاملہ کہ خود را باں ستودہ ست متصف ست اما ہرچہ ازاں در فہم
و ادراک ما درآید متعقل و متصور ما شود و او تعالیٰ ازاں منزہ و متعالی
است چنانچہ گذشت۔ لا تدرکہ الابصار ۵

دوربینان بارگاہِ الست
بیش ازیں پے نبردہ اند کہ ہست

مکتوب ۲۶۶ جلد اول — او تعالی در ہیچ چیز حلول نہ کند و ہیچ چیز در وے حلول
حال نبود اما او تعالی محیط اشیا بود و قرب و معیت با ایشاں دارد — نہ آن
احاطہ و قرب و معیت کہ در خود فہم قاصر ما باشد کہ آن سزاوار جناب
قدس اولیت تعالی و آنچہ بکشف و شہود معلوم کنند ازاں نیز منزہ است
چہ ممکن را از حقیقت ذات و صفات و افعال او تعالی جز جہل و حیرت
نصیب نیست ۔ ایمان بغیب باید آورد و ہر چہ مکشوف و مشہود گردد تحت
لانفی باید ساخت ؎ عنقا شکار کس نشود دام باز چیں ۔ کاینجا ہمیشہ باد بدست
است دام را ۔ بیتے از مثنوی حضرت ایشاں مناسب ایں مقام

؎ ہنوز ایوان استغنا بلند است ۔ مرا فکر رسیدن ناپسند است

پس ایمان آریم کہ او تعالی محیط اشیا است و قریب است با ایشاں و با
ایشاں است اما معنی احاطہ و قرب و معیت او را تعالی ندانیم کہ چیست
احاطہ و قرب علمی گفتن از تاویلات متشابہہ است و ما قائل بتاویل آن
نیستیم ۔ و او تعالی بہیچ چیز متحد نشود و ہمچنیں ہیچ چیز با او سبحانہ نیز
متحد نمیگردد و آنچہ از بعضے عبارات صوفیہ معنی اتحاد مفہوم میشود خلاف
مراد ایشاں است زیرا کہ مراد ایشاں ازیں کلام کہ موہم اتحاد است

فصل اذا تم الفقر فهو اللہ آنست کہ چوں فقر تمام شود و نیستی محض حاصل آید باقی نمی ماند مگر اللہ تعالیٰ نہ آنکہ آن فقیر بخدا متحد شود و خدا گردد کہ آن کفر و زندقہ است تعالی اللہ سبحانہ عما یقولون الظالمون علوا کبیرا۔ و حضرت خواجۂ ما قدس سرہ می فرمودند کہ معنی عبارت انا الحق نہ آنست کہ من حقم بلکہ آنست کہ من نیستم و موجود حق است سبحانہٗ و تغیر و تبدل را بذات و صفات و افعال او تعالیٰ راہ نیست و آنچہ صوفیہ وجودیہ تنزلات خمس اثبات نمودہ اند نہ از قبیل تغیر و تبدیل است در مرتبہ وجوب کہ آن کفر و ضلالت است بلکہ این تنزلات را در مراتب ظہورات کمال او تعالیٰ اعتبار کردہ اند بے آنکہ تغیرے و تبدیلے در ذات و صفات و افعال او تعالیٰ را یابد۔ داو تعالیٰ غنی مطلق است ہم در ذات و ہم در صفات و ہم در افعال و در ہیچ امرے بہیچ چیز محتاج نبود

مکتوب ۲۹۰ جلد اول ۔ این درویش را چوں ہوس این راہ پیدا شد عنایت خداوندی جل و علا ہادی کار او گشتہ بخدمت ولایت پناہ حقیقت آگاہ ہادی طریق۔ اندراج النہایت فی البدایت والی السبیل الموصل الی درجات الولایت موید الدین الرضی شیخنا و مولانا و امامنا الشیخ محمد الباقی قدس اللہ

فصل تعالی سرہ کہ یکے از خلفائے کبار خانوادہ حضرات اکابر نقشبندیہ قدس
اللہ تعالی اسرارہم بودہ اند رسانید و ایشان ایں درویش را ذکر
اسم ذات جل سلطانہ تعلیم فرمود و بطریق معہود توجہ نمودند تا التذاذ تمام
درمن پیدا شد و از کمال شوق گریہ دست داد۔ و بعد از یک روز کیفیت
بیخودی کہ نزد ایں اکابر معتبر است و مسمی است بغیبت رو نمود و درآں
بیخودی یک دریائے محیط میدیدم و صور و اشکال عالم را در رنگ سایہ
دراں دریا می یافتم و ایں بیخودی رفتہ رفتہ استیلائے پیدا کرد و بامتداد
کشید۔ گاہے تا یک پہر روز میکشید و گاہے تا دو پہر و در بعضے اوقات
استیعاب شب می نمود۔ و چوں ایں قضیہ را بحضرت ایشاں رسانیدم
فرمودند نحوے از فنا حاصل شدہ است و از ذکر گفتن منع فرمودند۔
و بہ نگاہ داشت آں آگاہی امر نمودند و بعد از دو روز مرا فنائے مصطلح
حاصل شد۔ بعرض رسانیدم۔ فرمودند کہ بکار خود مشغول باش۔ بعد از آں
فنائے فنا حاصل شد۔ چوں بعرض رسانیدم فرمودند کہ تمام عالم را یکے
می بینی و متصل واحد می یابی عرض کردم کہ بلے فرمودند کہ معتبر در فنا
فنا آں است کہ باوجود دید آں اتصال بیشعوری حاصل شود۔ و ہماں

فصل: نسبت فنا. بعد از آنکه فنا حاصل شد بعرض رسانیدم و حالتیکه بعد از فنا آن صفت حاصل شد نیز بعرض رسانیدم و گفتم که من علم خود را بنسبت بحق سبحانه حضوری می یابم و او صافیکه بمن منسوب بوده بحق سبحانه منسوب می یابم۔ بعد از آن نوریکه محیط جمله اشیا است ظاهر گشت و من آنرا حق دانستم جل و علا۔ و آن نور رنگ سیاه داشت بعرض رسانیدم فرمودند که حق مشهود است جل سلطانه اما در پرده نور و نیز فرمودند که این انبساط که دران نور می نماید در علم است بواسطه تعلق ذات جل شانه باشیاء متعدده که در بالا و پست واقع شده اند منبسط می نماید نفی انبساط باید کرد بعد از آن آن نور سیاه منبسط رو بانقباض آورد و تنگ شدن گرفت تا آنکه بنقطه کشید۔ فرمودند آن نقطه را هم نفی باید کرد و بحیرت آمد۔ همچنان کردم۔ آن نقطه موهوم هم از میان زائل شد و بحیرت انجامید که دران موطن شهود حق سبحانه خود بخود است چون بعرض رسانیدم فرمودند که این حضور حضور نقشبندیه است و نسبت نقشبندیه عبارت از این حضور است و این حضور را حضور بے غیبت نیز میگویند و اندراج نهایت در بدایت درین موطن صورت می بندد و حصول این نسبت مر طالب را درین طریق در رنگ انتظار کردن طالب است

فصل ۹ — در سلاسل دیگر اذکار داوراد را از پیر تا براں عمل نماید و پے بمقصود برد ع

قیاس کن ز گلستان من بہار مرا

واین درویش را این نسبت عزیزالوجود بعد از دو ماہ و چند روز از ابتدائے زمان تعلیم ذکر حاصل شدہ بود و بعد از متحقق شدن این نسبت فنائے دیگر کہ آں را فنائے حقیقی میگویند حاصل گشت و دل را آنقدر وسعت پیدا شد کہ تمام عالم را از عرش تا مرکز زمین در جنب آں وسعت مقدار کہ خردلہ قدرے نبود۔ بعد ازاں خود را و ہر فرد عالم را بلکہ ہر ذرہ را حق می دیدم جل وعلا بعد ازان ہر ذرہ عالم را فرادیٰ فرادیٰ عین خود دیدم و خود را عین ہمہ اینہا تا آنکہ تمام عالم را در یک ذرہ گم یافتم بعد ازاں خود را بلکہ ہر ذرہ را آں قدر منبسط و وسیع دیدم کہ تمام عالم را بلکہ اضعاف عالم را دراں گنجایش باشد بلکہ خود را و ہر ذرہ را نورے یافتم منبسط کہ در ہر ذرہ ساریست و صور و اشکال عالم دراں نور مضمحل و متلاشی۔ بعد ازاں خود را بلکہ ہر ذرہ را مقوم تمام عالم یافتم۔ چوں بعرض رسانیدم فرمودند کہ مرتبہ حق الیقین در توحید ہمیں است و جمع الجمع عبارت ازیں مقام است۔ بعد ازاں صور و اشکال عالم را چنانکہ اول حق یافتم۔ ایں زماں موہوم دیدم و ہر ذرہ را کہ حق می یافتم بے تفاوت و بے تمیز

فضل ہماں ذرہ را موہوم یافتم بغایت حیرت دست داد و دریں اثنا عبارت فصوص
کہ از پدر بزرگوار علیہ الرحمۃ شنیدہ بودم بیاد آمد کہ فرمودہ است۔ ان
شئت قلت انہ ای العالم حق وان شئت قلت انہ خلق م
حق من وجہ وخلق من وجہ وان شئت قلت بالحیرت
لعدم التمیز بینہما۔ این عبارت فی الجملہ مسکن آں اضطراب
گشت۔ بعد ازاں در ملازمت ایشاں رفتہ عرض حال خود نمودم۔ فرمود کہ ہنوز
حضور تو صاف نشدہ است بکار خود مشغول باش تا تمیز موجود از موہوم ظاہر
شود و عبارت فصوص را کہ مشعر بر عدم تمیز بود خواندم فرمود کہ شیخ بیان حال
کامل نہ کردہ است عدم تمیز ہم نسبت بہ بعضے ثابت است حسب الامر
بکار خود مشغول گشتم۔ حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ بمحض بوجہ شریف حضرت
ایشاں بعد از دو روز تمیز در موجود و موہوم ظاہر گردانید تا موجود حقیقی از موہوم
متخیل ممتاز یافتم و صفات و افعال و آثار کہ از موہوم می نمایند از حق سبحانہ
دیدم و این صفات و افعال را نیز موہوم محض یافتم و در خارج جز یک
ذات موجود ندیدم۔ چوں ایں حالت را بعرض اشرف رسانیدم فرمود کہ مرتبہ
فرق بعد الجمع ہمیں است و نہایت سعی تا اینجا نست بیش ازیں آنچہ

وان شئت قلت انہ ۱۲

فصل: در نهاد و استعداد هر کس نهاده اند ظاهر می شود این مرتبه را مشائخ طریقت مقام تکمیل گفته اند -

باید دانست که این درویش را در مرتبه اولی چوں از سکر بصحو آوردند وازفنا به بقا مشرف ساختند چوں در هر ذره از ذرات وجود خود نظر کرد جز حق را نیافت و هر ذره را مرآت شهود او یافت - ازاں مقام باز بحیرت بردند چوں بصحو آوردند حضرت حق سبحانه و تعالیٰ را با هر ذره از ذرات وجود خود یافت نه در دے و مقام سابق نسبت باین مقام ثانی فروتر در نظر در آمد باز بحیرت بردند و چوں بافاقت آوردند - درین مرتبه حق را سبحانه نه متصل عالم یافت و نه منفصل نه داخل عالم و نه خارج نسبت معیت و احاطه و سریان بر نهجیکه اول می یافت بالکلیه منتفی گشت معذالک همان کیفیت مشهود شد بل کانه محسوس - و عالم نیز درین وقت مشهود بود - اما با حق سبحانه ازین نسبت مذکوره هیچ نداشت باز بحیرت بردند چوں بصحو آوردند معلوم گشت که حق سبحانه و تعالیٰ را بعالم نسبتے است ورای این نسبت مذکوره و آن نسبت مجهول الکیف است او تعالیٰ مشهود شد به نسبت مجهول الکیف باز بحیرت بردند و بصحو

فصل ۵ از فیض دریں مرتبہ رو داد۔ چوں باز بخود آوردند او تعالیٰ مشہود گشت بغیر آن نسبت مجہول الکیفیت بطورے کہ ہیچ نسبت بعالم ندارد نہ معلوم الکیفیت و نہ مجہول الکیفیت و دراں وقت عالم مشہود بود بہماں خصوصیت و دراں وقت علم خاص عنایت شد کہ بسبب آن علم مناسبتے درمیان خلق و حق تعالیٰ نماند باوجود حصول ہر دو شہود و دریں وقت معلوم گردانید ند کہ این مشہود بایں صفت باایں تنزیہ نہ ذات حق است سبحانہ و تعالیٰ من ذالک بلکہ صورت مثالی تعلق تکوین اوست سبحانہ کہ ورائے تعلقات کونی است معلوم الکیفیت باشد آن تعلق یا مجہول الکیفیت ہیہات ہیہات ؎

کیف الوصول الیٰ سعاد و دونہا

قلل الجبال و دونہن حیوف

مکتوب ۱۶۰ - جلد اول - باید دانست کہ منشاء تفاوت علوم و معارف در مکتوبات و رسائل کہ ازیں درویش بلکہ از ہر سالکے کہ صادر شدہ است ہمیں تفاوت حصول مقامات متفاوتہ است ہر مقام را علوم و معارف جدا است و ہر حال را اقوال علیحدہ - پس فی الحقیقت

مفصل

تدافع و تناقض در علوم نباشد

مکتوب ۳۰۰ - جلد اول - انسان کامل چوں سیر تفصیلی مراتب
اسماء صفات را طے کرده جامعیت تمام پیدا کند و مرآت کمالات
اسماء و صفات الٰہی جل سلطانہ گردد - و عدم ذاتی او که مرآت آن کمالات
است بتمام مختفی شود و غیر آن کمالات در وے ہیچ چیز ظاہر نبود -
ایں زمان به بقائے خاص که منوط بآں کمالات است بعد از حصول
فنائے تام که مربوط باختفائے عدم او بوده مشرف گردد و اسم
ولایت بروے صادق آید - بعد ازاں اگر عنایت ازلی جل سلطانہ
شامل حال او بود تواند بود که مرآة ثانیہ ایں کمالات که عارف بآن
بقا یافته بود در مرآت حضرت ذات تعالیٰ و تقدس منعکس گردد
و ظہور آنجا پیدا کند دریں وقت سر قاب قوسین بظہور آید -

باید دانست که ظہور شئے در وے (مرآت حضرت تعالیٰ)
دریں موطن کنایه از حصول نسبت مجہوله است ہر شئے را بآن مرآت
نه آنکه آنجا حقیقت مرآت است و حصول شئے است در وے -
و لله المثل الاعلیٰ و چوں آن کمالات که عارف بقا بآن یافته

فصل ۹ بود در مرآت آنجناب قدس بطریق حقیقت و اصالت منعکس گردد و ظهور آنجا پیدا کند و نسبت مجهول الکیفیت او را آنجا حاصل شود لاجرم انا که بعارف تعلق داشت آنجا اطلاق یابد و خود را آن کمالات ظاهره بیند۔ نہایت عروج انا در مقام قاب قوسین تا اینجا ست اے فرزند بشنو۔ مرآت صورت که در وے حسن و جمال منعکس گردد ۔ اگر فرضاً آن مرآت حیوٰۃ و علم پیدا کند ناچار بظہور آن حسن و جمال تلذذ خواہد شد و حظ وافر خواہد برد و در مرآت حقیقت ہرچند لذت و الم مفقود است که از صفات امکان ست اما امرے که شایان آن مرتبه علیا ست و از سمات نقص و حدوث مبرا کائن و ثابت است

ع فریاد حافظ این ہمہ آخر بہرزہ نیست

ہم قصہ غریب و حدیث عجیب ہست

این کمالات ظاہرہ که دران مرتبه نسبت مجہول الکیفیت پیدا کردہ اند حکم اینہا در رنگ حکم عالم خلق انسانست نسبت بعالم امر و من عرف نفسه فقد عرف ربه اینجا در یابید و چون این کمالات ظاہرہ که تفصیل حضرت اجمال ذات است تعالی و تقدس

نسبت مجہول الکیفیت بحضرت اجمال پیدا کردند و اتصال بلاکیف بدست فصل
آوردند و آئینہ داری حضرت اجمال نمودند ناچار در حضرت اجمال تفصیل
مجرد اعتبار و محض توہم نیز پیدا شد کہ سبب عروج انائے عارف گشت
ایں کمال وابستہ بمقام او ادنیٰ است ع قلم اینجا رسید و سر بشکست

این است بیان نہایت النہایت و غایۃ الغایۃ کہ فہم آں از ادراک
خواص بمراحل دور است از عوام چہ گوید از اخص خواص نیز اقل قلیل
اند کہ بایں دولت و معرفت مہتدی گشتہ اند۔ این نہایت باعتبار ظہورات
و تجلیات است کہ بعد آں از قسم تجلی و ظہور ہیچ متصور نیست ؎

ومن بعد هذا ما يدق صفاته وما كتمانه احظى لديه واجمل

مکتوب ۲۶۰ جلد اول۔ سر قاب قوسین او ادنیٰ اینجا انکشاف
بیابد و دریں سیر معلوم میگردد کہ کمالات جمیع ولایات چہ ولایت
صغریٰ و چہ ولایت کبریٰ و چہ ولایت علیا ہمہ ظلال کمالات
مقام نبوت اند۔ و آں کمالات شبح و مثال اند مر حقیقت ایں کمالات
را۔ ولائح میگردد کہ نقطہ کہ در ضمن ایں سیر قطع بیابد زیادہ از جمیع کمالات
مقام ولایت است پس قیاس باید کرد کہ جمیع ایں کمالات را چہ نسبت

فصل بود بجمیع کمالات اَتقدم دریاے محیط را نیز نسبتے است بقطرہ در اینجا آں
نسبت ہم مفقود است ۔ مگر آنکہ گویم نسبت مقام نبوت بمقام ولایت
ہمچوں نسبت غیر متناہی است بہ متناہی ۔ .... وچوں بعنایۃ اللہ
سبحانہٗ و صدقۃ حبیبہ علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات
ایں سیر را نیز بانجام رسانید مشہود گشت کہ اگر بالفرض قدم دیگر در سیر افزاید
در عدم محض خواہد افتاد اذ لیس وراءہ الا العدم المحض ؎
فرزندا ازیں ماجرا در توہم نیفتی کہ عنقا در شکار آمد و سیمرغ در دام افتاد ؎

عنقا شکار کس نشود دام باز چیں   کا ینجا ہمیشہ باد بدست است دام را

فہو سبحانہٗ بعد وراء الوراء ثم وراء الوراء ثم وراء الوراء

ہنوز ایوان استغنا بلند است مرا فکر رسیدن ناپسند است ۔

آں ورائیت نہ باعتبار وجود حجب است چہ حجب بہ تمام مرتفع گشتہ
است بلکہ باعتبار ثبوت عظمت وکبریائی است کہ مانع ادراک است منافی
وجدان ۔ فہو سبحانہ اقرب فی الوجود وابعد فی الوجدان
آرے بعضے از کمل مرادان باشند کہ دروں سراوقات عظمت وکبریائی
بطفیل انبیا علیہم الصلوات والتسلیمات ایشان را جا دہند و محرم بارگاہ

فصل ۹

سازند فتوصل معہود ما عوصل معہود۔

وآنکه گفته لیس وراءه الا العدم المحض زیراکه بعد از تمامی مراتب وجود خارجی و وجود علمی حصول عدم است که نقیض اوست و ذات الله سبحانه وراء این وجود و عدم است۔ همچنانکه عدم را آنجا راه نیست وجود را نیز گنجایش نه زیراکه وجودیکه عدم به نقاضت او بر پا باشد چه شایان آنحضرت است جل شانه (یعنی آن وجود که عدم نقیض او باشد سزاوار حضرت حق جل و علا نیست) واگر اطلاق وجود دران مرتبه کنم از تنگی عبارت وجودے خواهد بود که عدم را باو مجال نقاضت نباشد۔

من کلام خواجهٔ خواجگان خواجه نقشبند قدس سره

گفته اند فنا عبارت است از نهایت سیر الی الله و بقا عبارت است از بدایت سیر فی الله سیر الی الله وقتی منتهی شود که سالک از وطن مالوف و حظوظ بشریت بکلی بیرون آید و در راه طلب توجه راست بحق بیارد و بادیهٔ هستی را بقدم صدق بیکبارگی قطع کند تا بکعبهٔ وصال رسد و سیر فی الله آنگاه محقق شود که بنده را بعد از فنای مطلق که فنای صفات و فنای ذات است وجود حقانی ارزانی دارند تا بدان وجود حقانی بعالم اتصاف باوصاف الٰهی و تخلق باخلاق ربانی ترقی تواند نمود

فصل ۸ و این مرتبہ ست بی یسمع و بی یبصر و بی یبطش و بی یعقل
کہ ذات و صفات فانیہ دریں مقام در کسوت وجود باقی از قہر خفا در حیز
ظہور برانگیختہ شدہ باشد و تصرفات جذبات حق سبحانہ و تعالیٰ بر باطن
بندہ مستولی شدہ و باطن اورا از جمیع وساوس و ہواجس فانی گردانیدہ
بصفات ذاتی خود در باطن بندہ متصرف گشتہ و اورا از آنکہ بجودی خود
تصرفے کند عزل کردہ

بعد از رسیدن بدرجہ فنا فی اللہ و بقا باللہ حکم تعین و تقید
مطلقاً از بندہ مرتفع نشود و در مرتبہ بقا باللہ در اتصاف و صفات
ربانی او را تعینات حقانی باشد۔ ابراہیم بن شیبان کہ از مشائخ
طبقات است قدس اللہ تعالیٰ ارواحہم می گویند ۔ ا لفناء البقا
یدور علی خلاص الوحدانیۃ وصحۃ العبودیت وما
سوی ذلک مغالیط وزندقۃ .... و دریں مقام ہر آئینہ بندہ
محفوظ بود در رعایت و وظائف شریعت و اقامت امر و نہی دلیل
بکلی صحت حال فنا این بود و اگر محفوظ نبود در رعایت انچہ مر حق را
عزوجل بر ویست دلیل عدم صحت حال فنا این بود ۔ ابوسعید

فرا قدس اللہ روحہ دریں معنی فرمودہ است کل باطن یخالفہ الظاہر فہو باطل ۔

راہ علم و عقل تا بدریائے فنا بیش نیست۔ و بعد ازاں حیرت و بے نشانی است و عجائب ایں ظہور را نہایت نیست و احوال او جز بسلوک در رسیدن معلوم نہ گردد ع عاشقی جز رسیدہ را نبود۔ و ازینجا مبدا شہود عالم وحدت و وحدانیت بودہ .... و فنائے فناکہ درمیان اہل اللہ متعارف است آن بود کہ چنانکہ از وجود جسمانی فانی گشتہ اند وجود روحانی نیز فانی گردد تا در رویت جلال و کشف عظمت الوہیت و غلبات آں حال دنیا و عقبیٰ فراموش گردد۔ و احوال و مقامات در نظر ہمت او حقیر نماید۔ از عقل و نفس فانی گردد۔ و از فنا نیز فانی گردد و اندر عین فنا زبانش بحق ناطق شود۔ و تن خاضع و خاشع گردد و در عین فنا ایں ہمہ حیرت و بے نشاں بود ۵

کس می ندہد از تو نشانی   اینست نشان بے نشانی

مکتوب ۱۲۶ جلد اول ۔ از حصول فنا فی اللہ بقا باللہ کسے گمان نکند کہ ممکن واجب گردد کہ آں محال است مستلزم قلب حقائق

نصل خاصان خدا خدا نباشند لیکن ز خدا جدا نباشند

مکتوب ۲۴۴ جلد اول ـ سیر الی اللہ عبارت از حرکت علمیہ است

کہ از علم اسفل بعلم اعلیٰ می رود ـ و از ان با علائے دیگر الی ان ینتھی

الی علم الواجب تعالیٰ بعد طے علوم الممکنات کلھا و

زوالھا باسرھا وھذا لا الحالۃ ھو المعبر بالفناء وسیر

فی اللہ عبارت از حرکت علمیہ است در مراتب وجوب از اسما

وصفات وشئون واعتبارات وتقدیسات وتنزیہات ـ الی

ان ینتھی الی المرتبۃ التی لا یمکن التعبیر عنھا بعبارۃ

ولا یشار الیھا باشارۃ ولا تسمی باسم ولا تکنی

بکنایۃ ولا یعلمھا عالم ولا یدرکھا مدرک وھذا السیر

مسمی بالبقاء ـ وسیر عن اللہ باللہ کہ سیر ثالث است

نیز عبارت از حرکت علمیہ است کہ از علم اعلیٰ بعلم اسفل فرو دمی آید و از

اسفل باسفل دیگرے ـ الی ان یرجع الی الممکنات رجوع القہقری

و ینزل عن علوم مراتب الوجوب کلھا وھو العارف

الذی نسی اللہ باللہ ورجع عن اللہ مع اللہ وھو

الواجد الفاقد وھو الواصل المھجور وھو القریب البعید مفصل
وسیر رابع کہ سیر وراء اشیا ست عبارت از حصول علوم اشیا ست
سیر الی اللہ وسیر فی اللہ از برائے تحقیق نفس ولایت است کہ
عبارت از فنا و بقا است۔ وسیر ثالث و رابع از برائے حصول مقام
دعوت است کہ مخصوص با نبیاء مرسل است صلوات اللہ تعالیٰ
و تسلیمات علی جمیعھم عموما و علی افضلھم خصوصا و
متابعان کمل را از مقام این بزرگواران علیھم الصلوٰۃ والتسلیمات نیز
نصیب است۔ کما قال تبارک و تعالیٰ قل ھذہٖ سبیلی
ادعوا الی اللہ علی بصیرۃ انا ومن اتبعنی ۔

(ہالات ۱۲۱۲ / [illegible])

من کلام خواجہ خواجگان خواجہ نقشبند قدس سرہ
گفتہ اند کہ واصلان و کاملان دو قسم اند۔ جماعتے از مقربان حضرت
جلال آنانند کہ بعد از وصول بدرجہ کمال حوالہ تکمیل دیگران بایشان نرفتہ
است غرقہ بحر جمع گشتند و در شکم ماہی فنا مستہلک شدند۔ قباب
غیرت وقطان دریائے حیرت اند۔ ایشان را از وجود خود آگہی نبود
بدیگرے کجا پردازند۔ در ایشان گنجائی آن کے بود کہ دیگران را بدال

فصل جناب آشنا توانند کرد۔ این طائفہ را از ذواق طور نبوت بہرہ نبود۔ وقسم
دوم از واصلان وکاملان آنند کہ چون ایشان را از ایشان بربایند۔ باز
تصرفات جمال ازلی۔ ایشان را از ایشان دہد۔ وخلعت نیابت پوشاند
وحکم ایشان را در مملکت نافذ گرداند وفضل عنایت ازلی ایشان را بعد
از استغراق در عین جمع ولجۂ توحید از شکم ماہی فنا بساحل تفرقہ ومیدان
بقا خلاصی ومناصی ارزانی دارد۔ تا خلق را بنجات ودرجات دعوت
کنند۔ این طائفہ اند کاملان کہ بواسطۂ کمال متابعت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم رتبۂ وصول یافتہ اند وبعد از ان در رجوع براثر دعوت بدعوت
خلق بطریق متابعت ماذون ومامور شدند۔ ہر کجا فرو ماندہ در ظلمت
بیابان تحیر بطلب برخاست۔ حوالہ او را باقتباس جذوات ومواجید
بانفاس طیبہ ایشان فرمودہ اند۔ مقام ایشان آن بود کہ گویند ؎

عیسی منم ومعجز من این نفس ست
ہر دل کہ شنید این نفسم زندہ شود (من)

ومن احسن قولا ممن دعا الی اللہ وعمل صالحا وقال اننی
من المسلمین وجعلنا منہم ائمۃ یہدون بامرنا
لما صبروا وکانوا بآیاتنا یوقنون۔

ایشاں از تغیر بسبب مخالطت با خلق محفوظ باشند ہیچ چیز از ممکنات سر واصل را از مشاہدہ محبوب و اشتغال باو مشغول نتواند کرد چہ رجوع واصل در احوال بمحبوب خود بود - نہ شہود حق سبحانہ و تعالی او را حجاب خلق گردد - نہ خلق حجاب شہود حق سبحانہ و تعالی... مرتبہ وصول را کہ مراتب سیر فی اللہ ست - نہایت نیست زیرا کہ کمال اوصاف محبوب را نہایت نیست و ہر چہ در دنیا بان رسند از مراتب وصول ہنوز اول مرتبہ باشد از آں مراتب بہ نسبت آنچہ ماندہ است و بعمر ابدی در آخرت نہایت آں مراتب نتواں رسید و ازینجا شیخ طریقہ شیخ عطار قدس اللہ سرہ می فرماید -

فصل ۵

اندر رہ حق جملہ ادب باید بود - تا جاں باقیست در طلب باید بود

یکدم اگر ہزار دریا بکشی   گم باید کرد و خشک لب باید بود

و سیر فی اللہ مقام بقا بعد اراں ست - و سیر عن اللہ با اللہ مقام تنزل ست بمبالغ عقول خلق برائے دعوت ایشاں بحق و ایں مقام خاصہ پیغامبراں مرسل است صلوات اللہ علیہ وسلامہ علیہم اجمعین و ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی و دریں مقام تنزل در ہر امرے ایشاں را رجوع بحق و استغفار دوام لازم بود -

فصل ۵ اولیا را ازیں مقام بہ تبعیت انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام بہرہ بود۔ چنانکہ فرمودہ اند۔ قل ھذہٖ سبیلی ادعوا الی اللہ علی بصیرۃ انا من اتبعنی وسبحان اللہ وما انا من المشرکین ۔

مکتوب ۲۶۰ جلد اول ۔ ہر عارفے را کہ بعالم امر مناسبت بیشتر باشد قدم او در کمالات ولایت زیادہ تر خواہد بود و ہر کرا بعالم خلق بیشتر مناسبت است قدم او در کمالات نبوت افزوں تر۔ ازینجا ست کہ حضرت عیسیٰ علےٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام در ولایت قدم بیشتر دارند و حضرت موسیٰ را قدم در نبوت زیادہ تر۔ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام چہ جانب امر در حضرت عیسیٰ غالب است لہذا ملحق بروحانیان گشت و جانب خلق در حضرت موسیٰ غالب علیٰ نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام لہذا بشاہدہ اکتفا نہ نمودہ طلب رویت بصر فرمودہ ۔

اے فرزند چوں علوم نبوت کہ شرائع واحکام است تعلق بقالب بیشتر داشت وانبیا را علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات نیز مناسبت بعالم خلق بیشتر بودہ ازینجا گماں بردہ اند کہ نبوت عبارت از نزول بدعوت خلق است بعد از عروج بمقامات قرب کہ بولایت تعلق دارد۔ ندانستہ اند کہ

نہایت عروج و غایت قرب دریں موطن است - قربیکہ سابق حاصل شدہ فصل بود ظلے از ظلال ایں قرب بودہ کہ بصورت بعد متصور میگردد و عروجیکہ اول میسر شدہ بود عکسے از عکوس ایں عروج بودہ کہ بظاہر نزول می نماند -

باید دانست کہ منصب نبوت ختم بر خاتم الرسل شدہ است علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات اما از کمالات آں منصب بطریق تبعیت متابعاں اورا نصیب کامل است - ایں کمالات در طبقہ صحابہ بیشتر است - ودر تابعین و تبع تابعین نیز ایں دولت بر سبیل قلت سرایت کردہ است بعد ازاں رو باستتار آوردہ است و غلبہ کمالات ولایت ظلی جلوہ گر گشتہ است اما امید است کہ بعد از مضی الف ایں دولت از سر تازہ گردد و غلبہ و شیوع پیدا کند و کمالات اصلی رو بظہور آرند و ظلی استتار پیدا کنند و حضرت مہدی علیہ الرضوان بظاہر و باطن مروج ایں نسبت علیہ باشند -

اے فرزند تابع و کامل نبی علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام چوں بتبعیت کمالات مقام نبوت را تمام کند - اگر از اہل مناصب است بمنصب امتتش سرفراز می سازند - و چون کمالات ولایت کبریٰ را تمام کند و از اہل منصب باشد بمنصب خلافتش مشرف می سازند - و از مقاما

فصل کمالات ظلی مناسب منصب امامت منصب قطب ارشاد است وعناسب منصب خلافت منصب قطب مدار - گویا این دو مقام (از مقامات کمالات ظلی یعنی ولایت صغری که اہل آنرا بمناصب قطب ارشاد و قطب مدار رسانند) که در تحت اند ظلال آن دو مقام اند که در فوق اند (یعنی مقام نبوت و مقام ولایت کبری که صاحب کمالات آن اگرازاہل مناصب است او را امام و خلیفه می نامند)

مکتوب ۲۹۴ جلد اول - صفات ثمانیہ حقیقت واجب الوجود تعالی وتقدس که اول شان صفت الحیوۃ است و آخر شان صفت تکوین سه قسم اند - قسمے است که تعلق آن بعالم غالب است واضافت آن بخلائق بیشتر کالتکوین - و قسم دیگر آنست که اضافة دارد اما کمتر از قسم سابق کالعلم والقدرة والارادہ والسمع والبصر والکلام و قسم ثالث اعلی اقسام ثلاثہ است - که آنرا ہیچ وجہ بعالم تعلق نیست ورائحہ از اضافت ندارد کالحیوۃ - این صفت ام جمیع صفات وجامع ہمہ آنہا واسبق کل - و اقرب باین صفت صفة العلم است که مبدأ تعین خاتم الرسل است - علیہ وعلیہم الصلوات

والتسلیمات اتمها واکملها و صفات دیگر مبادی تعینات خلائق فصل
دیگر است — وچون هر صفت باعتبار تعلقات متعدده جزئیات دارد مثل
تکوین که آنرا باعتبار شئت تخلیق و ترزیق و احیا و اماتت جزئیات پیدا
شده است — این جزئیات نیز در رنگ کلیات خود مبادی تعینات
خلائق آمده — و هرکه مبدا تعین او کلی آمد — تعینات دیگر که مبادی آنها
جزئیات آن کلی است تابع آنکس خواهد بود و زیر قدم او زندگانی خواهد
نمود ازینجاست که میگویند فلانے زیر قدم محمد است و فلانے زیر قدم
عیسی و فلانے زیر قدم موسی علیهم الصلوات والتحیات والتسلیمات
اتمها واکملها —

چون این جزئیات را بطریق سلوک ترقی واقع شود ملحق بکلیات
خود خواهد شد و شهود جزئیات شهود کلیات خواهد بود — فرق باصالت
و تبعیت خواهد ماند و امتیاز بتوسط و عدم توسط خواهد شد چه تابع
هرچه می یابد و هرچه می بیند بتوسط اصل ممکن نیست گاه باشد که تابع از
قصور خود اصل را متوسط نداند — اما فی الحقیقت اصل درمیان تابع
و مشهود او حائل است نه حائلے که مانع شهود باشد بلکه باعث شهود در رنگ

فصل ۹ عینک صاف

و جائز نیست کہ جزئیات یک کلی ترقی نمودہ از کلی خود خروج کردہ تحت کلی دیگر درآیند و مشہود ایشاں مشہود آن کلی دیگر شود۔ مثلاً جماعہ کہ زیرِ قدم موسیٰ اند انتقال نمودہ زیرِ قدم عیسیٰ داخل شوند۔ اما تواند بود کہ در زیرِ قدم محمدؐ آیند بلکہ ہمیشہ زیرِ قدم او یند۔ علیہ و علیٰ آلہ الصلوات والسلام زیراکہ ربِ محمدؐ رب الارباب است و اصل جمیع آن کلیات۔ پس نسبت باآن جزئیات اصل الاصل باشد و این ترقی گویا باصل الاصل است نہ باصل کہ مبائن اصل آنہا ست۔ ایں قدر فرق درمیان جزئیات و کلیات آنہا خواہماند کہ جزی را دو حائل است یکے اصل خود کہ کلی او ست و حائل دیگر اصل الاصل است۔ و کلی او را حجاب اصل الاصل است و بس

از ینجا معلوم گشت کہ شہود محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بے پردۂ تعینات است و شہود دیگراں در پردۂ تعینات لااقل در پردۂ تعین محمدی۔ ازینجاست کہ گفتہ اند۔ تجلی ذات خاصۂ محمد رسول اللہ است صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم۔ و تجلی دیگراں در پردۂ صفات لااقل در پردۂ رب الارباب کہ ربِ محمدؐ است کہ فوق جمیع اسماء و صفات

است سوائے صفت الحیات - اگر گویند از یں بیان لازم می آید کہ شہود سائر انبیا علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والتسلیمات درپردۂ مبدا تعین محمدی است کہ رب اوست و اولیاء امت او کہ بالاصالۃ زیر قدم او بیند علیہ الصلوٰۃ والسلام شہود ایشاں نیز در رنگ شہود سائر انبیا درپردۂ رب الارباب خواہد بود پس فرق میان سائر انبیا وعلی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والتحیات و درمیان اولیا امت او علیہ الصلوٰۃ والسلام چہ باشد - درجواب گوئیم انبیا را سوائے ایں شہود کہ درپردۂ حقیقت محمدی است شہود دیگر ہم است کہ از راہ مبادی تعینات ایشاں پیدا می شود و بالاصالت عینکہا ئے مخصوصہ خود را بردیدہا ئے بصیرت گذاشتہ - مشاہدہ غیب الغیب میفرمایند - باید دانست کہ ایں دو شہود نہ بایں معنی است کہ ہر دو معاً متحقق می شوند بلکہ بایں معنی است کہ اگر ترقی نمودہ باصل الاصل برسد شہود او درپردہ حقیقت محمدی است در رنگ عیسیٰ علی نبینا علیہ الصلوٰۃ و السلام کہ بعد از نزول بایں دولت مشرف خواہد شد -

بداں و آگاہ باش کہ ہمچنانکہ بحضرت ذات تقدس راہے است

فصل از حقیقة الحقائق (تعین محمدی) کہ بعد از وسائط منازل کثیرہ وصول میسر

می شود ہمچنین است از سائر حقائق کلیات (تعینات دیگر انبیا) نیز راہے

بحضرت تعالی و تقدس کہ بعد از وسائط مراحل متکثرہ وصول حصول می پیوندد غایة

ما فی الباب در راہ حقیقة الحقائق وصل عریان است و در سائر طرق ہر چند

وصل ذات میسر میشود۔ اما پیراہن شعر از منتہاے اصول

عالیہ حقیقة الحقائق کہ حقیقت محمدی است درمیان حائل است

اگرچہ حاجز حصین نباشد و مانع متین نبود۔ ہمین قدر حاجزیت است

کہ مانع اطلاق تجلی ذات گشتہ و اگرنہ سائر انبیا را نیز بالاصالة از ذات

تعالی نصیب است و امثال کمل ایشان را بہ تبعیت این بزرگواران

علیہم و علی اممہم الصلوات و التحیات نیز نصیب است۔

از تحقیق ما تقدم معلوم شد کہ وصل عریان مخصوص بولایت

محمدی است و دیگران را ہر چند حجب مرتفع شود اما از حیلولة ہمچو پیراہن

شعر کہ از راہ توسط حقیقت محمدی حاصل می گردد چارہ

نبود۔ کما مر ہمین از اخفی کہ نہایت مراتب انسانی در علو باندازہ آن

حیلولہ بقیہ میماند۔ پس تا احاطہ آن بقیہ اطلاق فناے مطلق مجوز

نباشد۔ بقائے آن بقیہ را غیر از محمدی کیست کہ دریا بدو از ہزاران فصل ۸
محمدی المشرب اگر یکے را این حدت نظر پیدا شود ہم مغتنم است
مشائخ طبقات اکثر شان تا روح و سر سخن کردہ اند۔ کم کسے باشد کہ از
خفی سرے گفتہ باشد فکیف از اخفیٰ و آنکہ در دریائے اخفیٰ غوطہ زدہ باشد
و بہر ذرہ از ذرات آن رسیدہ و اطلاع یافتہ۔ کبریت احمر است۔ ذالک
فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔

سوال ہرگاہ صفت الحیوۃ فوق صفت العلم (حقیقت محمدی)
باشد۔ پس در راہ حقیقت الحقائق (تعین محمدی) نیز تعین صفۃ الحیوۃ
حائل آمد۔ پس وصل عریان چون بود و تجلی ذات چرا باشد۔

جواب۔ آن تعین کلا تعین است زیرا کہ در مراتب فوق۔ آن
تعین (صفۃ الحیوۃ) محو و متلاشی میگردد و ہیچ اعتبارے او را در
حضرت ذات تعالیٰ نمی ماند ہر چند صفات دیگر را نیز در مرتبہ ذات تعالیٰ اعتبارے نیست
اما آنہا با مرتبہ ذات نمی رسند بوجہے کہ متلاشی گردند۔ بخلاف صفۃ الحیات کہ آنجا نیز
و متلاشی میگردد۔ لہذا التعین حقیقی محمدی و سائر تعینات خلائق دیگر
دائمی اند و زوال آنہا در مرتبہ از مراتب محال گشت۔ بلکہ رسیدن

بشئے دیگراست و مضمحل گشتن در شے دیگر۔ درعبارت بعضے از مشائخ قدس اللہ ارواحہم کہ لفظ محو و اضمحلال واقع می شود مراد از ان محو نظری است نہ محو عینی یعنی تعین سالک از نظر او مرتفع میگردد۔ نہ آنکہ در نفس الامر محو میشود کہ آن الحاد و زندقہ است جمعے از ناقصان این راہ از ان الفاظ موہمہ محو و اضمحلال عینی داشتہ اند و بزندقہ رسیدہ اند۔ و از عذاب و ثواب اخروی انکار نمودہ اند و خیال کردہ اند کہ ہمچنانکہ از وحدت بکثرت آمدہ اند۔ مرتبہ دیگر ہمیں طور از کثرت بوحدت خواہند رفت و این کثرت ورا سے وحدت مضمحل خواہد شد جمع ازین زنادقہ آن محو شدن را قیامت کبریٰ خیال کردہ اند و از حشر و نشر و حساب و صراط و میزان انکار نمودہ ۔ فضلوا فاضلوا کثیرًا من النّاس ۔ یک شخص را از ان جماعت دیدہ کہ در مطلب خود شعر مولٰنا عبدالرحمٰن جامی را قدس اللہ سرہٗ استشہادًا می آورد ؎

جامی معاد و مبدأ ما وحدت است و بس ما در میانہ کثرت موہوم والسلام

نمیدانند کہ مراد مولٰنا ازین بیت عود و رجوع بوحدت باعتبار نظر

مشہود است غیر از یک ذات مشہود۔ ایشان ہمی مانند وکثرتہا بتمام وکمال از نظر ایشان مختفی میگردد۔ نہ رجوع علمی و وجودی۔ اگر کورند بینند کہ از ہیچ کا ئے عجز و نقص و احتیاج زائل نشدہ است پس معنی رجوع وجودی بوحدت چہ باشد۔ اگر رجوع بوحدت بعد از موت خیال کردہ اند کا فر زندیق آمد کہ عذاب اخروی انکار دارند و ابطال دعوت انبیا مینمایند۔ علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات اتمہا واکملہا۔

مکتوب ۳۰۱ جلد اوّل۔ نبوت عبارت از قرب آلہی است جل سلطانہ کہ شائبہ ظلیت ندارد۔ عروجش رو بحق دارد جل وعلا ونزولش رو بخلق۔ ایں قرب بالاصالت نصیب انبیا ست علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات وایں منصب مخصوص بایں بزرگواراں است علیہم الصلوٰۃ والبرکات۔ وخاتم ایں منصب سید البشر است علیہ وعلیٰ الہ الصلوٰۃ والسلام حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والتحیۃ بعد از نزول متابع شریعت خاتم الرسل خواہد بود۔ علیہم الصلوٰۃ والسلام متابعان وخادماں را

فصل از دولت دانش صاحباں نصیب است پس از قرب انبیا علیہم الصلوٰۃ والتحیات کمل تابعان را ہم نصیب بود۔ و علوم و معارف و کمالات آں مقام بطریق وراثت نیز نصیب تابعاں باشد ع خاص کنندہ بندہ مصلحت عام را۔ پس حصول کمالات نبوت مر تابعان را بطریق تبعیت و وراثت بعد از بعثت خاتم الرسل علیہ و علی جمیع الانبیاء والرسل الصلوٰۃ والتحیات منافی خاتمیت او نیست۔ علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام۔ فلا تکن من الممترین۔

بداں۔ اسعدک اللہ تعالیٰ۔ راہ ہائے کہ بکمالات نبوت موصلند دو است۔ راہے است کہ مربوط بطے کمالات منفصلہ مقام ولایت است و منوط است بحصول تجلیات ظلیہ معارف سکریہ کہ مناسب مرتب ولایت است بعد از طے ایں کمالات و حصول ایں تجلیات قدم در کمالات نبوت نہادہ می آید۔ دریں مقام وصول باصل است و التفات بظلیت ذنب۔ و راہ دیگر آنست کہ بی توسط حصول ایں کمالات ولایت وصول بکمالات نبوت میسر میگردد۔

واین راہ دوم شاہ راہ است واقرب بوصول وہر کہ بکمالات نبوت فصل ۸
رسیدہ است الا ما شاء اللہ تعالی بایں راہ رفتہ است۔ از
انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام واز اصحاب کرام ایشاں
بہ تبعیت و وراثت ایشاں علیہم وعلی اصحابہ الصلوٰۃ و
السلام والتحیہ وراہ اول دور و دراز است ومتعسر الحصول و
متعذر الوصول۔

جمعے از اولیا در مقام ولایت کہ بشرف نزول مشرف گشتہ اند
کمالاتیکہ بمقام نزول تعلق داشتہ کمالات نبوت خیال کردہ اند ورو
بخلق راکہ مناسب مقام دعوت است از خصائص مقام نبوت انگاشتہ
نہ ایں چنین است بلکہ ایں نزول (ولایت) دررنگ عروج آں
ہر دو از ولایت اند۔ عروج ونزول دیگر است فوق مقام ولایت
کہ بہ نبوت تعلق دارد وایں توجہ بخلق (بحالت ولایت) غیر آں توجہ
بخلق است کہ بہ نبوت مناسب است وایں دعوت غیر آں دعوت
است کہ از کمالات نبوت شمردہ اند۔

باید دانست کہ بعد از وصول براہ دوم ہر چند کمالات مفصلہ مقام

فصل ۵ ولایت بحصول نبوت پیوسته است امّا زبده و خلاصهٔ ولایت بوجه آتم میسر
گشته است - توان گفت که اہل ولایت از کمالات ولایت بپوست
بپوست آورده اند و این واصل مغز آن را حاصل کرده - آری بعضی
از علوم سکریه و ظهورات ظلیه که ارباب ولایت را حاصل شده است
آن واصل از آن علوم و ظهورات قلیل النصیب است - این معنی موجب
مزیت نیست - بلکه آن واصل را ازین علوم و ظهورات ننگ و ناموس
است - جای آن دارد که آن را ذنب و سوء ادب داند - بلی واصل
اصل از ظلال آن اصل گریزان و مستغفر است - گرفتاری بظل تا زمان
عدم وصول باصل - آن ظل بعد از وصول باصل ظل بی حاصل
است و توجه بظل سوء ادب -

ای فرزند حصول کمالات نبوت مربوط بموهبت محض است
و منوط بکرمست صرف - کسب و تعمل را در حصول این دولت عظمی
هیچ مدخلی نیست - کدام عمل و کسب است که نتیجه این دولت عظمی باشد
و کدام ریاضت و مجاهده است که ثمره این نعمت اسنی بود - بخلاف
کمالات ولایت که مبادی و مقدمات آن کسبی است و حصول آن مربوط

بریاضت و مجاہدہ است ہرچند بودہ است کہ بعضے را بے کوشش کسب و عمل نیز فضل
بایں دولت مشرف سازند۔ و فنا و بقا کہ ولایت عبارت ازاں است نیز
موہبت است کہ بعد از کسب مقامات بفضل و کرم ہر کرا خواہند بدولت
فنا و بقا مشرف سازند۔

باید دانست کہ حصول ایں موہبت در حق انبیا علیہم الصلوٰۃ و
التسلیمات بے توسط است و در حق اصحاب انبیا علیہم الصلوات
و التحیات کہ بہ تبعیت و وراثت بایں دولت مشرف گشتہ اند بتوسط
انبیا است علیہم الصلوٰۃ والبرکات بعد از انبیا و اصحاب
ایشاں علیہم الصلوٰۃ و التسلیمات کم کسے بایں دولت مشرف
گشتہ است۔ ہر چند جائز است کہ دیگراں را نیز بہ تبعیت و وراثت بایں
دولت مشرف سازند ؎

فیض روح القدس ار باز کرم فرماید
دیگراں ہم بکنند آنچہ مسیحا میکرد

انگارم کہ ایں دولت در کبار تابعین نیز پرتوے انداختہ است
و در اکابر تبع تابعین نیز سایہ افگندہ۔ بعد ازاں رو باستتار آوردہ تا آنکہ
نوبت بالف ثانی از بعثت آں سرور علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ و التسلیمات

مفصل رسیدہ۔ دریں وقت نیز آں دولت تبعیت ووراثت بر منصۂ ظہور آمدہ و

آخر را باول مشابہ ساختہ۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔

مکتوب ۲۳ جلد اول۔ ہر مقامے را علوم ومعارف دیگر است

واحوال ومواجید دیگر در مقامے مناسب ذکر وتوجہ است ودر مقام دیگر

تلاوت ونماز است۔ مقامے مخصوص بہ جذبہ است ومقامے بسلوک

ومقامے باین ہر دو دولت ممتزج است۔ ومقامے است کہ از ہر دو، حیثیت

جذبہ وسلوک جدا است نہ جذبہ را باو مساسے ونہ سلوک را باآں تعلقے۔

این مقام بس شگرف است۔ اصحاب آں سرور علیہ وعلی الہ

وعلیہم من الصلوٰۃ وافضلہا من التسلیمات اکملہا۔

باین مقام ممتاز اند۔ وباین دولت عظمیٰ مشرف۔

صاحب این مقام را امتیاز تمام است از ارباب مقامات دیگر

ومشابہتے بایکدیگر کمتر دارند بخلاف ارباب مقامات دیگر کہ بایک دیگر

مشابہتے دارند۔ ولو بوجہ دون وجہ۔ این نسبت از گزشت فنت

اصحاب کرام در حضرت مہدی علیہ السلام بر وجہ اتم ظہور خواہد یافت

انشاء اللہ تعالیٰ۔ از مشائخ طبقات رحمہم اللہ سبحانہ کم کسی

ازیں مقام جزدادہ است فکیت کہ از علوم و معارف آں سخن کردہ باشد۔ فضل ۃ

ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم

اصحاب کرام را ایں نسبت عزیز الوجود دراول قدم بظہور می آمدہ

و بمرور بکمال میرسید۔ و دیگرے را اگر بایں دولت مشرف می سازند و بر قدم نسبت

اصحاب تربیت و ہند بعد از قطع منازل جذبہ و سلوک و طی علوم و معارف

آنہا بایں دولت عظمی مستعد خواہد گشت۔ در ابتدا ظہور ایں نسبت

مخصوص ببرکت صحبت سید البشر است علیہ و علی الہ الصلوات

والتحیات اما تواند بود کہ از متابعان او نیز کسے را بایں برکت مشرف

سازند تا صحبت او نیز در ابتدا سبب ظہور ایں نسبت علیہ گردد ؎

فیض روح القدس ار باز کرم فرماید دیگراں ہم بکنند آنچہ مسیحا میکرد

مکتوب ۲۵۱ جلد اول۔ بگوش ہوش استماع فرمایند کہ حضرت صدیق و

حضرت فاروق رضی اللہ تعالی عنہما با وجود حصول کمالات محمدی و وصول مدرجات ولایت

مصطفوی علیہ و علی الہ الصلوۃ والسلام۔ درمیان انبیاء را تقدم

درطرف ولایت مناسبت بحضرت ابراہیم صلواۃ اللہ تعالی و تسلیماتہ

علی نبینا و علیہ دارند۔ و درطرف دعوت کہ مناسب بمقام نبوت است

نصل مناسبت بحضرت موسیٰ دارند صلوات اللہ سبحانہ و تعالیٰ
و تسلیماتہ علیٰ نبینا و علیہ و حضرت ذی النورین در ہر دو طرف
مناسبت بحضرت نوح دارند صلوات اللہ سبحانہ و تعالیٰ و تسلیماتہ
علی نبینا و علیہ و حضرت امیر در ہر دو طرف مناسبت بحضرت عیسیٰ
دارند صلوات اللہ سبحانہ و تعالیٰ علیٰ نبینا و علیہ و چوں
حضرت عیسیٰ روح اللہ است و کلمۂ او۔ لاجرم طرف ولایت در ایشاں
غالب است از جانب نبوت۔ و در حضرت امیر نیز بواسطہ آں مناسبت
طرف ولایت غالب است۔

و مبادی تعینات خلفاء اربع صفت العلم است علیٰ اختلاف
الجہات اجمالاً و تفصیلاً۔ و آں صفت باعتبار اجمال رب محمد است
و باعتبار تفصیل رب حضرت خلیل و باعتبار برزخیت اجمال و تفصیل
رب حضرت نوح۔ چنانکہ رب حضرت موسیٰ صفت الکلام است
و رب حضرت عیسیٰ صفت القدرت و رب حضرت آدم صفت
التکوین بر سر اصل سخن رویم حضرت صدیق رضی و حضرت فاروق رضی حامل
بار نبوت محمدی اند علیٰ اختلاف المراتب۔ و حضرت امیر بواسطہ مناسبت

حضرت عیسیٰ علیہ السلام جانب ولایت حامل بار ولایت محمدی اند۔ و حضرت ذی النورین باعتبار بر زخیت حمل بار ہر دو طرف فرمودہ اند۔ و تواند بود کہ باین اعتبار نیز ایشان را ذی النورین گویند۔ و چون حضرات شیخین حمل بار نبوت فرمودہ اند مناسبت بحضرت موسیٰ بیشتر دارند۔ چہ مقام دعوت کہ ناشی از مرتبہ نبوت است درمیان سائر انبیا بعد از پیغمبر ما در ایشان اتم و اکمل است۔

بدانند کہ ولایت موسوی جانب یمین ولایت محمدی واقع شدہ است و ولایت عیسوی جانب یسار آن ولایت۔ و چون حضرت امیر حامل بار ولایت محمدی بودہ اند اکثر سلاسل اولیا بایشان منتسب گشت و کمالات حضرت امیر بیش از کمالات حضرات شیخین بر اکثر اولیاء عزلت کہ با کمالات ولایت مخصوص اند ظاہر شد۔ اگر نہ اجماع اہل سنت بر افضلیت شیخین بودے کشف اکثر اولیاء عزلت با فضلیت حضرت امیر حکم کردے۔ زیرا کہ کمالات حضرات شیخین شبیہ بکمالات انبیا است علیہم الصلوات و التسلیمات۔ و دست ارباب ولایت کوتاہ از آن کمالات کوتاہ است و کشف ارباب کشوف بواسطہ علو درجات

وصل آنہا در راہ کمالات ولایت در جنب آن کمالات کالمطروح فی الطریق اند

کمالات ولایت زینہ ہا اند از برائے عروج بر کمالات نبوت پس
مقدمات را از مقاصد چہ خبر بود و مبادی را از مطالب چہ شعور ۔ امروز
این سخن بواسطۂ بعد عہد نبوت اکثرے گرانست و از قبول دور لیکن
چہ توان کرد ؎

در پس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند ۔ ہر چہ استاد ازل گفت ہمان میگویم

مکتوب ۱۰۷ جلد اول ۔ ظہور خوارق نہ از ارکان ولایت است و نہ
از شرائط آن ۔ بخلاف معجزہ مر نبی را علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ از شرائط
مقام نبوت است لیکن ظہور خوارق از اولیاء اللہ شائع و ذائع است
کم است کہ تخلف کند ۔ اما کثرت ظہور خوارق بر افضلیت دلالت نہ دارد
تفاضل آنجا باعتبار درجات قرب الٰہی است ۔ جل سلطانہ
تواند بود کہ از وے اقرب ظہور خوارق اقل باشد و از ان بعد اکثر خوارقے
کہ از بعضے اولیاء این امت بظہور آمدہ از اصحاب کرام رضوان
اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین عشر عشیر آن بظہور نیامدہ با آنکہ فضل
اولیا بمرتبہ ادنائے صحابی نرسد ۔ نظر بر ظہور خوارق از کوتہ نظریست

مکتوب ٢١٦ جلد اول — مخدوما چوں بحث ولایت در بیان فضل
است و نظر عوام بر ظہور خوارق است - ازیں مقولہ سخنے چند مذکور
میسازد - استماع خواہند فرمود - ولایت عبارت از فنا و بقاست
کہ خوارق و کشوف از لوازم آنست قلت او کثرت - لیکن نہ ہر کہ خوارق
بیشتر دارد - ولایت او اتم و اکمل بود بلکہ بسیاست کہ خوارق کمتر ظاہر
شود و ولایت اکمل بود - مدار کثرت ظہور خوارق بر دو چیز است - در وقت
عروج بلند تر رفتن و در وقت نزول کمتر فرود آمدن - بلکہ اصل عظیم
در ظہور کثرت خوارق قلت نزول است جانب عروج بہر کیف
کہ باشد - زیرا کہ صاحب نزول بعالم اسباب فرود می آید و وجود
اشیا را مربوط باسباب می یابد - وفعل مسبب الاسباب را در پس پردہ
اسباب می بیند و آنکہ نزول نکردہ است یا نزول کردہ باسباب
نرسیدہ و نظر او بر فعل مسبب الاسباب است و بس - زیرا کہ اسباب
بتمام از نظر او مرتفع گشتہ است لاجرم حق سبحانہ و تعالیٰ بمقتضائے
ظن ہر کدام با ہر کدام علیحدہ معاملہ می فرماید - کار اسباب بیں را باسباب
مے اندازد و آنکہ اسباب را نمی بیند کار او بے توسط اسباب مہیا می سازد

فصل و حدیث قدسی انا عند ظن عبدی بی شاہد این معنی است ـ

تا مدتہا بخاطر مخلید کہ وجہ چیست کہ اولیاء اکمل این است بسیار
گزشتہ اند ـ اما آن قدر خوارق کہ از حضرت سید محی الدین جیلانی
قدس سرہ ظاہر گشتہ است از ہیچ کدام آنہا ظہور نیافتہ ـ آخر الامر حضرت
حق سبحانہ سر این معما ظاہر ساخت و معلوم فرمود کہ عروج ایشان از اکثر
اولیاء بلند تر واقع شدہ است و در جانب نزول تا مقام روح فرود آمدہ
اند ـ کہ از عالم اسباب بلند تر است ـ مناسب این مقام حکایت
خواجہ حسن بصری و حبیب عجمی است قدس سرہما ـ منقول است کہ روزی
خواجہ حسن بصری بر لب دریا ایستادہ بود و انتظار کشتی میبرد کہ از آب
بگذرد ـ درین اثنا حبیب عجمی رسید پرسید کہ چرا استادہ است گفت
انتظار کشتی میبرم ـ حبیب گفت چہ احتیاج کشتی ہست شما یقین ندارید
خواجہ حسن بصری گفت تو علم نداری ـ حبیب بے اعانت کشتی از آب
گزشتہ رفت ـ و خواجہ در انتظار کشتی استادہ ماند ـ حسن بصری چون بعالم
اسباب فرود آمدہ بود با و بتوسط اسباب معاملہ میفرمودند و حبیب عجمی
چون اسباب را درست از نظر انداختہ بود بے توسط اسباب با وزندگانی

فصل

میکند - اما فضل حق را است که صاحب علم است و عین الیقین را بعلم
الیقین جمع ساخته است و اشیا را چنانکه هست دانسته - چه نفس الامر
قدرت را در پس حکمت مستور ساخته از وجیبه عجزی صاحب شکر است
بیقین بفاعل حقیقی دارد بجهت آنکه اسباب را مداخلت بود این دید مطابق
نفس امر نیست زیرا که توسط اسباب بحسب واقع کائی است -

اما معامله تکمیل و ارشاد برعکس معامله ظهور خوارق است زیرا که
در مقام ارشاد هر چند نازل تر کامل تر که در ارشاد حصول مناسبت درمیان
مرشد و مسترشد درکار است که منوط به نزول است و پیدا است که اغلب
آنست که هر چند بالاتر رود پایان تر فرود آید - لهذا حضرت رسالت
خاتمیت علیه و علی آله الصلوة والسلام والتحیة از همه بالا
تر رفت و در وقت نزول از همه پایان تر فرود آمد[1] - ازینجا است که دعوت

---

[1] ثم دنا فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی ۵ فاوحی الی
عبده ما اوحی - از نهایت عروج خبری دهد - و مع ذلک تاکید اعلان کرده می
شود قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی - اتیان لفظ مثلکم از برای
تاکید بشریت است و او از نزول تام خبری دهد - تا مناسبت کسب

فیض او اتم گشت و بکافۂ انام مرسل شد۔ چہ بواسطۂ نہایت نزول مناسبت بہمہ پیدا کردہ و راہ افادہ تمام تر گشتہ۔

و بسیار است کہ از متوسطان این راہ آں قدر افادہ طالبان بوقوع آید کہ از منتہیان غیر مرجوع بسیر نشود زیرا کہ متوسطان بیشتر

افادہ و استفادہ است بیشتر پیدا شود بخلاف کہ جانب بشریت در ایشاں بمقابل ملکیت غالب است۔

اوہر مخلوق میں شامل اُدہر اللہ سے واصل خواص اس برزخ کبریٰ میں ہے حرف مشدد کا

پس لاجرم خاتم النبیین آمدکہ عروج و نزول بحد ختم رسید۔

وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین۔ و رحمتی وسعت کل شئی ہمچنین تلقین دعا۔ قل رب زدنی علما۔ و تصریح علم و فوق کل ذی علم علیم۔ واللہ واسع علیم و نیز بتصدیق بیعتہ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم۔ از علو مرتبت آں حضرت سرور عالم خبر میدہد۔ علیہ و علیٰ الہ الصلوٰۃ والسلام فلا تکن من الممترین۔

(للمولف)

مناسبت دارند به مبتدیان از منتہیان غیر مرجوع - از ینجاست که

شیخ الاسلام ہروی قدس سرہ گفتہ کہ اگر خرقانی و محمد قصاب بجاے
بودندے من شمارا بوے فرستادمی نہ بخرقانی کہ وے شمارا سودمند
تر بود از خرقانی یعنی خرقانی منتہی بود مرید از وے بہرہ کمتر یافتے
یعنی منتہی غیر مرجوع نہ منتہی مطلقاً کہ عدم افادہ تام در حق او غیر
واقع است - زیرا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ والہ
وسلم - منتہی تر بود از ہمہ و حال آنکہ افادہ او از ہمہ زیادہ تر بود - پس
مدار زیادتی افادہ و کمتر آں بر رجوع و ہبوط آمد نہ بر انتہا و عدم انتہا

اینجا دقیقہ ایست - باید دانست کہ ہمچنانکہ در حصول نفس
ولایت مرادی را علم بولایت خود شرط نیست چنانکہ مشہور است
علم بوجود خوارق خود ہم شرط نیست - بلکہ بسا است کہ مردم از وے
خوارق نقل کنند و او ازاں خوارق اصلا اطلاع ندارد - و اولیاے
کہ صاحب علم و کشف اند جائز ہست کہ بر بعضے از خوارق خود اطلاع
پیدا کنند - بلکہ صور مثالیہ ایشاں را در امکنہ متعددہ ظاہر سازند - و در مسافات
بعیدہ کارہاے عجیبہ و غریبہ ازاں صور بظہور آرند کہ صاحب آں صور را

خلق از آنجا اصلا اطلاعے نیست ع

از ما و شما بہانہ بر ساختہ اند

حضرت مخدومی قبلہ گاہی قدس سرہ میفرمودند کہ عزیزے میگفت عجب کاروبار است مردم از اطراف و جوانب می آیند بعضے میگویند کہ ترا در مکہ معظمہ دیدہ ایم و در موسم حج حاضر بودہ اید و باتفاق حج کردہ ایم و بعضے دیگر میگویند کہ ترا در بغداد دیدہ بودیم و اظہار آشنائی مینمایند و من ہرگز از خانہ خود نہ برآمدہ ام و ہرگز این قسم مردم را ندیدہ ام۔ چہ تہمتے است کہ بر من میکنند واللہ سبحانہ اعلم بحقائق الامور کلہا۔

مکتوب ۱۴۳ جلد اول۔ معلوم اخوی اعزی باد کہ شریعت را صورتے است و حقیقتے صورتش آنست کہ علماء ظواہر بیان آن متکفل اند و حقیقتش آنکہ۔ صوفیہ علیہم الرضوان ممتاز اند بآن نہایت عروج صورت شریعت تا نہایت سلسلہ ممکنات است بعد از آن اگر در مراتب وجوب سیر واقع شود صورت با حقیقت ممتزج خواہد بود۔ و این معاملہ امتزاج نیز تا عروج بشان علم است کہ مبدأ تعین سید البشر است علیہ وعلی آلہ الصلوات والتسلیمات بعد از آن اگر ترقی واقع شود صورت و حقیقت ہر دو وداع خواہند نمود

و معاملۂ عارف بشان الحیوۃ خواہد افتاد - ایں شان عظیم الشان را با عالم ہیچ مناسبتے نیست - از شیونات حقیقۃ است کہ گرد اضافت بآن نرسیدہ است تا تعلقے بعالم پیدا کند - و ایں شان دروازۂ مقصود است و مقدمۂ مطلوب - دریں موطن عارف خود را از دائرۂ شریعت بیروں می یابد - اماں چوں محفوظ است و حقیقۃ از دقائق شریعت فرو نمی گذارد - جماعۂ کہ بایں دولت عظمی مشرف شدہ اند اقل قلیل اند - اگر عدد آں را بیان کند شاید کہ اقل قلیل قبول کنند - و جمعے کثیر از صوفیہ اند کہ بظلال ایں مقام عالی رسیدہ اند (چہ ہر مقام عالی را در سافل ظلے است از ظلال آں) - انگاشتہ اند کہ قدم از دائرہ شریعت بیروں نہادہ اند و پوست را گذاشتہ بمغز رسیدہ - ایں مقام از مزلت اقدام صوفیہ است - جمع از ناقصان ازیں راہ بالحاد و زندقہ رسیدہ اند و سر از ربقۂ شریعت غرا برآوردہ - ضلوا فاضلوا - و جمع از کاملاں کہ ہر چہ از درجات ولایت مشرف شدہ اند و ایں معرفت را در ظلے از ظلال آں مقام عالی حاصل نمودہ ہر چند اصل آں مقام نرسیدہ اند اما محفوظ اند دادسے از آداب شریعت را فرو گذاشت تجویز نمی نمایند ہر چند سر ایں معرفت را نمیدانند و حقیقت

فصل معاملہ رانمی فہمند و چوں برایں فقیر بعنایت اللہ سبحانہ و صدقۃ حبیبہ علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام سر ایں معما منکشف شدہ است و حقیقت کار کما ینبغی بوضوح پیوستہ۔ شمہ ازاں ماجرا در معرض بیان می آرد۔ بحیثیکہ ناقصاں را براہ آرد۔ و کاملاں را حقیقت معاملہ وانماید۔ باید دانست کہ تکلیفات شرعیہ مخصوص بقالب اند و بقلب چہ تزکیۂ نفس متفرع بر اینہاست۔ و آنچہ از لطائف قدم از دائرہ شریعت بیروں می نہد ماسوے اینہاست پس آنچہ بشریعت مکلف است۔ ہمیشہ مکلف است و آنچہ مکلف نیست ہرگز مکلف نبودہ غایت ما فی الباب۔ پیش از سلوک لطائف بایکدیگر ممتزج بودند و از قلب جدائی نداشتند۔ چوں سیر و سلوک ہر کدام را از دیگر جدا ساخت و بمقر اصلی خود رسانید معلوم شد کہ مکلف کہ بود و غیرہ مکلف کدام۔ اگر گویند کہ اگرچہ تکلیفات صورت شریعت مخصوص بقلب و قالب است اما حقیقت شریعت را وراء قلب نیز گنجایش است۔ پس قدم از مطلق شریعت بیروں ماندن بچہ معنے باشد۔ گویم حقیقت شریعت نیز از روح و سر می گذرد و بخفی و اخفی نمیرسد و قدم بیروں ماندگان فی الحقیقت ہمیں

فصل ۸ خفی واخفی اند- واللہ سبحانہ اعلم بحقیقۃ الحال ثبتنا اللہ سبحانہٗ وجمیع المسلمین علیٰ متابعۃ سید المرسلین علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات اتمہا واکملہا

مکتوب ۵۰ جلد دوم - باید دانست کہ فرق درمیان صورت شریعت وحقیقت شریعت ازراہ نفس آمدہ بود کہ در صورت نفس امارہ طغیان داشت وبر انکار خود بودہ - ودر حقیقت نفس مطمئنہ گشتہ است ومسلمان شدہ -

وچوں بفضل اللہ سبحانہٗ نفس در مقام اطمینان آمد ومنقاد حکم الٰہی جل شانہٗ گشت - اسلام حقیقی میسر شد وحقیقت ایمان صورت گرفت - بعد ازاں ہرچہ بعمل خواہد درآمد از حقیقت شریعت خواہد بود اگر نماز ادا یافت حقیقت نماز خواہد بود - اگر صوم است حقیقت صوم است واگر حج است حقیقت حج است - علیٰ ہذا القیاس اتیان سائر الاحکام الشرعیہ - پس طریقت وحقیقت درمیان صورت شریعت وحقیقت شریعت متوسط گشت - تا بولایت خاصہ مشرف نشود از اسلام مجازی باسلام حقیقی نرسد وچوں بمحض فضل خداوندی جل سلطانہٗ بحقیقت

وصل ۸ شریعت متحلی گشت و اسلام حقیقی میسر شد مستعد آن گشت که از کمالات
نبوت بہ تبعیت و وراثت انبیا علیہم الصلوات والتسلیمات
بہرہ تام یابد و نصیب وافر گیرد۔

پس شریعت ہمہ وقت و ہمہ حال درکار است و باتیان احکام
آں ہمہ کس محتاج۔ و چوں بعنایت خداوندی جل شانہ معاملہ ازیں
موطن نیز بالارود کار از تفصیل بجمعیت آید مقامے پیش خواہد آمد بس
عالی کہ بالاصالتہ مخصوص بخاتم الرسل است علیہ وعلیہم وعلے
آل کل الصلواۃ والتسلیمات والتحیات والبرکات
و بہ تبعیت و وراثت تا کرا بایں دولت مشرف سازند۔

مکتوب ۵۷ جلد دوم ۔ شنیدہ باشند کہ در خبر آمدہ است فردائے
قیامت سیاہی علما را باخون شہداء فی سبیل اللہ وزن کنند۔ و پلۂ آن سیاہی
بر پلۂ آن خون راجح آید..... ازینجا فضل داعیان مبلغان این
است را باید دریافت۔ ہر چند در دعوت و تبلیغ درجات است و داعیان
و مبلغان و در درجات متفاوت اند۔ علماء بہ تبلیغ ظاہر مخصوص اند۔ و صوفیہ
بہ باطن اہتمام دارند و آنکہ عالم صوفی (صدیق) است کبریت احمر است
(ختم مکتوب)

۵- از درون شو آشنا و از بروں بیگانہ وش   این چنین زیبا روش کم می بود اندر جہاں از ینجا شمہ از عظمت حقیقت معاشرت حضرت رسالت خاتمیت علیہ الصلوٰۃ والتحیات میتواں فہمید حیات سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام برائے عالم اسوہ حسنہ است و تقلید او برائے تکمیل لازم۔ قل ان کنتم تحبون اللّٰہ - فاتبعونی یحببکم اللّٰہ این تقلید تامہ است کہ باعث تفوق برامت گشت در حق صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ (المولف) فصل ۵

مکتوب ۵۶ جلد دوم - معاملہ درویش بعنایۃ اللّٰہ سبحانہٗ و بصدقۃ حبیبہ علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام تا بجائے بیر کہ سیئات دیگراں حسنات او میگردد۔ و رذایل ایشاں حمیدہ او میشود۔ مثلاً ایاد سمعہ کہ از سیآت است و از رذائل اوصاف در حق او حسن پیدا میکنند و حکم حمد و شکر میگیرد۔ زیرا کہ آں درویش جمیع اقسام عظمت و کبریائی را از خود مسلوب ساختہ بجناب قدس خداوندی جل سلطانہ منسوب داشتہ است۔ و جمیع انواع حسن و جمال و خیر و کمال را از خود دور داشتہ، با وتعالیٰ مخصوص گردانیدہ است۔ خود را غیر از شر و نقص

فصل ۹ ہیچ نمی یابد و در خود غیر از ذل و افتقار و انکسار ہیچ نمی بیند۔ اگر فرضاً فردے
از افراد عظمت و کبریائی بظاہر متوجہ او شود او را زینہ خواہد یافت کہ از راہ
او بفوق خواہد گزشت و بجنابے کہ شایان عظمت و کبریائی است خواہد
رسید۔ و ہمچنین است حال حسن و جمال خیر و کمال کہ بیش از زینہ
بودن از ینہا نصیب او نیست امانات با اہل امانات راجع است پس
در صورت ریا و سمعہ مقصود او اشتہار و افتخار و رفعت و عظمت
او نیست بلکہ اظہار نعمت حق است سبحانہ، و اعلام احسان او ست تعالیٰ
کہ نسبت با وبوقوع آمدہ است۔ پس ریا و سمعہ عین حمد و شکر حق باشد
تعالیٰ و تقدس۔ کہ از رذالت بحمدت آمدہ است وعلیٰ ہذا القیاس سائر صفات
اولئک یبدل اللّٰہ سیئاتھم حسنات وکان اللّٰہ غفوراً رحیما۔
مکتوب ۲۵۶ جلد اول - پرسیدہ بودند کہ مراد از ایمان کہ در حدیث لو ان وزن
ایمان ابی بکر مع ایمان امتی لرجح - واقع شدہ است چیست -
و سبب رجحان کدام ست۔ بدانند کہ رجحان ایمان بواسطہ رجحان مومن بہ است
و چون متعلق ایمان حضرت صدیق فوق متعلقات ایمان امت است
ہر آئینہ راجح باشد۔ مخدوما در عروجات معاملہ تا بجائے میرسد کہ اگر یک نقطہ

بالا تر رود کمالیکہ بسبب عروج آں نقطہ حاصل شدہ است - از جمیع کمالات فضل ما تقدم افزون تر بود - زیرا کہ آں نقطہ از جمیع انچہ ما تحت اوست افزوں تر است و ہمچنیں است حال آں نقطہ کہ فوق آں نقطہ ما تقدم است چہ نقطہ ما تقدم با انچہ در تحت اوست - در جنب نقطہ فوق حقیر و نقیر است علیٰ ہذا القیاس - پس ہر کہ متعلق ایمان او کمال فوق بود ہر آئینہ راجح خواہد بود - از جمیع انچہ ما تحت او بود - ازینجا گفتہ اند کہ معاملہ عارف بجائے رسید کہ در طرفۃ العین کسب جمیع کمالات ما تقدم مینماید - و باندازہ تحقیق فقیر در یک لمحہ تحصیل زیادہ از جمیع کمالات ما تقدم میفرماید -

---

مکتوب ۲۱ جلد اول

و ولایت را درجات اند - بعضہا فوق بعض زیرا کہ بر قدم ہر نبی ولایت است مخصوص بآں - و اقصاے درجات آں ہماں درجہ ایست کہ بر قدم پیغمبر ما است - علیہ و علی جمیع اخوانہ من الصلوات اتمہا و من التحیات

فصل ش ایشہا۔ زیراکہ تجلی ذاتی کہ دراں اسمار وصفات وشئیون واعتبارات را اعتبارے نیست نہ بایجاب و نہ بسلب مخصوص است بولایت آں سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات والتحیات ودریں مقام خرق جمیع حجب وجودیہ واعتباریہ علماً وعیناً متحقق میشود۔ پس دریں وقت وصل عریاں حاصل میگردد ووجد حقیقی متحقق میشود نہ ظلی و تخمینی۔ وازیں مقام عزیز الوجود نصیب کامل وحظ اوفر حاصل است مر کمل تابعان آں سرور را علیہ الصلوٰۃ والسلام والتحیہ

مکاشفہ
از دعوت ومرتبت خاتم النبیین علیہ الصلوات والتحیات حق جل شانہٗ چناں خبر میدہد یا ایہا النبی انا ارسلنک شاھداً ومبشراً ونذیراً وداعیاً الی اللہ باذنہ وسراجاً منیراہ وبشر المومنین بان لہم من اللہ فضلاً کبیراً خلاصہ آیت وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحبہ وسلم اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

تمت

ضمیمہ اوّل

انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام صدیقین و اکابر دین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور بعض کتب حقائق جو اس تالیف میں مذکور ہیں -

(۱) خاتم النبیین رحمۃ للعالمین محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم -

(۲ - ۸) ابراہیم خلیل - موسیٰ - عیسیٰ - نوح - یعقوب - خضر - داؤد صلواۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین -

(۹ - ۱۲) خلفاء راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

(۱۳ - ۱۵) امام حسن امام حسین و امام زین العابدین علیہم السلام

(۱۶ - ۱۸) ابوہریرہ - انس و اویس قرنی - رضی اللہ تعالیٰ عنہم

(۱۹) غوث الاعظم سید عبدالقادر محی الدین جیلانی قدس اللہ سرہ

(۲۰) خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس اللہ سرہ

(۲۱) سید الطائفہ جنید بغدادی قدس اللہ سرہ

(۲۲) ابو یزید بسطامی قدس اللہ سرہ

(۲۳) ابوبکر شبلی قدس اللہ سرہ

(۲۴) سید محی الدین ابن العربی قدس اللہ سرہ

(۲۵) شیخ شہاب الدین سہروردی قدس اللہ سرہ

(۲۶) خواجہ حسن بصری قدس اللہ سرہ

(۲۷) حبیب عجمی قدس اللہ سرہ

(۲۸) امام غزالی قدس اللہ سرہ

(۲۹) امام رازی قدس اللہ سرہ

(۳۰) مولانا محمد جلال الدین رومی قدس اللہ سرہ

(۳۱) خواجہ شمس تبریز قدس اللہ سرہ

(۳۲) شیخ فرید الدین عطار قدس اللہ سرہ

(۳۳) شیخ عبد الرزاق قادری قدس اللہ سرہ

(۳۴) شیخ عبد الکریم جیلی قدس اللہ سرہ

(۳۵) شیخ حسام الدین علی متقی قدس اللہ سرہ

(۳۶) شیخ ابراہیم کردی قدس اللہ سرہ

(۳۷) شیخ عبدالرزاق کاشی قدس اللہ سرہ

(۳۸) شیخ صدرالدین قونوی قدس اللہ سرہ

(۳۹) خواجہ حافظ شیرازی قدس اللہ سرہ

(۴۰) مولانا جامی قدس اللہ سرہ

(۴۱) شیخ سعدی قدس اللہ سرہ

(۴۲) شیخ نظامی گنجوی قدس اللہ سرہ

(۴۳) امام قشیری قدس اللہ سرہ

(۴۴) شیخ قطب الدین المین قدس اللہ سرہ

(۴۵) ابو طالب مکی قدس اللہ سرہ

(۴۶) سید جعفر مکی قدس اللہ سرہ

(۴۷) خواجہ بہاؤ الدین آملی قدس اللہ سرہ

(۴۸) نجم الدین محمود شبستری قدس اللہ سرہ

(۴۹) امام عارف شعرانی قدس اللہ سرہ

(۵۰) شیبان راعی قدس اللہ سرہ

(۵۱) خواجہ عبید اللہ احرار قدس اللہ سرہ

(۵۲) خواجہ معین الدین چشتی قدس اللہ سرہ

(۵۳) خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس اللہ سرہ

(۵۴) خواجہ محمد باقی باللہ قدس اللہ سرہ

(۵۵) امام ربانی مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہ

(۵۶) خواجہ فرید الدین شکر گنج قدس اللہ سرہ

(۵۷) شاہ بوعلی قلندر قدس اللہ سرہ

(۵۸) سید گیسو دراز چشتی قدس اللہ سرہ

(۵۹) مولانا عبد الغفور لاری قدس اللہ سرہ

(۶۰) مرزا جان جاناں شہید مجددی قدس اللہ سرہ

(۶۱) شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس اللہ سرہ

(۶۲) شاہ عبد الرحیم قدس اللہ سرہ

(۶۳) شاہ ولی اللہ قدس اللہ سرہ

(۶۴) شاہ عبد العزیز قدس اللہ سرہ

(۶۵) قاضی ثناء اللہ پانی پتی قدس اللہ سرہ

ضمیمہ اول

(۶۶) حاجی امداد اللہ قدس اللہ سرہ

(۶۷) مولوی محمد قاسم قدس اللہ سرہ

(۶۸) مولوی محمد حسن قدس اللہ سرہ

(۶۹) مولوی رشید احمد قدس اللہ سرہ

(۷۰) مولوی محمد یعقوب قدس اللہ سرہ

(۷۱) مولوی وکیل احمد مجددی قدس اللہ سرہ

کتب حقائق

قرآن کریم تنزیل من رب العلمین

۱ - صحاح ستہ (بخاری ومسلم وغیرہ)

۲ - فتوح الغیب

۳ - فصوص الحکم

۴ - فتوحات مکیہ

۵ - احیاء العلوم

۶ - مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہ

۷ - رسالۂ قدسیہ

۸ - قول الجمیل

۹ - ہدیہ مجددیہ

۱۰ - طبقات الکبریٰ

۱۱ - مختارات الصوفیہ

۱۲ - کلمات طیبات

۱۳ - قوت القلوب

۱۴ - نفحات الانس

۱۵ - عوارف المعارف

۱۶ - ملفوظات خواجہ معین الدین چشتی قدس اللہ سرہ

۱۷ - فوائد السالکین

۱۸ - کتاب المکاتیب

۱۹ - مکتوبات المعارف

۲۰ - انفاس رحیمیہ ۲۱ - فتاویٰ عزیزیہ

ان کے علاوہ اکثر اکابر کا منظوم کلام بھی درج ہے۔

ضمیمہ دوم

منجملہ بہت سی مستند کتابوں کے جن میں مقامات توحید اور حقائق متعلقہ واضح اور منشرح ہیں چند بغرض سہولت تحقیق درج ذیل ہیں اس سلسلہ کی بعض کتابیں جن کے اقتباسات داخل کتاب ہیں ضمیمہ اول کے تحت میں درج ہو چکی ہیں۔ اسلامی ادب میں حقائق کا اک بحر بے پایاں موجزن ہے۔ سبحان اللہ و بحمدہٖ

۱۔ لطائف الاشارات از امام ابو القاسم القشیری رحمۃ اللہ علیہ

۲۔ تقریرات از " "

۳۔ الرسالۃ القشیریہ از " "

۴۔ تفسیر قشیری از " "

۵۔ اصول کبیر از امام ابو الحسن الاشعری رحمۃ اللہ علیہ

۶۔ قوت القلوب از ابو طالب المکی رحمۃ اللہ علیہ

۷۔ کتاب التجرید فی التوحید از امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ

۸۔ رسالۃ التوحید	از	امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ	
۹۔ مشکاۃ الانوار	از	//	//
۱۰۔ اربعین	از	//	//
۱۱۔ الرسالۃ اللدنیہ	از	//	//
۱۲۔ میزان العمل	از	//	//
۱۳۔ الکشف والتبیین فی غرور الخلق اجمعین	از	//	//
۱۴۔ مکاشفۃ القلوب	از	//	//
۱۵۔ کیمیائے سعادت	از	//	//
۱۶۔ جواہر القرآن	از	//	//
۱۷۔ اتحاف السادۃ المتقین شرح احیاء العلوم	از	سید مرتضیٰ زبیدی رحمۃ اللہ علیہ	
۱۸۔ بدایہ فی اصول الدین	از	امام نور الدین صابونی رحمۃ اللہ علیہ	
۱۹۔ کتاب الاسماء والصفات	از	امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ	
۲۰۔ عقیدہ	از	امام ابن قدامہ مقدسی رحمۃ اللہ علیہ	

۲۱- مالابدمنہ للمرید	از	شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ	
۲۲- رسالہ وجودیہ	از	"	"
۲۳- رسالہ قدسیہ	از	"	"
۲۴- رسالہ اتحادیہ	از	"	"
۲۵- مشہدیہ	از	"	"
۲۶- فصوص الحکم	از	"	"
۲۷- شجرہ الکون	از	"	"
۲۸- تحفۃ البررہ	از	"	"
۲۹- الیواقیت والجواہر	از	علامہ امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ	
۳۰- الکبریت الاحمر	از	"	"
۳۱- الطبقات الکبریٰ	از	"	"
۳۲- انوار اللواقح القدسیہ	از	"	"
۳۳- درالغواص فی فتاوی الخواص	از	"	"
۳۴- الجواہر والدرر	از	"	"

۳۵۔کتاب المنن والاخلاق از علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ

۳۶۔مختصر تذکرہ قرطبی از " "

۳۷۔ ابریز از عبدالعزیز الدباغ رحمۃ اللہ علیہ

۳۸۔النظام الخاص لاہل المعرفۃ ولاختصاص از الشیخ الامام سید احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ

۳۹۔ریاض الصالحین از امام محی الدین النووی رحمۃ اللہ علیہ

۴۰۔منازل السائرین از حافظ ابن قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ

۴۱۔حادی الارواح الی بلاد الافراح از " "

۴۲۔ قصیدہ نونیہ از " "

۴۳۔تفسیر سورہ اخلاص از حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ

۴۴۔کتاب الذریعہ الی احکام الشریعہ از امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ

۴۵۔صفوۃ الصفوہ از ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ

۴۶۔الانسان الکامل از عبدالکریم الجیلی رحمۃ اللہ علیہ

۴۷۔الکہف الرقیم از " "

۴۸۔باب الفتوح الی معرفۃ الروح از شیخ عبدالہادی الابیاری رحمۃ اللہ علیہ

ضمیمہ دوم

۴۹۔ مدخل از ابن حاج التلمسانی رحمۃ اللہ علیہ

۵۰۔ جواہر النصوص شرح فصوص از شیخ عبد الغنی النابلسی رحمۃ اللہ علیہ

۵۱۔ نقد النصوص از ملا جامی رحمۃ اللہ علیہ

۵۲۔ لوائح از " " "

۵۳۔ الدرۃ الفاخرہ فی تحقیق مذہب الصوفیۃ والمتکلمین والحکماء " " "

۵۴۔ مسائل الطریقہ فی علم الحقیقہ از امام عزالدین بن عبد السلام رحمۃ اللہ علیہ

۵۵۔ جامع الاصول فی الاولیاء وانواعہم از ضیاء الدین بن احمد بن مصطفی رحمۃ اللہ علیہ

۵۶۔ الطریقۃ المحمدیہ از شیخ برکوی رحمۃ اللہ علیہ

۵۷۔ شرح الطریقۃ المحمدیہ از شیخ خادمی رحمۃ اللہ علیہ

۵۸۔ المنہج القوی فی شرح المثنوی از " "

۵۹۔ سبیل السعادۃ از شیخ یوسف الدجوی رحمۃ اللہ علیہ

۶۰۔ شرح فصوص الحکم از قاشانی رحمۃ اللہ علیہ

۶۱۔ شرح فصوص الحکم	از قیصری رحمۃ اللہ علیہ
۶۲۔ شرح فصوص الحکم	از بالی رحمۃ اللہ علیہ
۶۳۔ رسالہ وحدت الوجود	از عالی رحمۃ اللہ علیہ
۶۴۔ کشف الوجود	از شیخ عزالدین محمود رحمۃ اللہ علیہ
۶۵۔ ایضاح الدلالات	از نابلسی رحمۃ اللہ علیہ
۶۶۔ بحر المعانی	از سید محمد مکی رحمۃ اللہ علیہ
۶۷۔ کشف الحقائق	از ابوالفتح علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ
۶۸۔ زبدۃ الحقائق	از عین القضاۃ ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ
۶۹۔ مدارج الکمال	از کمال الدین کاشانی رحمۃ اللہ علیہ
۷۰۔ مراۃ العارفین	از مسعود بک رحمۃ اللہ علیہ
۷۱۔ نفس رحمانی	از شیخ موسیٰ بن داؤد رحمۃ اللہ علیہ
۷۲۔ مرغوب القلوب	از حضرت شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ
۷۳۔ الحواشی الجلالیہ علی شرح التجرید	از علامہ دوّانی رحمۃ اللہ علیہ
۷۴۔ الحواشی الزاہدیہ	از میرزا ہدا لھروی رحمۃ اللہ علیہ

۷۵- عین الفقر	از	سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ
۷۶- سلک السلوک	از	شیخ ضیاء الدین نخشبی رحمۃ اللہ علیہ
۷۷- انفاس رحیمیہ	از	شاہ عبد الرحیم رحمۃ اللہ علیہ
۷۸- اخبار الاخیار	از	شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
۷۹- زبدۃ الاسرار	از	" "
۸۰- الطاف القدس	از	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
۸۱- حجۃ اللہ البالغہ	از	" "
۸۲- عبقات	از	مولنا محمد اسمٰعیل شہید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
۸۳- صراط مستقیم	از	" "
۸۴- دمغ الباطل	از	مولنا شاہ رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ
۸۵- نور وحدت	از	خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ
۸۶- ضیاء القلوب	از	حاجی امداد اللہ چشتی رحمۃ اللہ علیہ
۸۷- شرح مثنوی شریف	از	مولنا بحر العلوم لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ
۸۸- جواہر السلوک	از	شاہ عبد اللطیف دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
۸۹- جواہر الحقائق	از	" "

۹۰۔ کشکول کلیمی	از	شاہ کلیم اللہ جہان آبادی رحمۃ اللہ علیہ
۹۱۔ فوائد الفواد	من	ملفوظات نظام الدین اولیا سلطانجی رح
۹۲۔ مکتوبات منیریہ	از	حضرت شاہ شرف الدین یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ
۹۳۔ مکتوبات قدوسیہ	از	حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہی رح
۹۴۔ علم الکتاب	از	خواجہ میر درد رحمۃ اللہ علیہ
۹۵۔ عقاید حسینی	از	مولنا محمد حسین رحمۃ اللہ علیہ
۹۶۔ میزان التوحید	از	محمد مخدوم سلطان رحمۃ اللہ علیہ
۹۷۔ بحر الحیات	از	شیخ محمد غوث گوالیاری رحمۃ اللہ علیہ
۹۸۔ نفائس الحقائق	از	سید شریف الحسینی رحمۃ اللہ علیہ
۹۹۔ مقدمۃ المعارف	از	شیخ محب اللہ الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ
۱۰۰۔ شرح فصوص الحکم	از	" " "
۱۰۱۔ قبلہ نما	از	مولنا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ
۱۰۲۔ آب حیات	از	" " "
۱۰۳۔ تقریر دلپذیر	از	" " "

۱۰۴ - الروض المجود فی اثبات وحدت الوجود از مولانا محمد فضل حق خیرآبادی رحمۃ اللہ علیہ

۱۰۵ - تفسیر تبصیر الرحمٰن از مولانا شیخ علی المہائمی رحمۃ اللہ علیہ

۱۰۶ - تقصار جیاد الاحرار از نواب صدیق حسن خان مرحوم بھوپالی

یورپین فلسفی، بعض تصانیف و اصطلاحات مندرجہ کتاب

(۱) فلسفی

۱- الکزنڈر اسمتھ	Alexander Smith
۲- بیکن	Bacon
۳- برگسن	Bergson
۴- برکلے	Berkley
۵- برونو	Bruno
۶- چارلس کنگسلے	Charles Kingsley
۷- کوپرنیکس	Copernicus
۸- ڈارون	Darwin
۹- دیمقراطیس	Democritus
۱۰- ڈیکارٹ	Descartes

۱۱- ڈریپر	Draper
۱۲- اپی کیورس	Epicurus
۱۳- فخنتے	Fichte
۱۴- گلیلیو	Galilio
۱۵- گسنڈی	Gassendi
۱۶- گیٹے	Goethe
۱۷- ہیکل	Haeckel
۱۸- ہیگل	Hegel
۱۹- ہیوم	Hume
۲۰- ہکسلے	Huxley
۲۱- کینٹ	Kant
۲۲- لاپلاس	Laplace
۲۳- لیبنز	Leibnitz
۲۴- لاک	Locke
۲۵- لیوکریٹس	Lucretius

۲۶۔ نیوٹن Newton

۲۷۔ سیمول لینگ Samuel Lang

۲۸۔ شیلنگ Schelling

۲۹۔ سرآلیور لاج Sir Oliver Lodge

۳۰۔ اسپنسر Spencer

۳۱۔ اسپونزا Spinoza

۳۲۔ ٹنڈل Tyndall

۳۳۔ وارڈ Ward

تصانیف

(۱) معرکہ مذہب و سائنس از ڈریپر Draper: Conflict of Religion and Science

(۲) تحقیق اصل الانواع از ڈارون Darwin: Origin of Species

(۳) معمۂ کائنات از ہیکل Haeckel: Riddle of Universe

(۴) خطبات ومضامین از ہکسلے — Huxley: Addresses and Essays

(۵) اصول ونتائج از ہکسلے — Huxley: Methods and Results

(۶) فزیکل بیسس آف لائف از ہکسلے — Huxley: Physical Basis of Life

(۷) میکانیک از لاپلاس — Laplace:— Mechanique

(۸) پرنسپیا از نیوٹن — Newton:— Principia

(۹) خواص مادہ از ٹیٹ — Tait: Properties of Matter

(۱۰) خطبات ومقالات از ٹنڈل — Tyndall: Addresses and Discourses

(۱۱) خطبہ بلفاسٹ از ٹنڈل	Tyndall:— Belfast Address
(۱۲) فطرت ولاادریت از وارڈ	Ward: Naturalism and Agnosticism

اصطلاحات

(۱) لا ادریت	Agnosticism
(۲) ظواہر	Appearances
(۳) سالمات	Atoms
(۴) مراکز قوت	Centralised—Forces
(۵) ادعا	Dogma
(۶) ایتھر	Eaether
(۷) برق پارے	Electrand
(۸) قوت	Energy
(۹) اختبارات	Experiments

Explanation	(۱۰) توجیہ و تشریح
Extension	(۱۱) امتداد
Figure	(۱۲) شکل
Genesis	(۱۳) خلق
Group	(۱۴) اجتماعیات
Idealists	(۱۵) تصوریہ
Illusion	(۱۶) فریب
Inquisition	(۱۷) محکمہ احتساب
Laws of Nature	(۱۸) قوانین فطرت
Metaphysics	(۱۹) مابعد الطبعیات یا الہیات
Metaphysical Points	(۲۰) مابعد الطبعیاتی نقطے
Molecules	(۲۱) مکسرات
Nomina	(۲۲) اعیان
Parallelism	(۲۳) توازیت
Phenominon	(۲۴) حادثۂ ظہور

(۲۵) حکمت طبعی	Physical science
(۲۶) جسمی اساس حیات	Protoplasm
(۲۷) حقائق اشیا	Realities
(۲۸) عقل و حکمت	Reason and science
(۲۹) تشکیک	Scepticism
(۳۰) کاربن	Carbon
(۳۱) ہائیڈروجن	Hydrogen
(۳۲) نائٹروجن	Nitrogen
(۳۳) آکسیجن	Oxygen

طالبان حق کو مژدہ

الحمد للہ کہ سلسلۂ دعوت صدق کی پہلی کتاب "اسرار حق" شائع ہو گئی۔ ایک مختصر اور منتخب جماعت "اخوان الصدق" کی سعی و اہتمام سے اس سلسلہ میں بمقتضائے وقت متعدد کار آمد کتابیں بتدریج شائع ہونگی۔ انشاء اللہ

اگرچہ تصوف اور صوفی یہ دو اصطلاح بہت رائج ہو چکی ہیں۔ اللہ جل شانہ جابجا کلام مجید میں حقائق کو صدق۔ انکے جاننے والوں کو صادقین و صدیقین اور ان کے ثمرات کو تقرب سے تعبیر فرماتا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے والذی جاء بالصدق و صدق بہ اولئک ھم المتقون۔ مقام صدق والوں کا کیا کہنا۔ فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر (۲۷) لھم مایشاؤن عند ربھم ذالک جزاء المحسنین (۲۴) ایمان ہی کے ذریعہ سے صدق تک رسائی ہوتی ہے۔ و بشر الذین امنوا ان لھم قدم صدق عند ربھم (۱۱) مقبول بندوں میں انبیا کے بعد صدیقین ہی کا درجہ ہے الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء

والصالحین وحسن اولٓئک رفیقا (۴/۵) ہر درجہ کے اعتبارات اور امتیازات کلام مجید میں موجود ہیں۔ بصیرت شرط ہے۔

علوم وحقائق قرآنیہ پر کوئی کیا عبور حاصل کر سکتا ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فضیلت قرآن مجید کی بابت ایک طویل حدیث نبوی نقل فرماتے ہیں جس میں مذکور ہے۔ لا یشبع منہ العلماء ولا یخلق علی کثرۃ الرد۔ ولا ینقضی عجائبہ، (ترمذی) اہل علم کا قرآن سے کبھی دل نہیں بھرتا۔ بکثرت دہرانے سے بھی وہ پرانا نہیں ہوتا۔ اور اس کے عجائبات (علوم) کی کوئی انتہا نہیں۔ سبحان اللہ وبحمدہٖ

محمد الیاس برنی

سلسلۂ انتخابات نظمِ اُردو

مرتبہ

پروفیسر محمد الیاس برنی - ایم - اے ایل ایل بی (علیگ)

مروجہ غزلیات کی کثرت سے عموماً یہ خیال پھیل گیا ہے کہ اردو شاعری کی ساری کائنات محض حسن و عشق اور گل و بلبل کی داستان ہے۔ مگر تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ اردو میں بھی ہر رنگ کی بہتر سے بہتر نظمیں موجود ہیں۔ البتہ وہ اب تک منتشر اور غیر معروف ہیں۔ چنانچہ موجودہ انتخاب سے اس کی پورے طور پر تصدیق ہوتی ہے اگر جدید تعلیم یافتہ اصحاب اس سلسلۂ انتخاب کو ملاحظہ کرینگے تو ثابت ہوگا کہ انگریزی کی جن نیچرل نظموں پر وہ مر مٹتے ہیں اُنھیں کی ہمپلہ نظمیں خود اُن کی اردو زبان میں موجود ہیں شعر و سخن کے چمن کھلے ہوئے ہیں جن کے رنگ و بو سے دل و دماغ بلکہ روح کو تفریح ہوتی ہے۔ امید ہے کہ اس انتخاب کو دیکھ کر تعلیم یافتہ اصحاب کے دل میں ضرور اردو شاعری کی قدر و محبت پیدا ہوگی اور ان کی قدر دانی و توجہ سے اردو شاعری کی ترقی کا ایک نیا دور شروع ہوگا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

اردو کی منتخب نظموں کو مضمون وار حسب ذیل ترتیب دیکر خوشنما جلدوں میں شائع کیا ہے۔۔۔"

(۱) معارف ملت۔ حمد۔ نعت۔ مناجات۔ اور اخلاقی قومی نظموں کا گلدستہ ... جلد اول و جلد دوم قیمت فی جلد مجلد عہ ۔ جلد سوم زیر ترتیب

(۲) جذبات فطرت۔ یہ مجموعہ غالب مرحوم کے ایک لطیف انکشاف فطرت کی شرح ہے دیکھنا تقریر کی لذت کہ جو اس نے کہا میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے جلد اول و جلد دوم قیمت فی جلد مجلد عہ ۔ جلد سوم زیر ترتیب۔

(۳) مناظر قدرت۔ اوقات۔ منظرات مخلوقات اور واقعات کی تصاویر کا دلکش مرقع جلد اول و جلد دوم قیمت فی جلد مجلد عہ ۔ جلد سوم زیر ترتیب۔

یہ کتابیں ہندوستان کے اکثر صوبوں میں مدارس کے کتب خانوں اور انعاموں کے واسطے باضابطہ منظور ہو چکی ہیں اور عام شائقین میں بھی ہاتھوں ہاتھ جا رہی ہیں۔

کم از کم ۱۰ سٹ کے یکمشت خریدار کو پچیس فیصدی کمیشن دیا جائیگا

ملنے کا پتہ

محمد الیاس برنی
پروفیسر عثمانیہ کالج حیدر آباد دکن

پروفیسر محمد الیاس برنی
کی
اردو کتابیں

معاشیات

(۱) علم المعیشت۔ اکنامکس (Economics) پر اردو میں یہ سب سے پہلی نہایت مستند اور جامع کتاب ہے مشکل سے مشکل معاشی اصول و مسائل کو ایسے سلیس اور دلچسپ پیرایہ میں بیان کیا ہے کہ کتاب کے مطالعہ سے نہ صرف مضامین بخوبی ذہن نشین ہو جاتے ہیں بلکہ خاصی تفریح حاصل ہوتی ہے

خوبی مضامین کی بدولت ہندوستان کے ہر حصہ میں یہ کتاب ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو رہی ہے لطف یہ کہ

ہندوستان کی یونیورسٹیوں میں اکنامکس کے متعلق بیسیوں ضخیم انگریزی کتابوں کو چھوڑ کر اس کو بہت شوق سے پڑھتے ہیں۔ ڈاکٹر محمد اقبال (جو خود بھی معاشیات کے بڑے عالم ہیں) تحریر فرماتے ہیں کہ "آپ کی کتاب علم المعیشت اردو زبان پر ایک احسان عظیم ہے اور مجھے یہ کہنے میں ذرا بھی تامل نہیں کہ اکنامکس پر اردو میں یہ سب سے پہلی کتاب ہے اور ہر لحاظ سے مکمل"، ضخامت تقریباً ۹۰۰ صفحہ، خوشنما جلد، بسلسلہ مطبوعات انجمن ترقی اردو حال میں دوسرا اڈیشن شایع ہوا ہے۔

(۲) معیشت الہند۔ ہندوستان کے گوناگوں معاشی حالات جن کا جاننا ملک کی اصلاح و ترقی کے واسطے از حد ضروری ہے، کافی تحقیق اور تنقید کے بعد بہت سلیس اور دلچسپ طرز پر علمی پیرایہ میں بیان کئے گئے ہیں۔ یہ بھی اردو زبان میں اپنی قسم کی پہلی کتاب ہے۔ علم المعیشت میں معاشیات کے اصول و مسائل بیان ہوئے ہیں اس کتاب کے ذریعہ سے ان کا ہندوستان میں عملدرآمد دکھایا گیا ہے یہ دونوں کتابیں جامعہ عثمانیہ کی بی اے کلاس کے نصاب میں داخل ہیں۔ ضخامت تخمیناً ۹۰۰ صفحہ خوشنما جلد۔ منجانب جامعہ عثمانیہ شایع ہوگی تیار ہو رہی ہے۔

(۳) مالیات۔ پبلک فنانس (Public Finance) پر ایک

زبان میں یہ بھی سب سے پہلی مستند اور جامع کتاب ہے مہذب اور ترقی یافتہ
سلطنتوں کے ہاں آمدنی کے کیا کیا ذرایع اور خرچ کی کیا کیا مدیں ہیں
اور محاصل و مصارف کا انتظام کس نہج پر قایم ہے سلطنتوں کی مالی ترقی
اور مرفہ الحالی کے کیا اسباب ہیں اور اُن کا کیونکر عمل درآمد ہوتا ہے یہ تمام
دقیق اور اہم مباحث نہایت سلیس اور دلچسپ طرز پر علمی پیرایہ میں پیش
کئے ہیں ہندوستان کے قومی رہبروں اور رئیسوں کو اس کتاب کا مطالعہ
بہت مفید بلکہ ازحد ضروری ہے ضخامت تخمیناً ۴۰۰ خوشنما جلد (زیر تالیف)

(۴) مقدمہ معاشیات - مورلینڈ صاحب کی انگریزی کتاب
انٹروڈکشن ٹو اکنامکس (Introduction to Economics)
کا سلیس اور بامحاورہ اردو ترجمہ جس میں معاشیات کے ابتدائی اصول
و مسائل بیان کئے گئے ہیں - یہ کتاب جامعہ عثمانیہ میں ایف اے
کلاس کے نصاب میں داخل ہے ضخامت تقریباً ۴۵۰ صفحے بجانب
جامعہ عثمانیہ شائع ہوئی ہے -

(۵) معاشیات ہند - مسٹر پرمتھ ناتھ بنرجی کی انگریزی کتاب
انڈین اکنامکس (Indian Economics) کا سلیس

اور با محاورہ اُردو ترجمہ جس میں مختصر طور پر ہندوستان کے معاشی حالات بیان کیے گئے ہیں۔ یہ کتاب جامعہ عثمانیہ کی ایف اے کلاس کے نصاب میں داخل ہے۔ ضخامت تقریباً ۴۰۰ صفحہ مجلد منجانب جامعہ عثمانیہ شائع ہوئی ہے۔

(۶) برطانوی حکومت ہند۔ انڈرسن صاحب کی انگریزی کتاب برٹش اڈمنسٹریشن ان انڈیا (British Administration in India) کا سلیس اور با محاورہ اردو ترجمہ جس میں مختصر طور پر حکومت ہند کا طریق بیان کیا گیا ہے۔ یہ کتاب بھی جامعہ عثمانیہ میں ایف اے کلاس کے نصاب میں داخل ہے۔ ضخامت تقریباً ۲۵۰ صفحہ مجلد۔ منجانب جامعہ عثمانیہ شائع ہوئی ہے۔